فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

قادیانی مذہب

کا

علمی محاسبہ

عجیب و غریب انکشافات و اعتقادات و اجتہادات و افتراآت

مؤلفہ

سلاحُ الدین محمد الیاس برنی

ام۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی (علیگ)۔

منظور حیدر راجہ

حیدرآباد دکن

مزید مضامین۔ جدید ترتیب

بار سوم

عمدۃ المطابع لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت ۸؍

قادیانی مذہب

الیاس برنی
حیدرآباد دکن

فاعتبروا یا اولی الابصار

قادیانی مذہب

کا

علمی محاسبہ

عجیب و غریب انکشافات و اعتقادات و اجتہادات و افتراقات

مؤلفہ

صلاح الدین محمد الیاس برنی

ایم۔اے۔ ال۔ ال۔ بی (علیگ)

حیدر آباد دکن

مزید مضامین۔ جدید ترتیب

بار سوم

در مطبع قومی

عمدة المطابع لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت عہ

فہرست مضامین

ضروری تشریح - جو عنوانات اس تیسرے ایڈیشن میں جدید شریک ہوئے ہیں - ان کے ساتھ نشان (ث) درج ہے۔ اور جن سابقہ عنوانات کے تحت مزید اقتباسات شریک ہوئے ہیں ان کے ساتھ نشان (م) درج ہے۔ ان نشانات سے یہ بھی اندازہ ہو سکے گا کہ دوسرے ایڈیشن کے مقابل تیسرے میں مضامین کا کس قدر اضافہ ہوا۔

تمہید اوّل ص ۱

تمہید دوم ص ۱۱ - ۱۶

تمہید سوم (ج) ص ۱۷ - ۲۴

فصل اوّل - ذاتی حالات ص ۲۵ - ۴۶

(۱) مختصر سرگزشت (۲) خاندانی زوال

ب

(۳) سندھی (ج)	(۴) انثیت کا مادہ (ج)
(۵) اِدھر اُدھر (ج)	(۶) لازمہ شرافت و شجاعت (ج)
(۷) توبہ توبہ (ج)	(۸) انگریزی دانی (ج)
(۹) مختاری (ج)	(۱۰) مدرسی (ج)
(۱۱) ملازمت (ج)	(۱۲) مرزا صاحب کی سادگی
(۱۳) جیبی گھڑی (ج)	(۱۴) لباس (ج)
(۱۵) مرزا صاحب کی شکرگزاری	(۱۶) ضعف کی شکایت
(۱۷) مجرب دوائیں (م)	(۱۸) پہلا دورہ
(۱۹) مراق کا سلسلہ (م)	(۲۰) مالیخولیا مراق (م)
(۲۱) ہسٹیریا (ج)	(۲۲) دق (ج)
(۲۳) دو چادریں	(۲۴) دو بیماریاں
(۲۵) دائم المریض	(۲۶) چشم نیم باز (ج)
(۲۷) عصبی کمزوری	(۲۸) خرابی حافظہ (ج)
(۲۹) بے توجہی (ج)	(۳۰) مصروفیت
(۳۱) انہماک	(۳۲) روٹی کے ٹکڑے (ج)
(۳۳) دوران سر	(۳۴) دماغی بیہوشی
(۳۵) خرابی صحت	(۳۶) خاص علاج
(۳۷) مرغوبات (ج)	(۳۸) شکار کی ضرورت (ج)
(۳۹) درستی صحت	(۴۰) روغن بادام
(۴۱) مشک	(۴۲) عنبر
(۴۳) مفرح عنبری	(۴۴) افیون

(۴۵) سنکھیا (ج) (۴۶) ٹانک وائن
(۴۷) ٹانک وائن کا فتویٰ (ج) (۴۸) مجاہدات
(۴۹) الہامی خاندان (ج) (۵۰) نماز (ج)
(۵۱) اسٹیشن کی سیر (ج) (۵۲) مرزا صاحب کی وفات
(۵۳) عبرت

فصل دوم نبوت کی تمہید صفحہ ۶۷ / ۸۷

(۱) نبی رسول (ج) (۲) ختم نبوت پر ایمان و اصرار
(۳) ولایت کے مقام سے نبوت کے اتم تک ترقی (۴) محدثیت سے نبوت تک ترقی
(۵) نبوت سے معذرت (۶) مسیح موعود کی اہمیت
(۷) مثیل مسیح بننے پر قناعت (۸) ذریت کی بشارت
(۹) دمشق تا قادیان (۱۰) بھید کھل گیا۔
(۱۱) مشابہت (۱۲) مسیحیت کے پردہ میں نبوت

فصل سوم نبوت کی تحصیل صفحہ ۸۸ / ۱۱۰

(۱) ختم نبوت کی تاویل۔ اپنی نبوت کی تشکیل .... (م)
(۲) نبی بننے کی ترکیب (ج) (۳) نبوت کا کمال (ج)
(۴) ختم نبوت کی ہتک (ج) (۵) ختم نبوت پر الزام عبرت کا مقام (م)
(۶) مسلمانوں کو دھوکا (۷) صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

(۸) نبوت کا ایقان و اعلان (م) (۹) جواب اعتراض (ج)
(۱۰) مرزا صاحب حقیقی نبی (ج) (۱۱) تناقض کا خلاصہ

فصل چہارم۔ نبوت کی تکمیل ص ۱۱۱ - ۱۵۱

(۱) مرزا صاحب خاتم النبیین (م) (۲) بروزی کمالات گویا مرزا صاحب خود رسول اللہ کی ذات (م)
(۳) مسیح موعود محمد است و عین محمد است (ج)
(۴) مرزا صاحب پر صلوات (۵) مرزا صاحب کی وحی و الہام (م)
(۶) قادیان کا قرآن (۷) قادیانی دین (ج)
(۸) میری امت (ج) (۹) نبی تشریعی یا غیر تشریعی (م)
(۱۰) مرزا صاحب کی شریعت (۱۱) کفر کی توسیع (م)
(۱۲) نماز کی ممانعت (۱۳) دکھاوے کی نماز
(۱۴) حج باطل (۱۵) قطع تعلق (م)
(۱۶) نبوت کے دعوے کی سرگزشت (م) (۱۷) دس نبی اور ایک بندہ کا انتخاب
(۱۸) معترضین کو دھمکی۔

فصل پنجم۔ فضیلت کی تفصیل ص ۱۵۲ - ۱۸۵

(۱) امت محمدی کے تمام اولیا پر فضیلت (م) (۲) حضرت امام حسینؓ پر فضیلت (م)
(۳) حضرت امام حسنؓ کی ناشکری (ج) (۴) زندہ اور مردہ علی
(۵) مروسے (ج) (۶) حضرت ابوبکر صدیقؓ پر فضیلت

(۷) ابوبکرؓ و عمرؓ (ج) — (۸) تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت (م)
(۹) حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت (م) — (۱۰) حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت۔
(۱۱) حضرت یحییٰ علیہ السلام پر فضیلت (ج) — (۱۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت۔
(۱۳) خدا مرزا مسیح (ج) — (۱۴) انبیاء کی ہتک۔
(۱۵) مرزا صاحب کا خلق — (۱۶) محمد رسول اللہ مرزا صاحب (ج)
(۱۷) اسمہ احمد کے مصداق مرزا صاحب (م) — (۱۸) احمد رسول مرزا صاحب (ج)
(۱۹) مرزا صاحب ابراہیم اور احمد — (۲۰) حضرت سید المرسلین پر فضیلت (م)
(۲۱) ہلال و بدر — (۲۲) مرزا صاحب کا خدائی عہد
(۲۳) سفید بال (ج) — (۲۴) ذہنی ارتقاء (ج)
(۲۵) دو عورتیں (ج) — (۲۶) مرزا صاحب کی شان (ج)
(۲۷) قرآن کریم میں مرزا صاحب کے مزید بشارات — (۲۸) مرزا صاحب کے بشارتی نام
(۲۹) مرزا صاحب کے گواہ — (۳۰) مرزا صاحب کی جامعیت
(۳۱) مرزا صاحب اوتار (م) — (۳۲) مرزا صاحب کے معجزات و نشانات

فصل ششم انکشافات ۱۸۶ تا ۲۲۵

(۱) شیطان کا فریب — (۲) فتنۂ عظیم
(۳) مالیخولیا کے کرشمے — (۴) مرزا صاحب کی توجیہ
(۵) عالم کشف (ج) — (۶) غلام احمد قادیانی کا کشف
(۷) تمام و کمال اصلاح (ج) — (۸) قرآن میں قادیان
(۹) خدائی مشاغل — (۱۰) خدائی تعلقات

(۱۱) الہامی حمل — (۱۲) خدا کی روشنائی کے دھبے۔
(۱۳) خدا کی انگریزی شان — (۱۴) انشا پردازی (ج)
(۱۵) الہامی شعر (ج) — (۱۶) الہامات کی زبان
(۱۷) نیا نام (ج) — (۱۸) انگریزی الہامات
(۱۹) نرالی بشارت — (۲۰) گپت الہام
(۲۱) خواب کا شوق (ج) — (۲۲) بندر اور سور
(۲۳) ہندوؤں کا خواب (ج) — (۲۴) چنے کی دال اور کشمش
(۲۵) خاکسار پیپرمنٹ — (۲۶) کولا دائن
(۲۷) درد دنداں — (۲۸) عدالتی الہام
(۲۹) خدائی لیڈر (ج) — (۳۰) ایک بزرگ سے کشتم کشتا۔
(۳۱) عمر کی بشارت (م) — (۳۲) طاعون کی آمد
(۳۳) پیشگوئیاں — (۳۴) تین چار کا چکر (ج)
(۳۵) پسر موعود کا قصہ (ج) — (۳۶) پسر موعود کا انجام (ج)

فصل ہشتم ارشادات ص ۲۲۶ – ۲۶۲

(۱) قیوم العالمین کا قادیانی تخیل (ج) — (۲) وحدت وجود (ج)
(۳) عیسیٰؑ کی حقیقت (م) — (۴) مرزا صاحب کی معذرت
(۵) مریمؑ کی عصمت (م) — (۶) لعنت لعنت (ج)
(۷) حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش (ج) — (۸) سوال وجواب
(۹) عیسیٰؑ کے معجزات (م) — (۱۰) مرزا صاحب کی مسیحائی (ج)

(۱۱) مسیح ابن مریم اور مرزا صاحب (ج) (۱۲) یسوع مسیح سے پاپا یہ مسیحی ملکہ کا دربار
(۱۳) مسمریزم کی تشریح (م) (۱۴) حلول واتحاد کی حقیقت۔
(۱۵) قادیانی نجوم (۱۶) قادیانی تعلیم (ج)
(۱۷) ملائکہ اور شیطان (۱۸) معجزہ کی تعریف (ج)
(۱۹) معجزہ شق القمر کی تاویل (۲۰) قادیان میں کعبۃ اللہ (م)
(۲۱) عذر حج (ج) (۲۲) قادیان میں مسجد اقصیٰ
(۲۳) تصنیف وتالیف (ج) (۲۴) بحث سے انکار
(۲۵) علیگڈھ میں سکوت (ج) (۲۶) الٹی بات
(۲۷) امت میں نبوت (۲۸) قادیانی میموریل (ج)
(۲۹) گورنمنٹ کی پاسداریاں (ج) (۳۰) مباہلہ کا معاملہ (ج)
(۳۱) مذہبی دیوانگی (ج)

فصل ہشتم تعلقات ص ۲۶۳/۲۸۸

(۱) اراکین خاندان (۲) بڑی بشارت
(۳) بشارت کی بشارت (۴) خداداد موقع
(۵) لالچ اور دھمکی (۶) خاندانی سردمہری
(۷) انعام کا وعدہ (ج) (۸) خیر خبر
(۹) رقیب کی خودسری (۱۰) چہ میگوئیاں
(۱۱) خانہ بربادی (۱۲) ترکی تمام شد (ج)
(۱۳) یاس میں آس (۱۴) دنیا بامید قائم

(۱۵) رعایتی توسیع
(۱۶) ناکامی کی تلخی
(۱۷) کسی کی یاد
(۱۸) آخری مایوسی
(۱۹) خاندانی ورثہ
(۲۰) اقرار ومعذرت
(۲۱) بھتیجے دی ماں (ج)
(۲۲) دوسری بیوی (ج)
(۲۳) مہر (ج)
(۲۴) اولاد (ج)
(۲۵) خواتین مبارکہ (ج)

فصل نہم معاملات ص ۲۸۹ — ۳۴۴

(۱) دہلی کی شادی
(۲) چٹھی
(۳) رانی روشنی (ج)
(۴) منی آرڈر کی وحی
(۵) ایک روپیہ کی شیرینی
(۶) نام کے دام (ج)
(۷) پچاس ہزار خواب والہام
(۸) ٹکس کا مقدمہ
(۹) تلی ہوئی مچھلی
(۱۰) ہاتھی کے سر پر تیل (ج)
(۱۱) گھر کی بات
(۱۲) ریل کا سفر (ج)
(۱۳) ریل کا الہام
(۱۴) بیعت (ج)
(۱۵) قادیانی مبالغے (ج)
(۱۶) مرزا صاحب کے مُرید
(۱۷) فرمان واجب الاذعان
(۱۸) فتویٰ (ج)
(۱۹) مرزا صاحب کے فتوحات
(۲۰) تحصیل وتشفی (ج)
(۲۱) خانگی زندگی
(۲۲) محبت کا تقاضا (ج)
(۲۳) لنگر کا قصہ
(۲۴) مالی مناقشے

(۲۵) قادیان کی برکتیں (۲۶) بہشتی مقبرہ (م)
(۲۷) طاعون کی دعا (۲۸) طاعون کا فلسفہ (ج)
(۲۹) ایمان و اسباب (ج) (۳۰) طاعونی جہاد
(۳۱) طاعون کی برکت (۳۲) طاعون کا مجرب علاج
(۳۳) مرزا صاحب کا عتاب (م) (۳۴) اخراج (ج)
(۳۵) بدزبانی کا فیصلہ (۳۶) عدالت کی ہدایت
(۳۷) مرزا صاحب کا عہد (۳۸) صاحب مجسٹریٹ ضلع کی اجازت (م)
(۳۹) عدالتی اقرارنامہ (م) (۴۰) مسلمانوں سے بیزار
(۴۱) سکھوں سے پیار (ج) (۴۲) مسلمانوں سے مقابلہ
(۴۳) ہتھیار بندی (ج)

فصل دہم سیاسیات ص ۳۴۵ تا ۳۷۶

(۱) اپنا تعارف (م) (۲) خاندانی خدمات
(۳) پچاس الماری (۴) بے نظیر کارگزاری
(۵) اسلام کے دو حصے (ج) (۶) خدا کی طرف مشغول
(۷) فقیرانہ زندگی (ج) (۸) بیعت کی شرط
(۹) یاجوج ماجوج (۱۰) مسلمان اور قادیانی
(۱۱) اسلامی ممالک پر توجہ (۱۲) حکومتوں کا فرق (م)
(۱۳) گرم و سرد (۱۴) توجہ کی آرزو
(۱۵) جواب کی استدعاء (۱۶) شدت تمنا

(۱۷) تبلیغی معروضہ (۱۸) شکایت و عنایت (م)
(۱۹) راز کا مشورہ (۲۰) بیجا الزام
(۲۱) سیاسی شبہات (۲۲) سرکاری بے اعتباری
(۲۳) ہز اکسلنسی لارڈ اروِن وائسرائے ہند (۲۴) ہز اکسلنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند
(۲۵) قادیانی رنگروٹ (ج) (۲۶) سیاسی مشورے (ج)
(۲۷) پچاس ہزار روپیہ (ج) (۲۸) قادیانی کہانی (ج)
(۲۹) قادیانی اسناد (ج) (۳۰) پچاس سالہ خدمات (ج)
(۳۱) شکوہ شکایت (ج) (۳۲) عہدوں کی تقسیم (ج)
(۳۳) ایک خط (ج) (۳۴) ناقدری کا راز (ج)
(۳۵) وفاداری کا سودا (ج) (۳۶) سلطنت برطانیہ کا زوال (ج)
(۳۷) شامی شربت (ج)

فصل یازدہم قادیانیوں کی جماعت قادیان ص ۳۷۷ – ۴۳۶

(۱) نادر شاہی (ج) (۲) مریدوں کی روک تھام
(۳) خلیفۂ قادیان (۴) حکمت خلیفہ (ج)
(۵) بیعت کا مفہوم (ج) (۶) میاں صاحب کا انکار (ج)
(۷) شخصیت پرستی (ج) (۸) قادیان کی گدی (ج)
(۹) ہتھکنڈے (ج) (۱۰) لاحول ولاقوۃ (ج)
(۱۱) قادیانی منافق (ج) (۱۲) دماغی کلیں (ج)
(۱۳) چوکی پہرہ (ج) (۱۴) کتوں کی ضرورت (ج)

(۱۵) خفتی جماعت (ج)	(۱۶) بہادری کی تمنا (ج)
(۱۷) نابالغ جماعت (ج)	(۱۸) اصحاب قادیانی خود اپنی بانی
(۱۹) قادیان کی زندگی	(۲۰) ولیمہ کا لطیفہ (ج)
(۲۱) سوروں کا حملہ (ج)	(۲۲) قادیان (ج)
(۲۳) اخبار الفضل قادیان (ج)	(۲۴) غلط بیان کا اعلان (ج)
(۲۵) قادیانی پروپیگنڈا (ج)	(۲۶) میاں صاحب کا مباہلہ سے فرار (م)
(۲۷) قادیانی منصوبے (ج)	(۲۸) مکہ مدینہ (ج)
(۲۹) انگلستان میں قادیانی مشن	(۳۰) شغل سیاست (ج)
(۳۱) قادیانی پتھر (ج)	(۳۲) قادیانی چکر (ج)
(۳۳) خاتم النبیین کا قادیانی مفہوم (م)	(۳۴) قادیانیوں کی فریب کاری
(۳۵) صلح حدیبیہ	(۳۶) عظیم الشان نبی (ج)
(۳۷) رسول کی آواز (ج)	(۳۸) ایک مذہب (ج)
(۳۹) میرزائے قادیان (ج)	(۴۰) نجات (ج)
(۴۱) قادیانی ایمان (ج)	(۴۲) جماعت قادیان کے عقائد (ج)
(۴۳) محمودی اور بہائی (ج)	(۴۴) خاتم الانبیاء (ج)
(۴۵) مسئلہ نبوت (ج)	(۴۶) مسئلہ تکفیر (ج)
(۴۷) معمتہ (ج)	(۴۸) قادیانیوں کی نئی چال (ج)
(۴۹) قادیانی غلو (ج)	(۵۰) ملت محمودیہ میں غلو پرچ گیا ہے (ج)
(۵۱) غلو کے نتائج (ج)	(۵۲) قادیانی مضحکے (ج)
(۵۳) غالی قادیانی	(۵۴) حیدرآبادی قادیانی (ج)
(۵۵) قادیانی عقائد پر لاہوری تبصرہ	(۵۶) قادیانی تفسیر

(۵۷) مطالعہ کی روک ٹوک (۵۸) عقیدۂ باطل (ج)
(۵۹) جماعت قادیان کے متعلق پیشگوئیاں (ج)

فصل دوازدہم۔ قادیانیوں کی جماعت لاہور ص ۴۲۳ تا ۴۶۴

(۱) پتہ کی بات (ج) (۲) دو مشہور مرید
(۳) خواجہ کی تدبیر (۴) لاہوری جماعت کی علیحدگی
(۵) قادیانی اور لاہوری جماعت (ج) (۶) ترک قادیان (ج)
(۷) لاہوری جماعت کا قدیم ایمان (م) (۸) جدید لاہوری ابہام (ج)
(۹) منافقت (ج) (۱۰) نوک جھونک (ج)
(۱۱) لاہوری عقائد پر قادیانی تبصرہ (۱۲) لاہوری تفسیر
(۱۳) یہودی عیسائی اور مسلمان کون ہیں (م) (۱۴) لاہوری جماعت کی حکمت عملی
(۱۵) قادیانی غلط بیانی (ج) (۱۶) ووکنگ مشن کی حقیقت
(۱۷) روزمرّہ زندگی۔

فصل سیزدہم۔ خاتمہ ص ۴۶۸ تا ۵۱۰

(۱) ابتداء و انتہاء (۲) قادیان میں آخری وحی
(۳) تین پانچ (۴) مرزا صاحب کا آخری فیصلہ
(۵) مرزا صاحب سے انحراف (۶) الشیخ منطق
(۷) منحرفین سے مقابلہ (م) (۸) مسیحیت کا اقرار نبوت

(۹) فتویٰ
(۱۰) قادیانی انبیاء
(۱۱) مولوی یار محمد قادیانی کی نبوت (ج)
(۱۲) احمد نور کابلی قادیانی کی نبوت (م)
(۱۳) عبداللطیف قادیانی کی نبوت (ج)
(۱۴) چراغ دین جمونی قادیانی کی نبوت
(۱۵) غلام محمد قادیانی کی نبوت (ج)
(۱۶) عبداللہ تیماپوری قادیانی کی نبوت
(۱۷) گل تازہ شگفت (ج)
(۱۸) مرزا قادیانی صاحب کی پیشگوئیاں (ج)
(۱۹) تین کو چار کرنے والا (ج)
(۲۰) قادیانی نشان (ج)
(۲۱) ایک قادیانی یوسف (ج)
(۲۲) ویر لیسبنت اور جین لیسوشیور (ج)
(۲۳) ابتلاء کی حقیقت
(۲۴) قرآنی احکام۔

ضمیمہ اوّل ص ۵۱۱ / ۵۲۶

ضمیمہ دوم ص ۵۲۷ / ۵۸۲

ضمیمۂ سوم ص ۵۸۳ / ۵۹۷

ضمیمۂ چہارم ص ۵۹۸ / ۶۰۴

ضمیمۂ پنجم ص ۶۰۵ / ۶۰۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم خاتم النبیین رحمۃ للعلمین

بالمؤمنین رؤف رحیم

تمہید اوّل

اللہ جل شانہ کا فضل و کرم ہے کہ اس پُرآشوب زمانہ میں حیدرآباد فرخندہ بنیاد حب نبی اور عظمت رسول کا مسکن و مامن بنا ہوا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ جو یہاں امیرالمومنین ہے وہ سب سے بڑھ کر فدائے سید المرسلین ہے۔ سبحان اللہ ے

شہِ ملکِ رسالت صاحب تاج و سریر آمد
ضیا بارو جہاں افروز چوں مہر منیر آمد

امین و خازنِ رحمت معین و شافع امت
وزیر در راز دار و نائب رب قدیر آمد

رسولِ ہاشمی خیر الورےٰ صل علےٰ احمدؐ
کریمؐ۔ صادقؐ۔ نورؐ۔ نذیرؐ و البشیر آمد

چہ خوش چشمے کہ ما زاغ البصر از ل نشان او
زقلبِ پر صفا و ز دیدۂ حق بیں بصیر آمد

خوشا پیغمبر برحق کہ بہر ما گنہ گاراں
رؤفؐ و الرحیم آمد۔ کفیلؐ و النصیر آمد

نہ ماند تا حجابے جلوۂ روئے حقیقت را
پئے کشف رموزِ غیب علّام و خبیر آمد

بنامِ آں شہِ لولاک صد جان و دلم قرباں
کہ عثماں از طفیلش بر مسلماناں امیر آمد

چنانچہ ماہ ربیع الاول شریف میں جس اہتمام و احترام سے میلاد مبارک کے شاندار جلسے حیدرآباد میں منعقد ہوئے اور ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں ان کی نظیر کمتر مل سکتی ہے اول تو ماشاء اللہ خود یہاں اچھے سے اچھے علماء مشائخ اور واعظ موجود ہیں۔ مزید برکت یہ کہ دور دور سے نامور اور ممتاز عالم واعظ اس زمانے میں یہاں تشریف لاتے ہیں اور اپنے علم و عقیدت کے گوہر لٹاتے ہیں۔ حاضرین اپنے دامن ایمان گلہائے عقیدت سے بھر لے جاتے ہیں اور سب اپنی اپنی مرادیں پاتے ہیں بڑے بڑے جلسوں میں خود اعلیٰ حضرت شاہ دکن خلد اللہ ملکہ اخوتِ اسلامی سے شرکت فرماتے ہیں اور عام و خاص کو عظمت رسالت کے آداب سکھاتے ہیں۔ سچ تو یہ کہ ایسے تاجدار کمتر نظر آتے ہیں۔

منجملہ بڑے مرکزی جلسوں کے ایک جلسہ میلاد مبارک کا علامہ مفتی نور الضیاء الدین نواب ضیا یار جنگ بہادر کی سرکردگی اور صدارت میں بمقام بادشاہی عاشور خانہ منعقد ہوتا ہے۔ علماء اور مشائخ خصوصیت سے اس میں جمع ہوتے ہیں اس ناچیز ہیچمدان کو بھی اس جلسے میں چند سال سے تعمیل فرمائش تقریر کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے چنانچہ امسال بھی بتاریخ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ یوم جمعہ جلسہ منعقد ہوا اور خلاف معمول اس ناچیز کے مشورے بلکہ اطلاع کے بغیر "ختم نبوت" کا عنوان مقرر کر دیا گیا۔ صرف ایک روز قبل اپنے کو پتہ چلا۔ بہرحال بڑے مجمع کے روبرو شب کو تقریر ہوئی۔ اپنی بے بضاعتی تو معلوم ہے۔ خدا کی شان کہ تقریر کام کر گئی۔ دلوں میں اتر گئی۔ اگرچہ کوئی فرقہ خصوصیت سے مخاطب نہ تھا تاہم قادیانی صاحبان کو تشویش ہوئی کہ ان پر کاری زد پڑی۔ چنانچہ جلد از جلد اُن کی طرف سے ایک رسالہ "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" کے عنوان سے شائع ہوا اور اس میں کافی تنقیص کے باوجود تقریر کے اثر کا اعتراف کرنا پڑا کہ مقرر کی اپنی وجدانی بے اصل تقریر اس قابل نہ تھی کہ ہم اس پر کچھ خامہ فرسائی کرتے۔ لیکن اسلامی پبلک میں سے اکثروں نے ہم سے سوالات کی بھرمار شروع کر دی

جس کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوا کہ ہم مختصر لیکن عام فہم دلائل ختم نبوت کی حقیقت پر لکھ دیں۔ اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ہی کئی جلسے بھی ہوئے۔ نامور قادیانی واعظ دور دور سے بلائے گئے۔ ختم نبوت کے مختلف پہلوؤں پر خوب تقریریں ہوئیں تردیدیں ہوئیں۔ پھر کچھ تبلیغی رسالے بھی قادیان سے منگا کر تقسیم کیے گئے۔ غرض کہ خوب گہما گہمی رہی۔

قادیانی صاحبان کی یہ غیر معمولی یورش اور سرگرمیاں دیکھ کر بالآخر مسلمانوں میں بھی توجہ اور حرکت پیدا ہوئی تحقیق کا شوق پھیلا۔ چنانچہ مذکورۂ بالا رسالہ کے جواب میں ختم نبوت کے مسئلہ پر مسلمانوں کی طرف سے بھی رسالے نکلنے شروع ہوئے۔ ایک رسالہ "ثبوت ختم نبوت" کے عنوان سے منجانب مجلس الواعظین سید ابوالحسنات مولوی شجاع الدین علی صاحب صوفی قادری نے شایع کیا۔ دوسرا رسالہ "قادیانی جماعت کے شایع کردہ ٹریکٹ کا مدلل جواب" قاری محتاج الدین صاحب قادری نے شایع کیا۔ ان دونوں سے بڑھ کر مفصل جواب "ہدایۃ الرشید للغوی المرید" کے عنوان سے سید محمد حبیب اللہ صاحب قادری (عرف رشید پادشاہ) نے شایع کیا۔ علیٰ ہذا ایک رسالہ "تکذیب مرزا صاحب بزبان مرزا صاحب"۔ ان کے بھائی سید ولی اللہ صاحب (عرف حبیب بادشاہ) نے شایع کیا۔ ختم نبوت کے اثبات میں ایک رسالہ مولوی سید درویش محی الدین صاحب قادری نے بھی شایع کیا لیکن اس سلسلے میں سب سے مدلل اور جامع رسالہ "آواز حق" نکلا۔ جو مولانا محمد بدر عالم صاحب میرٹھی استاذ جامعۂ اسلامیہ ڈابھیل کا علمی کرشمہ ہے۔ اور جو مولوی فخر الدین رازی صاحب کی سعی سے حیدرآباد میں شایع ہوا۔

رسالوں کے علاوہ کچھ دو ورقے بھی نکلے مثلاً "ختم نبوت" کے متعلق سکریٹری صاحب جماعت احمدیہ کا صریح مغالطہ"۔ اس عنوان سے عزیز مرم الحاج میاں

سید محمود موسوی القادری سلمہ نے ایک دو ورقہ شایع کیا۔ علی ہذا قادیانی جماعت کی دعوت قادیانیت پر ہمارے استفسارات" اس عنوان سے ایک دو ورقہ قاری محمد تاج الدین صاحب قادری نے شایع کیا۔"مرزائیوں کے عقائد" اس عنوان سے بھی ایک دو ورقہ باجازت حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقدیر صاحب صدیقی القادری مسلمانان حیدرآباد کی طرف سے شایع ہوا اور بہت مقبول رہا۔ اس کے سوا اخبار اور رسالوں میں بھی مضامین نکلے چنانچہ "خاتم النبیین" کے عنوان سے الحاج ابوالحسن محمد خیر اللہ صاحب سنوسی القادری نے "ختم نبوت" کے عنوان سے مولانا عینی شاہ صاحب نظامی نے۔ اور "خاتم الانبیا" کے عنوان سے قاری محمد تاج الدین صاحب قادری نے مقامی اخبار رہبر دکن اور رسالہ خلیق میں سلسلہ وار مضامین شایع کیے جلسوں اور صحبتوں میں بھی تذکرے پھیل گئے۔ غرض کہ خدا کے فضل سے بیداری پیدا ہو گئی۔ اور غفلت میں جو نقصان پہنچ رہا تھا اس کا اندیشہ آئندہ کے واسطے رفع ہو گیا فالحمدللہ علی احسانہ

مذہبی بحث مباحثہ علما کا کام ہے۔ اپنے واسطے اپنا ایمان کافی ہے واللہ اعلم کیا مصلحت الٰہی تھی کہ بلا اجازت بلا مشورہ بلا اطلاع مسلمانوں نے اس ناچیز کو اس بحث پر کھڑا کر دیا۔ اور پھر قادیانی صاحبان نے اس میں زبردستی گھسیٹ لیا چنانچہ تقریر کی شب کو جلسہ ختم ہوتے ہی قادیانی صاحبان کے نمایندے نے آکر تبادلہ خیالات کے نام سے مناظرے کی دعوت دی۔ لیکن عذر کر دیا گیا کہ اپنا منصب نہیں ہے۔ اس کام کے واسطے علمائے کرام کی طرف رجوع کیا جائے تو مناسب ہے۔ واقعہ ہے کہ ہم جیسے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے اسلامی خیالات سننے کا لوگوں کو خود بخود اشتیاق ہے ورنہ علماء اور مشائخ کے مقابل ہمارے معلومات کی کیا حقیقت ہے۔ لیکن یہ عذر قبول نہیں ہوا۔ اول تو تقریر کی تردید میں رسالہ نکلا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اور اس کے آخر میں ہم کو اعتراض کا جواب [illegible]

چنانچہ اس رسالے کے ختم پر لکھتے ہیں کہ "ہمارے ایک نمائندہ نے جو جلسۂ میلاد النبی مذکورہ میں شریک تھا پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اسی مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کی دعوت دی تھی۔ لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علمائے کرام سے رجوع فرمایا جائے۔ یہ جواب قابل غور ہے۔ اس بیان سے شاید ہماری کم ہمتی اور بیچارگی کا اعلان مقصود ہو۔ مضائقہ نہیں" ۲۰۔

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

بہرحال اس رسالے کے شائع ہونے پر خیال ہوا کہ اسی سلسلے میں علمی تحقیقات کے طور پر قادیانی مذہب کا دوسرا رُخ جو بالعموم نظروں سے مخفی رہتا ہے نمایاں کر دیا جائے تو خوب ہو۔ اس کی نوعیت کا صحیح اندازہ ہو جائے اور مغالطے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قادیانی مذہب کا ایک بڑا اصول ہے جس سے عام تو کیا خاص لوگ بھی بے خبر ہیں وہ یہ کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی مذہبی زندگی کے دو دور ہیں۔ پہلے دور میں تو وہ انکسار جتاتے ہیں خوب خوش اعتقاد اور عقیدت مند نظر آتے ہیں انبیاء اولیاء سب کو اپنا بڑا مانتے ہیں سب کی عظمت کرتے ہیں اتباع کا دم بھرتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا والا نامہ پہنچا۔ خداوند کریم آپ کو خوش و خرم رکھے۔ آپ دقائق تصوف میں سوالات پیش کرتے ہیں اور یہ عاجز مفلس ہے۔ محض حضرت ارحم الراحمین کی ستاری ہے اس ہیچ اور ناچیز کو مجلس صالحین میں فروغ دیا ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ کاروبار قادر مطلق سے سخت حیرانی ہے کہ نہ عابد نہ عالم نہ زاہد کیونکر اخوان مومنین کی نظر میں بزرگی بخشتا ہے۔ اس کی عنایات کی کیا ہی بلند شان ہے اور اس کے کام کیسے عجیب ہیں ؎

پسندیدگانے بجائے رسند   ز ما کہتران تا چہ آید پسند

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب نمبر ۳ بنام میر عباس علی شاہ مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد اول ص۲)

میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ جو کہ خاتم النبیین ہے جس پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں۔ اور اس کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے گواہ رہ کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی۔ جو کہ چشمۂ حق و معرفت ہے۔ میں پیروی کرتا ہوں۔ اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو کہ اس خیر القرون میں باجماع صحابہؓ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں نہ ان میں کوئی کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا۔ اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے۔ یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ (ترجمہ)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب عربی بنام مشائخ ہند
مندرجہ انجام آتھم ص۱۴۳ مصنفہ مرزا صاحب موصوف)

میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی .... اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔

(اعلان مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۲
مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم اس بات کے لیے بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

سچا اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو

(ایام صلح ٹائیٹل ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں تو بطور ظل کے واقع ہیں۔ اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتے۔

(ازالہ اوہام ص۱۳۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

میرے لیئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں (صحابہؓ) کا مداح اور خاک پا ہوں جو جزئی فضیلت خدائے تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے۔ وہ قیامت تک کوئی اور شخص نہیں پا سکتا۔ کیا دوبارہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا۔

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان اگست ۱۸۹۹ء)

غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔

(ایام صلح ص۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لیکن دوسرے دور میں حالت بالکل برعکس ہے۔ اول تو علانیہ نبی بن جاتے ہیں پھر بڑھتے بڑھتے تقریباً تمام انبیاء و مرسلین سے صراحتہً یا کنایۃً بڑھ جاتے ہیں۔ بڑے سے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں۔ اچھے اچھوں کو نظروں سے گراتے ہیں اور اپنے واسطے انتہائی عقیدت کے طالب نظر آتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قادیانی

صاحبان اپنی تبلیغ میں تمام تر دور اول کی خوش عقیدگیاں پیش کرتے ہیں۔ اور ان میں کافی تراوشے ہے۔ ناواقف اور روادار مسلمان ان کی خوش عقیدگیوں سے خوش ہو کر ان کی عقیدت میں پھنس جاتے ہیں اور جب اچھی طرح متاثر ہو کر قابو میں آجاتے ہیں تو وہ ان کو دور دوم کے اعتقادات پر لاتے ہیں جو چاہتے ہیں منواتے ہیں۔ ایمان کی خوب گت بناتے ہیں قادیانی تبلیغ کا یہ بڑا گُر ہے۔ اچھے اچھے بے خبر ہیں۔ تحقیق کیجیے تو پتہ چلتا ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور۔

مرزا صاحب کے مذہب کے دونوں دور خود ان کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب موجودہ خلیفۂ قادیان اپنی کتاب القول الفصل میں یوں واضح فرماتے ہیں:۔

> غرض کہ مذکورہ بالا حوالہ سے صاف ثابت ہے کہ تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو کہ اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرہ دواور زمین سے ثابت ہے۔ آپ کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں۔ بلکہ نبی ہیں۔ ہاں ایسے نبی جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبوت ملی پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا"
>
> (القول الفصل ص۲۴)

بعد کو اس زمانی تقسیم میں کسی قدر ترمیم کی گئی۔ چنانچہ میاں محمود احمد صاحب اپنی کتاب حقیقۃ النبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

> اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے پس......
>
> پس ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے

اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱)

مرزا صاحب کی خوش عقیدگیوں کے مضامین تو مسلمانوں کو بہکانے اور پھسلانے کے واسطے قادیانی صاحبان بڑے شد و مد سے شایع کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی قسم کا ایک رسالہ "عقائد احمدیہ" کے نام سے حیدرآباد میں بھی شایع ہو چکا ہے۔ خوب سبز باغ دکھایا ہے لیکن دور دوم کے اعتقادات جو قادیانی مذہب کی جان ہیں۔ روح رواں ہیں قادیانیوں کا دین و ایمان ہیں۔ وہ غیروں اور ارادت مندوں کے سامنے بھولے سے بھی بیان میں نہیں آتے۔ وہ دراصل پکے قادیانیوں کا حصہ ہیں۔ کچوں کے واسطے راز سربستہ ہیں اگر کوئی بطور خود کتابوں کا مطالعہ کرے تو قادیانی لٹریچر میں ایک بڑا کمال ہے، اس درجہ تکرار۔ تضاد۔ ابہام اور التباس ہے کہ اکثر مباحث بھول بھلیاں نظر آتے ہیں عقل حیران اور طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔ جب تک صبر و استقلال کے ساتھ غور و خوض نہ کیا جائے اصل بات ہاتھ نہیں آتی۔ اسی ضرورت کے مدنظر خود بانی مذہب جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور اُن کی امت کے مشہور و مستند اکابر کی کتابوں میں صاف صاف اقتباسات تلاش کر کے وہ مخصوص اعتقادات جو لوگوں سے تقریباً مخفی ہیں موزوں عنوانات و ترتیب کے تحت اس کتاب میں پیش کرتے ہیں۔ ناظرین خود انصاف فرمالیں کہ یہ مذہب قرآن و اسلام سے کس حد تک تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کی حقیقت کیا ہے۔

قادیانی مذہب کے مخصوص عقائد ثلاثہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت اختصار اور وضاحت سے اپنی کتاب آئینہ صداقت میں حسب ذیل بیان فرماتے ہیں

ع عاقل را اشارہ کافی ست:۔

یہ تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی) صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں

اول یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔

دوم یہ کہ آپ ہی آیۂ اسمہٗ احمد کی پیش گوئی مذکورہ قرآن مجید کے مصداق ہیں
سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے
حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں
تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا
اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کیے ہیں۔

(آئینۂ صداقت ص ۳۵)

قادیانی صاحبان تبلیغ اسلام کا بڑا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کا مسلمانوں پر بڑا احسان دھرتے ہیں لیکن انصاف سے دیکھیے تو بے سروپا عقائد مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں ۔ اسلام سے ان کو ہٹا رہے ہیں۔ دین وایمان گنوا رہے ہیں۔ من مانے حاشیے چڑھا رہے ہیں بچوں کا کھیل بنا رہے ہیں۔ تخریب دین کو تبلیغ دین بتا رہے ہیں۔ امت محمدی میں فساد بڑھا رہے ہیں۔ قادیانی مذہب کے مخصوص اعتقادات کی مزید تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیجیے تو بے ساختہ دل وزبان سے نکل جاتا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ ٥ انک انت الوھاب۔

ملتمس
خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام حیدرآباد دکن
رجب شریف ۱۳۵۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید دوم

کن حالات کے تحت یہ کتاب "قادیانی مذہب" تالیف ہوئی اس کی مختصر کیفیت تمہید اول میں درج ہے شایع ہوتے ہی پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ چلا دور دور تک پھیل گیا۔ خاص کر اعلٰے اور تعلیم یافتہ طبقوں میں اس کی بہت مانگ ہوئی گویا کہ مدت سے ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اچھے اچھے مبصرین نے اس تالیف کی متانت اور وضاحت کا اعتراف کیا۔ پریس ریویو میں بھی بالعموم اس خصوصیت کا اعتراف ہوا مثلاً

جناب برنی کا یہ رسالہ (قادیانی مذہب) مولویانہ لعن طعن سے قطعاً پاک ہے۔ قادیانی اور اہل سنت مباحثات کے متعلق ایسی متین کتاب غالباً نہیں دیکھی گئی جس کو مخالف و موافق سب ٹھنڈے دل سے پڑھ کر سکون قلب کے ساتھ رائے قائم کر سکتے ہیں۔ جناب مؤلف نے اس رسالے میں اپنی طرف سے بہت کم لکھا ہے۔ زیادہ تر مرزا صاحب اور ان کے مستند متبعین کی تحریریں ایک خاص ترتیب سے جمع کر دی ہیں۔ اور ان پر جو کچھ اظہار رائے کیا ہے مختصر ہے اور تہذیب و متانت کے ساتھ ہے۔ یہ مؤلف صاحب کی حسن نیت کی دلیل ہے کہ انہوں نے اس رسالے کو بلا قیمت شایع کیا اور کسی مالی منفعت کا ذریعہ نہیں بنایا۔

(رسالہ بلاغ امرتسر اپریل ۱۹۳۴ء عیسوی)

کتاب کی اشاعت کے ایک ماہ بعد قادیانی صاحبان کی طرف سے بھی جواب میں ایک رسالہ شایع ہوا "الیاس برنی کا علمی محاسبہ"۔ رسالہ کیا ہے قادیانی ذہنیت کی پوری تصویر ہے۔ الزام و اتہام کی ناکام تدبیر ہے۔ قادیانی صاحبان کا سیاسی کشف بھی عجیب و غریب ہے۔ اگر واقعی ان کے دلوں پر ایسے وسواس طاری ہیں تو حیرت ہے اور اگر یہ ان کی طرف سے دیدہ و دانستہ افترا و بہتان ہے تو افسوس۔ ملاحظہ ہو:۔

"آپ کی دیانت نے کس طرح اجازت دی کہ حکومت برطانیہ کی یاری وفاداری کو محل اعتراض ٹھہرا کر "زمیندار" لاہور کے ظفر علی خاں نقاش "الجمعیۃ" دہلی کے مولوی کفایت اللہ کے نقش قدم پر چلیں۔ اور دیوبندی، بدایونی، خلافتی، احراری اور کانگریسی تباہ کن تحریکات میں حیدرآبادی مسلمانوں کو گھسیٹیں۔ تعجب ہے کہ حکیم السیاست سلطان دکن تو تاج برطانیہ کا یار وفادار کہلانا باعث فخر سمجھیں مگر برنی صاحب اپنے رسالے کے صفحات ص۳۵ و ص۱۰۳ پر اس اقتدار اعلیٰ سے وفاداری کی تعلیم کے نیچے خط کھینچ کر لوگوں میں حقارت و بغاوت کے جذبات کی آگ مشتعل کریں۔"

(الیاس برنی کا علمی محاسبہ قادیانی رسالہ)

یہ رسالہ بہ نظر احتیاط حیدرآباد چھوڑ کر بنگلور سے شایع کیا گیا۔ تاہم حیدرآباد میں بکثرت تقسیم ہوا۔ اس کا جواب بھی "قادیانی جماعت" کے عنوان سے ہفتہ عشرہ کے اندر شایع ہوگیا اور بطور ضمیمہ اس کتاب کے آخر میں شریک ہے۔ کتاب کے ساتھ ان دو رسالوں نے بھی خوب کام دیا۔ خیالات و اعتقادات کے سوا معاملات بھی بخوبی بے نقاب ہوگئے۔ بڑے بڑے نیک خیال چونک پڑے۔ عام طبقوں میں بیداری پیدا ہوگئی۔ مزید برآں ملک کے معتبر اور متعدد اخبارات و رسائل نے بھی ہل چل ڈال دی۔ چنانچہ خاصی زد پڑی۔ ہوا پلٹ گئی۔ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے بڑھ کر قادیانی جماعت کی اندرونی حالت سے کون واقف ہوسکتا ہے۔ صاحب موصوف نے موجودہ حالت کا

جو نقشہ کھینچا ہے واقعی قابل عبرت ہے، ملاحظہ ہو:۔

"آج کل احمدیوں کی جس قدر مخالفت ہو رہی ہے ابتدا میں بھی شاید اتنی نہ ہوئی ہو اور یہ صحیح بھی ہے مگر جماعت بوجہ ان فتوحات کے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے نصیب ہو رہی ہیں اسے محسوس نہیں کرتی۔ اس کی حالت اس بچے کی سی ہے جس کی ماں رات کو فوت ہو گئی صبح کو جب اٹھا تو اسے پیار کرنے لگا اور ہنسنے لگا پھر بھی جب وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی تو اس نے محبت سے اس کے منہ پر چپت ماری اور یہی سمجھتا رہا کہ یوں ہی چپ ہے حتی کہ جب اسے دفن کرنے کے لیے لے جانے لگے تب اسے معلوم ہوا کہ اس کی نہایت ہی محبوب چیز ہمیشہ کے لیے اس سے چھڑا دی گئی ہے اسی طرح جماعت کے وہ ناواقف دوست جو سلسلہ کے حالات سے آگاہ نہیں اور مخالفت کی شدت جن آنکھوں کے سامنے نہیں وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ کیا پرواہ ہے۔ ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے مگر جس جماعت کو میں یا جماعت کے دوسرے لوگ دیکھتے ہیں وہ اس سے ناواقف ہیں۔

سب بڑے اور چھوٹے اس وقت ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ احمدیت کی ابتدا میں انگریز مخالف نہ تھے۔ سوائے چند ابتدائی ایام کے کہ جب وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ غصہ سے ہمیں دیکھتے ہیں۔ اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔ پھر وہ لوگ جو پہلے سیاسی کاموں کی وجہ سے ہمارے مداح تھے ان میں سے بھی کچھ تو کھلے طور پر اور کچھ مخفی طور پر ہماری مخالفت میں لگ گئے ہیں۔ بعض تو صاف احراریوں سے مل گئے ہیں ان کی مجالس میں جاتے ہیں۔ ان کے لیے چندے جمع کرتے ہیں اور چند گنتی کے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب نے یہی طریق اختیار کر رکھا ہے۔

پھر خود ہمارے اندر منافقوں کا ایک جال ہے جو تھوڑے عرصہ کے بعد

ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ وہ کبھی جھوٹی خبریں شایع کرتے ہیں کبھی جھوٹی باتیں بنا کر دوسروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں قرآن کریم میں انہیں کے متعلق آتا ہے والسو جفون فی الملا ینتہ۔ کوئی اچھا کام نہیں جس پر وہ اعتراض نہ کریں اور کوئی نیک آدمی نہیں جس پر الزام نہ لگائیں۔ یہ اندرونی دشمن ہیں جو باہر والوں سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ ان کی باتیں سننے والا سمجھتا ہے یہ بھی آخر احمدی ہیں مخلص ہیں اور اس وجہ سے ان کے دھوکا میں آجاتا ہے ان کی ایسی حرکات سے اپنوں کے اندر بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اور دشمن دلیر ہوتے ہیں۔

ان سب چیزوں کو دیکھ کر میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ گویا ایک چھوٹی سی جماعت کو چاروں طرف سے ایک نوح گھیرے چلی آرہی ہے اور قریب ہے کہ اس کے نکلنے کے لیے ایک انچ بھی جگہ باقی نہ رہے۔ ایک زلزلہ ہے جو اگرچہ ظاہر تو نہیں ہوا مگر زمین کے نیچے خوفناک آگ شعلہ زن ہے۔ یہ صحیح ہے کہ الٰہی سلسلوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سب ہمارے لیے کچھ نہیں لیکن اگر یہ فتنے جماعت کو کمزور بھی کر دیں تو وہ امانت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے سپرد ہے اس کے ضایع ہونے کا احتمال ضرور ہے۔ اور جس طرح دودھ زمین پر گر جانے کے بعد اٹھایا نہیں جاسکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا نور ایک دفعہ ضایع ہوجانے کے بعد پھر اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ پھر اس کے لیے نئی جماعتیں قائم ہوا کرتی ہیں۔ اور نئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا خطبہ جمعہ جو اخبار الفضل میں بتاریخ ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء شایع ہوا)

اوپر جو کچھ بیان ہوا۔ اس کا منشا یہ ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد سے اب تک اندرون سال جو حالات رونما ہوئے۔ ان کی مختصر کیفیت پیش نظر ہو جائے اور آیندہ تاریخ کے سلسلے میں کام آئے۔ انشاء اللہ۔

پہلا ایڈیشن بہت روک کر تقسیم کیا - پھر بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا ملک کے گوشے گوشے پھیل گیا بلکہ ہندوستان سے باہر تک چلا گیا۔ پھر بھی ہر طرف سے ہل من مزید کی صدائیں آتی رہیں۔ لامحالہ دوسرے اڈیشن کا جلد اہتمام کرنا پڑا۔ یوں بھی پہلا اڈیشن بدرجہ مجبوری عجلت میں شایع ہوا تھا۔ اسی لیے نسبتاً سرسری اور ناکمل تھا۔ چنانچہ خود قادیانی صاحبان کو بھی ان کے متعلق قلت تحقیق کی شکایت تھی۔ اب دوسرے اڈیشن میں کتاب کچھ سے کچھ ہوگئی نہ صرف یہ کہ کتابت کی غلطیاں اور طباعت کی خامیاں رفع ہوگئیں۔ بلکہ مضامین میں بھی بہت کافی اضافہ ہوا۔ نئے نئے عنوانات قائم ہوئے جدید فصلیں شامل ہوئیں چنانچہ پہلے صرف پانچ فصلیں تھیں اب گیارہ ہیں۔ اور عنوانات پچاس سے بھی کم تھے۔ اب ڈھائی سو کے قریب ہیں ترتیب بھی بہت مسلسل اور مکمل ہوگئی حوالجات بھی بخوبی واضح ہوگئے۔

اول تو اکثر و بیشتر مضامین خود جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتابوں سے منقول ہیں۔ دوم ان کے صاحبزادگان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اور میاں بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ کی کتابوں سے منقول ہیں۔ سوم مرزا صاحب کے مریدان خاص مثلاً مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور وغیرہ کی کتابوں سے منقول ہیں۔ بغرض کہ تمام تر اقتباسات کا ماخذ قادیانی جماعت کے بانی اور اکابر کی کتابیں ہیں۔ ان کے سوا جو اقتباسات دیگر تصانیف سے لیے گئے۔ وہ بھی اکثر اسی جماعت کے متعلقین سے وابستہ ہیں۔ معدودے چند اقتباسات غیر قادیانی کتابوں سے لیے ہیں۔ سو وہ بھی تمام تر علمی ہیں۔ مذہبی نہیں ہیں۔ تشریح و توضیح بھی صرف بحالت ضرورت بغایت اختصار شریک کی گئی مقصود یہ کہ خود قادیانی صاحبان ہی کی زبان سے ان کا دین و ایمان بیان ہو رہا قادیانی لٹریچر اسے دیکھیے تو طول کلام۔ التباس و ابہام لفظی ہیر پھیر اختلافات کے ڈھیر۔ کہیں اقرار کہیں انکار۔ کہیں دعویٰ کہیں فرار۔ مباحث ناہموار۔ پراگندہ تکرار۔ سخن سازی کی بھرمار۔ تاویلات کے انبار۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے جو مصروف کار ہیں

اس چکر میں کیوں پڑنے لگے۔ تبلیغی لٹریچر کی رنگینی پسند آئی تو معترف و مداح بن گئے۔ کچھ عقائد سن پائے تو معترض اور مخالف بن گئے مگر اصل کیفیت سے بہت کم واقف چنانچہ اسی ضرورت کے مدنظر اصل کتابوں سے کافی مواد فراہم کرکے اس کی علمی پیرایہ میں یکجا ترتیب دے دی۔ تاکہ ہر کوئی خود ہی تصفیہ کر سکے۔ اس مذہب کی کیا اصلیت ہے کیا نوعیت ہے۔ اس کا کیا رجحان ہے۔ کیا امکان ہے۔ اس کی جماعت میں کیا علمیت ہے کیا ذہنیت ہے۔ کیا خیالات ہیں۔ کیا جذبات ہیں۔ الحاصل دورحاضرہ کی مذہبی قومی اور ملکی تحریکات میں اس کی کیا حیثیت ہے وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

ملتمس

خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام حیدرآباد دکن
ربیع الاول شریف ۱۳۵۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید سوم

یہ کتاب قادیانی مذہب سب سے اول رجب ۱۳۵۲ھ میں تالیف ہوئی۔ اور کن حالات میں تالیف ہوئی۔ اس کی کیفیت تمہید اول میں موجود ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ایک سال کے اندر ہی ربیع الاول شریف ۱۳۵۳ھ میں شایع ہوگیا۔ اس ایڈیشن میں مضامین کا کس قدر اضافہ ہوا تمہید دوم میں مختصر تشریح درج ہے۔ اس کی کیا خصوصیات تسلیم کی گئیں ذیل میں چند تبصرے ملاحظہ ہوں:-

مولانا الیاس برنی ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی (علیگ) مقیم حیدرآباد دکن نے کچھ عرصہ ہوا "قادیانی مذہب" کے نام سے ایک مختصر رسالہ شایع کیا تھا اس رسالہ کو مزید مضامین کے اضافہ کے ساتھ زیر بحث موضوع پر ایک مبسوط تالیف کی صورت میں شایع کیا ہے۔

مولانا الیاس برنی نے قادیانی مذہب کی تردید کے لیے بالکل اچھوتا مدلل اور اثر انگیز طریق اختیار کیا ہے۔ انہوں نے قادیانی مذہب کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرکے ان میں سے ضروری اور اہم تحریریں انتخاب کرلی ہیں۔ اور ان کو نہایت عمدہ اور لطیف سلیقے اور پیرایہ کے ساتھ اس طرح مرتب کردیا ہے کہ مطالعہ کے بعد قادیانی تحریک کے زیر و بم۔ مد و جزر اور حقیقت پر خود بخود پوری روشنی پڑجاتی ہے۔ خود مؤلف نے اپنی طرف سے بہت کم رائے زنی کی ہے بلکہ قادیانی مذہب کے

چہرے کو قادیانی تصانیف و تحریرات کے آئینہ میں دکھا دیا ہے۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ ایک جدید تعلیم یافتہ اہل قلم کی اس تصنیف نے قادیانی حلقوں پر سراسیمگی کی کیفیت طاری کر دی ہے۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انداز بیان بہت ہی شریفانہ اور استدلال مخلصانہ ہے۔ قادیانی مذہب کے عہد بہ عہد ارتقا اور اس کی حقیقت کے متعلق یہ کتاب ایک بیش قیمت ذریعۂ معلومات ہے اور ارباب ذوق اس سے مستفید ہو کر قادیانیوں کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ شکست دے سکتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مذہب ایک گورکھ دھندا ہے۔ ایک مجموعۂ تضاد اور ذخیرۂ اضداد ہے اور اسی لیے "من عند غیر اللّٰہ" ہے۔

(اخبار مدینہ بجنور جلد ۲۳ نمبر ۸۲ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۳۴ء)

"قادیانی مذہب" مؤلفہ جناب الیاس برنی صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔ تقطیع متوسط۔ ضخامت ۴۴۴ صفحہ۔ کتابت بہتر کاغذ عمدہ طباعت قابل تعریف۔

قادیانی مذہب کے مزعومات کی تردیدیں تو بے شمار علماء و فضلاء نے کی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ خالص علمی رنگ میں پوری تحقیق اور تدقیق کے بعد کامل سنجیدگی اور متانت سے برنی صاحب نے جس طرح یہ کتاب لکھی ہے ان ہی کا حق ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قادیانیوں کی تدلیس و تلبیس پوری بے نقاب ہو جاتی ہے۔ دیانت تحریر کا یہ عالم کہ کوئی بات بغیر حوالہ کے نہیں کہی۔ دلچسپی کی یہ کیفیت کہ جب تک کتاب ختم نہ کر لیجئے۔ کتاب چھوڑنے کو جی ہی نہ چاہے۔ کتاب کیا ہے قادیانی مذہب کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب کے اباطیل کا دندان شکن جواب۔ قادیانیت کا مکمل مرقع۔ ایک ایسا آئینہ جس میں قادیانیوں کا ایک ایک خط و خال نمایاں

برنی صاحب اب تک ایک ماہر معاشیات کی حیثیت سے مشہور تھے لیکن کتاب لکھ کر انہوں نے ثابت کر دیا کہ مذاہب کے مطالعہ اور ان کی تحقیق و تدقیق میں بھی انہوں نے پورا وقت صرف کیا ہے اور جو کچھ کہا ہے خوب سوچ سمجھ کر۔ اپنی ذمہ داریوں کا لحاظ کرکے۔

ہم اپیل کرتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو قادیانیت سے کچھ بھی متاثر ہے یا قادیانیوں کے راز درون پردہ سے واقف ہونا چاہتا ہے ضرور اس کا مطالعہ کرے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کی قادیانیوں میں بھی تبلیغ کی جائے۔

(اخبار خلافت بمبئی جلد ۱۳ نمبر ۲۲۳ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۴ء)

"قادیانی مذہب" مؤلفہ پروفیسر مولوی محمد الیاس برنی صاحب ایم۔اے ایل ایل بی۔ تقطیع ۱۸×۲۲/۸ ضخامت ۳۵۰ صفحہ۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نفیس۔

یہ کتاب بھی قادیانی مذہب کے اصلی چہرے پر سے نقاب اٹھانے کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس میں مرزا غلام احمد صاحب بانی مذہب کے ان احوال و اقوال کو جن سے مرزا صاحب کی نبوت کی حقیقت منکشف ہوتی ہے خود مرزا صاحب اور ان کے متبعین کی خاص تحریروں اور تقریروں سے اقتباس کرکے ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔ جن کے پڑھنے سے ہر ایک منصف مزاج اور سمجھ دار شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کا مذہب کس حد تک حامل صداقت و قابل اتباع ہے۔

اس کتاب میں بھی خلاف تہذیب اور دل آزار کلمات کے استعمال نہ کرنے کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ جو تعلیم یافتہ مسلمان قادیانی غلط فہمیوں کا شکار ہو کر قادیانیت کا دم بھرنے لگے ہیں۔ ان کی آنکھیں کھولنے کے لیے ایسی ہی کتابوں کی ضرورت ہے۔

(اخبار منادی۔ دہلی۔ مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

بہر حال دوسرا ایڈیشن پہلے سے بھی زیادہ مقبول رہا اور خوب مؤثر اور کارگر ثابت ہوا کچھ عرصہ سے جو قادیانی مذہب کے

متعلق ملک میں عام بیداری پیدا ہو رہی ہے اور قادیانی جماعت کے کارناموں سے پبلک واقف ہو رہی ہے تو اس کے آثار قادیانی صاحبان کو بہت ناخوش گوار نظر آتے ہیں۔ چنانچہ قادیانی مذہب کی موجودہ حالت کا جو دردانگیز نقشہ خود خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب نے بے تاب ہو کر کھینچا ہے وہ تمہید دوم میں قابل ملاحظہ ہے۔ قادیانی جماعت کی اس وقت ملک میں جو حیثیت خود قادیانی صاحبان کو نظر آتی ہے وہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

میں حیران ہوں کہ آخر ان حکام اور ان احراریوں کا ہم نے کیا بگاڑا ہے میں نے خالی بالطبع ہو کر اس امر پر غور کیا ہے کہ ہم نے ان کو کیا نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن کوئی بات مجھے نظر نہیں آئی۔ ہم نے ہر ایک کی خدمت کی ہے اور خدمت کرنے کے لئے اپنی عزت کی قربانی کی۔ ماریں کھائیں گالیاں کھائیں۔ احراری اب بھی کہتے ہیں کہ ہم مذہبی اختلافات کی برداشت کر سکتے ہیں (حالانکہ وہ اختلافات ناقابل برداشت ہیں) مگر ان کی حکومت سے وفاداری برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم نے گورنمنٹ کی خاطر اس قدر تکالیف اٹھائیں مگر اس سے کیا لیا۔ ہمیں نہ تو ملک کی خدمت سے کچھ ملا۔ اور نہ حکومت کی خدمت سے۔ سوائے اس کے گالیاں کھائیں ماریں کھائیں۔

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے محض اس لیے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے اٹلی کے ایک انجینیر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحب زادہ سید عبداللطیف کو اس لیے مروا دیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لیے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں۔ مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا ہے۔

دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے

اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔ لیکن دوسری طرف حکومت ہم سے یہ سلوک کرتی ہے کہتی ہے۔ تم (مرزا محمود احمد) سول نافرمانی کرنے والے ہیں اور جب یہ واقعات کسی عقلمند کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ تسلیم کرے گا کہ حکومت کا رویہ صحیح نہیں۔ ہم کو فخر تھا کہ ہم نے پوری کوشش کرکے ملک میں امن قائم رکھا ہے اور ملک میں ایسی داغ بیل ڈالی ہے کہ فساد مٹ جائے مگر حکومت نے ہماری بس عمارت کو گرادیا ہے اور ہمارے نازک احساسات مجروح کیئے گئے ہیں۔ ہمارے دل زخمی کردیئے گئے ہیں۔ ہم نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا۔ کسی سے کچھ نہیں مانگا مگر حکومت اور رعایا خواہ مخواہ ہماری مخالف ہے۔ اور مسیح ناصری کا قول بالکل ہمارے حسب حال ہے کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور پرندوں کے گھونسلے۔ مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

اس سلسلہ میں ایک اور امر بھی عبرت آموز ہے۔ وہ یہ کہ ہماری کتاب قادیانی مذہب شایع ہونے کے بعد ہی قادیانی صاحبان نے بڑے شد و مد اور بڑی بلند آہنگی سے ہم پر سیاسی الزام لگانے کی کوشش کی تھی کہ کسی طرح زک دیں اور نقصان پہنچائیں لیکن چاہ کن را چاہ درپیش۔ چاہتے تھے حکومت کو ہم سے بدظن کریں اور اب خود حکومت کی شکایتوں کا طومار باندھ رہے ہیں۔ ربیع الاول شریف ۱۳۵۲ھ ہجری سے ہم پر قادیانی التفات شروع ہوا اور خدا کی قدرت کہ ٹھیک ڈیڑھ سال بعد ماہ شعبان ۱۳۵۳ھ میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اعلان فرماتے ہیں کہ اس ڈیڑھ سال سے ان پر کیا گزر رہی ہے۔

ع۔ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

اگر کہیں یہ صورت قادیانی صاحبان کے موافق ہوتی تو جناب مرزا قادیانی بھاگ کر ثبوت

کی بڑی دلیل قرار پائی لیکن کردن خویش - آمدن پیش کا اچھا سبق ملا چنانچہ ملاحظہ ہو۔

میں نے یہ تفصیل اس لئے بتائی ہے کہ شاید بعض لوگوں کے دل میں خیال گزرتا ہو کہ حکومت سے ایک غلطی ہوئی ہے اسے جانے دینا چاہیئے مگر حقیقت یہ ہے کہ ڈیڑھ سال سے ایسے واقعات متواتر ہو رہے ہیں اور میں نے اوپر صرف چند مثالیں بیان کی ہیں ۔ ورنہ اور بہت سے واقعات اوپر کے نتائج کی تصدیق کرتے ہیں ۔ اور یہ ایک لمبا سلسلہ ہے جو جماعت پر مصائب اور مشکلات کے رنگ میں گزر رہا ہے ۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ر شعبان ۱۳۵۳ھ)

یہ تو خارجی احوال و آثار ہیں ۔ اندرونی طور پر بھی جماعت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور نہ رہ سکتی تھی ۔ گرچہ پردہ داری کی پوری کوشش کی جاتی ہے پھر بھی اصل کیفیت گاہے گاہے بے ساختہ زبان سے نکل ہی جاتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو :۔

گذشتہ سال چندوں میں اسی ہزار کی کمی تھی اور اس سال بھی بجائے کم ہونے کے بڑھ رہا ہے ۔ پس جب کہ جماعت کے بعض افراد ماہواری چندہ بھی نہیں ادا کرتے اور اس معمولی قربانی کے کرنے کے لئے بھی تیار نہیں تو میں کس طرح سمجھ لوں کہ وہ بڑی قربانی پر آمادہ ہیں ۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۸ر نومبر ۱۹۳۴ء)

غرض کہ جماعت قادیان جو قادیانیوں کی مستند اور بڑی جماعت ہے مسلمانوں کی عام بیزاری سے پریشان نظر آتی ہے ۔ رہی دوسری جماعت لاہور ۔ اگرچہ قادیانیوں میں اس کا اعتبار کم ہے پھر بھی یہ انہیں کی ایک چھوٹی جماعت ہے ۔ اس نے قادیانی تعلیم میں مصلحت آمیز ترمیم کر کے مسلمانوں کو ملتفت کرنے کی راہ نکالی ۔ اور اس میں کچھ کامیابی بھی ہوئی لیکن اصل حالات منکشف ہونے پر مسلمان چونک پڑے ۔ اور لامحالہ

اس جماعت کے بھی قدم اکھڑ گئے۔ چنانچہ جماعت قادیان کا مشہور اخبار "الفضل" اس معاملہ میں رقم طراز ہے کہ:-

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین (یعنی امیر قادیانی جماعت لاہور) جب اپنے کارنامے گنانے شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ زور کے ساتھ ووکنگ مشن کا ذکر کیا کرتے ہیں ...... لیکن اب ووکنگ مشن والوں نے کھلم کھلا اعلان کر دیا ہے کہ ان کا اور ان کی مشن کا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے بقول زمیندار (مورخہ ۹ر مارچ ۱۹۳۵ء) اپنے رسالہ اسلامک ریویو کی مارچ کی اشاعت میں صفحہ اول پر "کچھ اپنے متعلق" کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شایع کیا ہے:-

ارکان ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ ووکنگ (انگلینڈ) نہ قادیانیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ نہ احمدی تحریک سے متعلق ہیں۔ ہم آقائے نامدار سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ اور جو کوئی شخص حضور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ہم فرقۂ حنفیہ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہم غیر مبایعین (یعنی قادیانی جماعت لاہور) سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب ووکنگ مشن والے کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں کہ احمدیت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور وہ فرقۂ حنفیہ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تو پھر ان کو احمدی قرار دینا صریح دھوکا دہی اور فریب کاری نہیں تو اور کیا ہے۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۳۵ء)

اسی سلسلہ میں اخبار الفضل نے لاہوری جماعت کو طعن دیا ہے کہ:-

خواجہ کمال الدین صاحب کے فرزند اور ان کے رفقا کار نے احمدیت سے ارتداد کا اعلان کر دیا ہے۔ باغیان خلافت (یعنی لاہوری جماعت) کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ر مارچ ۱۹۳۵ء)

حاصل کلام یہ کہ جماعت قادیان ہو یا جماعت لاہور۔ فی الجملہ قادیانی صاحبان تنزل اختیار کر رہے ہیں

ع ۔ رنگ بدلا نظر آتا ہے خدا خیر کرے ۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دو سال کے اندر ہی اندر کتاب "قادیانی مذہب" کا تیسرا اڈیشن ماہ محرم سنہ ۱۳۵۴ھ میں تیار ہو گیا۔ اس کتاب کا پہلا اڈیشن ایک مختصر سا رسالہ تھا۔ پانچ فصلوں کے تحت تقریباً پچاس عنوانات درج تھے چھوٹی تقطیع حجم تقریباً سو صفحے۔

دوسرا اڈیشن البتہ ایک مستقل کتاب بن گیا۔ گیارہ فصلیں جن کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات۔ متوسط تقطیع حجم تقریباً ۲۵۰ صفحے۔ موجودہ تیسرے اڈیشن میں جس قدر اضافہ ہوا وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ تیرہ فصلوں کے تحت تقریباً چار سو عنوانات درج ہیں بالفاظ دیگر ڈیڑھ سو جدید عنوانات شریک ہوئے۔ اور ان سب کے ساتھ بطور امتیاز علامت (ج) درج ہے اس کے سوا تقریباً چالیس سابقہ عنوانات کے تحت مزید اقتباسات درج ہوئے۔ ان کے سامنے بھی بطور امتیاز علامت (م) مرقوم ہے۔ خلاصہ یہ کہ تخمیناً ستر فی صدی مضامین تیسرے اڈیشن میں اضافہ ہوئے۔

جن کتابوں سے اقتباسات لئے گئے ان کی مکمل فہرست آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہے۔ اس سے واضح ہوگا کہ یہ تالیف تمام تر قادیانی اکابر اور بالخصوص خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتابوں پر مبنی ہے مختصر یہ کہ من جملہ ایک سو بیس کتب و رسائل و اخبارات کے جن سے اقتباسات لئے گئے ہیں ایک سو پانچ خود قادیانی صاحبان کی تصنیف و تالیف و تحریر ہیں۔ اور ان میں بھی نصف یعنی پچاس سے زیادہ خود مرزا قادیانی صاحب کی کتابیں شامل ہیں اس طرح صرف پندرہ کتابیں اور رسالے مسلمانوں کے شریک ہیں اور ان میں بھی پانچ فن طب سے متعلق ہیں۔ الحاصل یہ کتاب قادیانی مذہب کو خود بانی مذہب اور اکابر مذہب کی زبان سے بیان کرتی ہے اور یہی طریق اسلم ہے اس کے سوا تین رسالے "قادیانی جماعت" "قادیانی حساب" اور "قادیانی کتاب" جو بطور جواب لکھے گئے اس اڈیشن کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہیں وما علینا الا البلاغ۔

ملتمس

خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام
حیدرآباد دکن
ماہ محرم ۱۳۵۴ھ

نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ اوّل

ذاتی حالات

(۱) مختصر سرگذشت

اب میرے سوانح اس طور پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پڑدادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو ابتک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔۔۔

سکھوں کے ابتدائی زمانے میں میرے پردادا صاحب میرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے ۔۔۔۔۔۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطا محمد صاحب فرزند رشید اُن کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے ۔۔۔۔۔۔ اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزیں ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ قادیان میں واپس آئے۔ اور مرزا صاحب موصوف کو اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے

پانچ گاؤں واپس ملے ...... پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔ اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش وبرودت کا آغاز نہیں تھا میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا۔

بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کیلئے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدائے تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے۔ اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے۔ اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا۔ تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا اور ان آخرالذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔ اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔ اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں

دنیا میں نہ تھا۔

میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ ہو کر ان کے غموم و ہموم میں شریک ہو جاؤں آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آبا و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا۔ اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا تھا۔

ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی (یعنی سیالکوٹ کی کچہری میں (۱۵؎) ماہوار کے محرر تھے) آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد پر بہت گراں تھا اس لیے ان کے حکم سے جو عین میری منشا کے موافق تھا۔ میں نے استعفا دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا۔ اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا ..... اور جب میں حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور ان ہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔

میری عمر قریباً چونتیس ۳۴ یا پینتیس ۳۵ برس کے ہو گی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا مجھے ایک خواب میں تبلایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے میں اس وقت لاہور میں تھا جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیان پہنچا اور ان کو

مرض محرقہ میں مبتلا پایا...... اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے...... غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گذری۔ ایک طرف ان کا دنیا سے اٹھایا جانا تھا۔ اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمات الہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔

(کتاب البریہ ص۱۴۶ تا ص۱۶۳ خلاصہ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) خاندانی زوال

میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔

غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے گئے یہاں تک کہ آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجہ کے زمیندار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیت ہو گئی۔

(تحفۂ قیصریہ ص۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے بعد انگریز آئے تو انہوں نے ہماری خاندانی جاگیر ضبط کر لی اور صرف سات سو روپیہ سالانہ کی ایک اعزازی پنشن نقدی کی صورت میں مقرر کر دی جو ہمارے دادا صاحب کی وفات پر صرف ایک سو اسی رہ گئی اور پھر تایا صاحب کے بعد بالکل بند ہو گئی۔

(سیرۃ المہدی ص۲۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳) سندھی (ج)

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے

باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے نہ سمجھا کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھ دیتی ہیں چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس نام سے پکار لیتی تھیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۳۱ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴) انثیت کا مادہ (ج)

حضرت مرزا صاحب توام پیدا ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ پیدا ہونے والا دوسرا بچہ لڑکی تھی جس کا نام جنت رکھا گیا تھا وہ چند دنوں کے بعد فوت ہو گئی اور فی الواقع جنت ہی میں چلی گئی۔ مرزا صاحب نے اس معصومہ کے فوت ہونے پر اپنا خیال یوں ظاہر کیا "میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدائے تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا"

(حیات النبی جلد اول صفحہ ۵۰ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۵) اِدھر اُدھر (ج)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے میرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا۔ اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ ......

والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر ادھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چارسے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچالیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہ ہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۶) لازمہ شرافت و شجاعت (ج)

جس زمانے میں حضرت مسیح موعود کا بچپن جوانی کی طرف جارہا تھا۔ عام طور پر لوگ ہتھیار رکھتے تھے اور استعمال کرتے تھے اور گتکہ وغیرہ اور تلوار کے کرتب کی ورزشیں عام تھیں لیکن حضرت مسیح موعود چونکہ یضع الحرب کے لیئے آئے تھے اور ان کے زمانے میں امن و آسائش کی راہیں کھل جانے والی تھیں آپنے ان امور کی طرف توجہ نہیں کی بحالیکہ یہ امور لازمۂ شرافت و شجاعت سمجھے جاتے تھے

(حیات النبی جلد اول نمبر دوم ص۱۳ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۷) توبہ توبہ (ج)

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی، اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لیے حضرت (مرزا صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے

چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا.... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کیے تھے اس لیے بجائے چوزہ کی گردن کے اپنی انگلی پر چھری پھیر لی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے تھے کہ ہم بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے۔ اور چاقو نہ ہوتا تھا تو تیز سرکنڈے سے ہی حلال کر لیتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۳۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں حضرت مرزا صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۳ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸) انگریزی دانی (ج)

اسی زمانے میں (یعنی جب کہ مرزا صاحب سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے) مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قایم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔ (مرزا صاحب کے انگریزی الہامات سے بھی بس اسی قدر لیاقت معلوم ہوتی ہے۔ للمولف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۳۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۹) مختاری (ج)

چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے۔ وہ دنیوی اشغال کے لیے بنائے نہیں گئے تھے

ع۔۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۰) مدرسی (ج)

ان دنوں میں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار تھی میں نے اُن کی (یعنی مرزا صاحب کی) خدمت میں عرض کی کہ آپ درخواست بھیج دیں۔ چونکہ آپ کی لیاقت عربی زبان دانی کی نہایت کامل ہے آپ ضرور اس عہدے پر مقرر ہو جائیں گے۔ فرمایا میں مدرسی کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اکثر لوگ پڑھ کر بعد ازاں بہت شرارت کے کام کرتے ہیں اور علم کو ذریعہ اور آلہ ناجائز کاموں کا کرتے ہیں۔ میں اس آیت کے وعید سے بہت ڈرتا ہوں احشروا الذین ظلموا وازواجھم۔ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۱) ملازمت (ج)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ .... چونکہ تمہارے دادا کا منشار رہتا تھا کہ آپ (مرزا صاحب) کہیں ملازم ہو جائیں اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں

ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔ حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے ...... خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۴۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۲) مرزا صاحب کی سادگی

حضور جب مسجد میں تشریف لاتے تو تمام لباس زیب تن فرما کر کوٹ پگڑی اور ایک کھونڈا گویا خذوا زینتکم عند کل مسجد پر پورا عمل تھا۔ جب ایک کھڑکی سے باہر نکلتے تو وہاں ہمارے مکرم حافظ ابراہیم صاحب نابینا علی العموم گیارہ بجے ہی سے بیٹھے ہوتے، وہ ضرور سب سے پہلے السلام علیکم کہتے یا اس کا جواب دیتے اور پھر لباس مبارک کو مس کر کے برکت حاصل کرتے اور دعا کے لیے عرض کر لیتے صرف ایک بار میں نے حضور کی زیارت ایسے لباس میں کی جبکہ شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ احباب لاہور کے آنے پر حضور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے سر پر ترکی ٹوپی تھی جو بہت پرانی اور فرسودہ سی بغیر پھندنے کے اور مہندی لگائے ہوئے سے تھے۔ غالباً اسی لیے صرف کرتا تھا کوٹ نہ تھا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا حضور گھڑی تو اچھی چلتی ہے آپ نے ایک رومال کو فرش پر رکھا اور ایک دو گانٹھیں کھول کر اس میں سے گھڑی نکالی معلوم ہوا کہ بند ہے، چابی دی گئی وقت درست کیا گیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے آہستہ سے کہا۔ اب جس دن پھر آؤ گے چابی دے دینا حضور نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی کہ ایک گھڑی ایسی ہے جسے سات روزہ چابی دی جاتی ہے۔

(یاد ایام از قاضی محمد ظہور الدین صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ۲۱ رمئی ۱۹۳۴ء)

(۱۳) جیبی گھڑی (ج)

بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے، اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۶۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۴) لباس (ج)

آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے اور یہ علالت طبع کے باعث تھا سردی آپ کو موافق نہ تھی اس لیے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے البتہ گرمیوں میں نیچے کرتا ململ کا رہتا تھا۔ بجائے گرم کرتے کے صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۲۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں آپ کا رومال ہوتا تھا آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے ...... اسی کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کرتے تھے باندھ لیا کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۲۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ (مرزا صاحب) معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے۔ یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا۔ اس لیے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپکو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۵۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۵) مرزا صاحب کی شکر گزاری

دعوے سے قبل کا واقعہ ہے کہ حضور (مرزا صاحب) باغ میں تشریف لے گئے ساتھ چند اور بھی دوست تھے کسی دوست نے ایک پھل دار درخت پر حضرت اقدس کا عصا مبارک پھینکا وہ عصا وہیں لٹک کر رہ گیا۔ دوستوں نے پتھروں اور ڈھیلوں سے ہر چند کوشش کی مگر وہ عصا نیچے نہ گرا میں (حافظ نبی بخش صاحب قادیانی) نوجوان لڑکا تھا میں اپنا تہہ بند کس کر درخت کے اوپر چڑھ گیا اور عصا مبارک اتار لایا حضرت اقدس کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔ بار بار فرماتے میاں نبی بخش تم نے بڑا کمال کیا۔ تم نے تو آج میرے والد صاحب کا

سونٹا بنا کر مجھے دیا ہے۔ باغ سے واپس لوٹتے تو راستے میں جو ملے ان سے بھی ذکر کیا کہ ہماں بی نے مجھے آج نیا سونٹا لاکر دیا ہے۔ پھر مسجد میں آکر بھی اسی شکرگزاری کا ذکر فرماتے رہے۔

(ذکر حبیب از سردار مصباح الدین احمد صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء)

۱۶. ضعف کی شکایت

دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا۔ اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا۔ کیونکہ میری حالتِ مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا جو اب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کیے۔

(نزول المسیح ص ۲۰۹ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

(۱۷) مجرّب دوائیں (م)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہنچا مجھے نہایت تعجب ہے کہ دوا معلومہ سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاملی دستی و رطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی

کہ صحبت کے وقت بیٹھنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور بالائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں تو میں خواہش مند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں کبھی کبھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتے عشرے کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے اس لیے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو راست کرے اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا۔ مگر

میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض

خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی۔ فالحمد للہ علی احسانہ

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۹ر جنوری ۱۸۸۷ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲) صفحہ ۱۲ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجتّی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا جب آپ قادیان آئیں گے یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں جیسے مشک عنبر۔ نربسی۔ مروارید۔ سونے کا کشتہ فولاد یاقوت احمر۔ کونین۔ فاسفورس۔ کہربا۔ مرجان۔ صندل۔ کیوڑہ۔ زعفران یہ تمام دوائیں

قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ۔ مقوی جگر۔ مقوی معدہ۔ مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی اور مصفی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے اسلئے سقدر خرچ گوارا کیا گیا......

خوراک اس کی اول استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے تاگرمی نہ کرے نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور بثورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع و اقسام کے خطرناک امراض کے لیے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۹ اگست ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر(۴) ص۱۰۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) مخدومی مکرمی اخویم حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ

....

ایک میرے دوست سامانہ علاقہ پٹیالہ میں ہیں جن کا نام میرزا محمد یوسف بیگ ہے انہوں نے کئی دفعہ ایک معجون بنا کر بھیجی ہے، جس میں کچھ مدبر داخل ہوتا ہے وہ معجون میرے تجربے میں آیا ہے کہ اعصاب کے لیے نہایت مفید ہے اور امراض رعشہ اور فالج اور تقویت دماغ اور قوت باہ کے لیے اور نیز تقویت معدہ کے لیے فائدہ مند ہے مدت سے میرے استعمال میں ہے۔ اگر آپ اس کو استعمال کرنا قرین مصلحت سمجھیں تو میں کسی قدر جو میرے پاس ہے بھیج دوں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ ص۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کچھ تو خود بیمار رہنے کی وجہ سے اور کچھ چونکہ لوگ علاج پوچھنے آجاتے تھے آپ اکثر مفید اور مشہور ادویہ اپنے گھر میں موجود رکھتے تھے۔ نہ صرف یونانی بلکہ انگریزی بھی۔ اور آخر میں تو آپ کی ادویات کی الماری میں زیادہ تر انگریزی ادویہ ہی رہتی تھیں......

آپ کئی قسم کی مقوی دماغ ادویہ استعمال فرمایا کرتے تھے مثلاً کوکا۔ کولا مچھلی کے تیل کا مرکب۔ ایسٹن سیرپ۔ کونین۔ فولاد وغیرہ اور خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ دوا ہو آپ اس کو بے تکلف پی لیا کرتے تھے
سر کے دورے اور سردی کی تکلیف کے لئے سب سے زیادہ آپ مشک یا عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ نہایت اعلیٰ قسم کا منگوایا کرتے تھے۔ یہ مشک خریدنے کی ڈیوٹی آخری ایام میں حکیم محمد حسین صاحب لاہوری موجد مفرح عنبری کے سپرد تھی عنبر اور مشک دونوں مدت تک سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کی معرفت بھی آتے رہے۔ مشک کی تو آپ کو اس قدر ضرورت رہتی تھی کہ بعض اوقات سامنے رومال میں باندھ رکھتے تھے کہ جس وقت ضرورت ہوئی فوراً نکال لیا

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۲۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۸) پہلا دورہ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا رات کو سوتے ہوئے آپ کو اُتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا پھر اس کے کچھ عرصے بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لیے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہو گی چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کچھ خراب ہو گئی ہے میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ

میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی لیکن اب افاقہ ہے میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردرد کے دورے ہوا کرتے تھے، خاکسار نے پوچھا کیا حضرت صاحب پہلے خود نماز پڑھاتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۹) مراق کا سلسلہ (م)

مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا۔ اور اس کا باعث سخت دماغی محنت تفکرات، غم، اور سوء ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا۔ اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعے ہوتا تھا۔

(رسالہ ریویو قادیان ص۱۰ اگست ۱۹۲۶ء)

(م) میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لیے چہل قدمی مفید ہے ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں اور پردے کا پورا التزام ہوتا ہے.. ہم باغ تک جاتے ہیں پھر واپس آجاتے ہیں

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا بیان عدالت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء
منقول از منظور الٰہی ص ۲۴۴ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(م) بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت (مرزا) صاحب کے ایک حقیقی ماموں تھے۔ جن کا نام مرزا جمعیت بیگ تھا۔ ان کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی۔ اور ان کے دماغ میں کچھ خلل آگیا تھا۔ لڑکے کا نام مرزا علی شیر تھا اور لڑکی کا حرمت بی بی۔ لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی اور اسی کے بطن سے مرزا سلطان احمد و فضل احمد پیدا ہوئے

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۰۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بیشک یہ مرض منتقل ہوا، چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا کہ مجھکو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو قادیان اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱)

(م) اکثر یہ مرض (مراق) تنہا رہنے یا زیادہ غوض علم میں کرنے یا محنت شدید یا ریاضت شدید یا مجاہدہ نفس سے پیدا ہوتا ہے

(تذکرۃ الوفاق فی علاج المراق ص ۶۰ مصنفہ حکیم اصغر حسین خاں فرخ آبادی)

(۲۰) مالیخولیا مراق (م)

مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں۔ یہ مرض تیز مواد سے جو معدہ میں جمع ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے اور جس عضو میں یہ مادہ جمع ہوتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔

اس کی علامات یہ ہیں۔ ترش دخانی ڈکاریں آنا۔ ضعف معدہ کی وجہ سے کھانے کی لذت کم معلوم ہونا، ہاضمہ خراب ہو جانا۔ پیٹ پھولنا۔ پاخانہ پتلا ہونا۔ دھوئیں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہونا (ترجمہ)

(شرح الاسباب والعلامات، امراض راس، مالیخولیا۔ تصنیف علامہ برہان الدین نفیس)

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مرض (مراق) کی علامات کا ظہور فتور قوت حیوانی یا روح حیوانی سے ہوتا ہے جو کہ جگر و معدے میں ہوتی ہے مگر تحقیقات جدیدہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ مرض عصبی ہے اور جیسا کہ عورات میں رحم کی مشارکت سے مرض اختناق الرحم (ہسٹریا) پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح اعضائے اندرونی کے فتور سے ضعف دماغ ہو کر مردوں میں مراق ہو جاتا ہے۔

علامات مرض۔ مریض ہمیشہ سست و متفکر رہتا ہے اس میں خودی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک بات میں مبالغہ کرتا ہے ..... بھوک نہیں لگتی کھانا ٹھیک طور پر ہضم نہیں ہوتا۔

(مخزن حکمت مصنفہ شمس الاطبا حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب (طبع دوم)

فساد ہضم۔ کھٹی دخانی ڈکاریں۔ منہ میں زیادہ رال آئے۔ پیٹ پھولتا ہو پیٹ میں قراقر۔ تناوٹ اور سوزش ہو۔ جھوٹی بھوک معلوم ہو۔ تالو کی طرف دھوئیں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہوں۔ ہاضمہ اچھا ہو تو مرض میں تخفیف ہو ہاضمے کی خرابی اور تخمے سے مرض میں زیادتی ہو ..... لگا ہے جسم کے اوپر کے حصے میں کپکپی اور لرزہ۔ ہاتھ پاؤں کی ہتھیلیوں کا جلنا۔ کبھی ان ہتھیلیوں یا تمام بدن کا ٹھنڈا ہو جانا۔ مرض کی کمی بیشی کے مطابق کمزوری لاحق ہونا یہاں تک کہ کبھی غشی تک نوبت پہنچ جائے ..... کبھی ایک چیز کے دو معلوم ہونا۔ کبھی آنکھوں کے سامنے بجلی سی کوندتی معلوم ہونا آنکھوں کی کرختگی۔ پلکوں کا بوجھل ہونا۔ دماغ اور سر میں سوزش وگرمی۔ دردسر اور نسیان یک بیک اچھو لگ جانا ..... مرض مراق کے لوازم سے ہیں لیکن ان سب کا ایک مریض میں پایا جانا ضروری نہیں (ترجمہ)

(اکسیر اعظم جلد اول ص۱۸۹ مصنفہ حکیم محمد اعظم خاں)

مالیخولیا اس مرض کو کہتے ہیں جس میں حالت طبعی کے خلاف خیالات و افکار

تغیر بخوف و فساد ہو جاتے ہیں۔ اس کا سبب مزاج کا سوداوی ہو جانا ہوتا ہے۔ ...س سے روح دماغی اندرونی طور پر متوحش ہوتی ہے اور مریض اس کی ظلمت سے پراگندہ خاطر ہو جاتا ہے یا پھر یہ مرض حرارت جگر کی شدت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور یہی چیز مراق ہوتی ہے۔ جب اس میں غذا کے نفضلات اور آنتوں کے بخارات جمع ہو جاتے ہیں اور اس کے اخلاط حل کر سودا کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو ان اعضا سے سیاہ بخارات اٹھ کر سر کی طرف چڑھتے ہیں اسی کو لفظ مراقیہ مالیخولیائے نافخ اور مالیخولیائے مراقی کہتے ہیں (ترجمہ)

(قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا فن اول از کتاب ثالث)

مالیخولیا خیالات و افکار کے طریق طبعی سے متغیر بخوف و فساد ہو جانے کو کہتے ہیں

... بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب داں سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے۔

... اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں (ترجمہ)

(شرح الاسباب و العلامات امراض راس۔ مالیخولیا مصنفہ علامہ برہان الدین نفیس)

مریض کے اکثر اوہام اسی کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو مثلاً ...... مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے

(اکسیر اعظم جلد اول ص۱۸۸ مصنفہ حکیم محمد اعظم خاں صاحب)

علاج: عمدہ خون پیدا کرنے والی غذائیں استعمال کرائی جائیں مثلاً مچھلی (پرندوں کا) زود ہضم گوشت۔ اور کبھی کبھی مفید ہلکی شراب جو تیز اور پرانی نہ ہو ...... اور عمدہ عمدہ خوشبوئیں جیسے مشک، عنبر، نافہ اور عود استعمال کرائیں

نیز نرم معدہ کے لیے مقوی جوارشات کا استعمال کرائیں۔
مریض مالیخولیا کو لازم ہے کہ کسی دل خوش کن کام میں مشغول رہے اور اس کے پاس وہ لوگ رہیں جو اس کی تعظیم و تکریم کرتے رہیں اور اس کو خوش رکھیں اور شراب تھوڑا تھوڑا پانی ملاکر اعتدال کے ساتھ پلائی جائے۔
(قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا فن اول از کتاب ثالث)

(۲۱) ہسٹریا (ج)

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیر ذالک
(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۵۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۲) دق (ج)

حضرت اقدس نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے یہ بیماری آپ کو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی زندگی میں ہو گئی تھی اور آپ قریباً چھ ماہ تک بیمار رہے حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کا علاج خود کرتے تھے اور آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا کرتے تھے اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔
(حیات احمد جلد دوم نمبر اول ص۹۶ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۲۳) دو چادریں

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی. آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی. تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ جون ۱۹۰۶ء

واخبار بدر قادیان جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ رجون ۱۹۰۶ء

(۲۴) دو بیماریاں

مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جایا کرتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے ۔ اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے انکا انتقال ہو گیا. لہذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے ۔ ایکدفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چارپایہ کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کے مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگی، اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے تو میں نے اپنا داہنا ہاتھ زور سے اس کے سینے پر مارا اور کہا کہ دور ہو. تیرا مجھ میں حصہ نہیں. تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی. صرف

دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے تا دو زرد رنگ چادروں کی پیش گوئی میں خلل نہ آدے دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہوچکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کی رو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی۔ آنکھ اور دو اور عضو۔ اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا السلام علیکم۔ سو ایک عمر گزری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں۔ فالحمد للہ۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۶۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۵) دائم المرض

میں ایک دائم المرض آدمی ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری ۔ ۔ ۔ ۔ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴ صفحہ ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے بعض وقت درمیان میں توڑنی

پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رنگین ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا قریب سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرات میں شاید قل ہو اللہ بہ مشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔

خاکسار غلام احمد قادیان ۵ فروری ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲) ص۸۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۶) چشم نیم باز (ج)

مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں .... ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب نے چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۷۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۷) عصبی کمزوری

حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا (رسالہ ریویو قادیان مئی ۱۹۲۷ء)

(۲۸) خرابی حافظہ (ج)

مکرمی اخویم سلمہٗ

...... میرا حافظہ بہت خراب ہے اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔

خاکسار غلام احمد از صدر انبالہ حاطہ ناگ پھنی

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صہ ۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۹) بے توجہی (ج)

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگابی (جوتہ) ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتہ پہنتے تھے اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۵۸ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۰) مصروفیت

میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کرکے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے تاہم میں اس بات کی پروا نہیں کرتا۔

اور اس کام کو کیسے جاتا ہوں۔

(قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۴ منقول از کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۸ مؤلفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۳۱) انہماک

باوجودیکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جس وقت پاخانے کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی؟ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لیے کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔

(ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۴ منقول از کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۹ مؤلفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۳۲) روٹی کے ٹکڑے (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کھانا کھایا کرتے تھے تو بمشکل ایک پھلکا آپ کھاتے اور جب آپ اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت سا چورا آپ کے سامنے سے نکلتا۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا کیوں کیا کرتے تھے مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کونسا تسبیح کرنے والا ہے اور کونسا نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۳۳) دوران سر

ہاں عمدہ بیگی (عمدہ) اور ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے اس کی قیمت معلوم نہیں۔ آپ ساتھ لا دیں قیمت یہاں سے دی جاوے گی مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہو گئی ہے بیرون پر بوجہ دیگر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آتا ہے۔

(خطوط امام بنام غلام صفحہ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

(۳۴) دماغی بیہوشی

پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب حضور سخت دماغی محنت کیا کرتے تو اچانک آپ کے دماغ پر ایک کمزوری کا حملہ ہوتا اور بے ہوش ہو جاتے۔

ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد ہے جب کہ عیسائی دشمنوں نے حضور پر مقدمہ اقدام قتل بنایا اور مسلمان مولوی صاحبان عیسائیوں کی تائید میں گواہیاں دینے کے لیے آئے تو جس دن بٹالہ میں پیشی تھی اس سے قبل رات عشا کی نماز کے بعد حضور جواب دعویٰ لکھنے بیٹھے اور مجھے حکم فرمایا کہ میں حضور کے مسودہ کو خوشخط لکھتا جاؤں۔ اندر کے صحن میں حضور بیٹھ گئے لالٹین اور بتیاں روشن کی گئیں ...... حضرت صاحب مسودہ لکھتے رہے اور میں نقل کرتا رہا۔ اسی حالت میں ساری رات گزر گئی اور صبح کی اذان ہو گئی اس وقت اچانک حضرت صاحب کو دماغ میں تکلیف محسوس ہوئی جس سے لیٹ گئے اور بیہوش ہو گئے لوگ باہر سے بلائے گئے بہت دیر تک بدن کو دبانے اور ملنے کے بعد ہوش میں آئے۔

(منظور وصال از مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء)

(۳۵) خرابی صحت

عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہو گئی ہے بجز دو وقت ظہر و عصر کے نماز کے لیے بھی نہیں جا سکتا۔ اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا غور کروں تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ جسم بالکل بیکار ہو رہا ہے اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہو گئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے۔ امراض رحم و جگر دامنگیر ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان جلد ۲ نمبر ۱۶ مئی ۱۹۰۶ء)

(۳۶) خاص علاج

ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا۔ اور سولہ دن پاخانے کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے .... اور جب سولہ دن پورے مرض پر گزرے تو آثار نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور میں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی گئی جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو تب بہت جلدی دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی۔ اور میں نے اس کلمے کے ساتھ کہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا۔ صبح تک وہ تمام مرض دور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہوا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بشفاء من مثلہ۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۷) مرغوبات (ج)

پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا اس لیے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر، فاختہ وغیرہ کے لیے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کیلیے فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا مگر بٹیر جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا کھانے چھوڑ دیئے تھے بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے . . . . مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھا لیتے تھے، سالن ہو یا بھنا ہوا، کباب ہو یا پلاؤ مگر اکثر ایک ران پر ہی گزارہ کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی . . . . . . پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوا لیا کرتے تھے مگر گڑ کے اور وہی آپکو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرینی میٹھے چاول وغیرہ تب ہی آپ کہہ کر پکوایا کرتے تھے جب ضعف معلوم ہوتا جن دنوں میں تصنیف کا کام ہوتا یا صحت اچھی ہوتی تو ان دنوں میں معمولی کھانا ہی کھاتے تھے . . . . دودھ، بالائی، مکھن یہ اشیا بلکہ بادام روغن تک صرف قوت کے قیام اور ضعف کے دور کرنے کو استعمال فرماتے تھے اور ہمیشہ معمولی مقدار میں۔ بعض لوگوں نے آپ کے کھانے پر اعتراض کیے ہیں مگر ان بیوقوفوں کو یہ خبر نہیں کہ ایک شخص جو عمر میں بوڑھا ہے اور اسے کئی امراض لگے ہوئے ہیں اور باوجود ان کے وہ تمام جہان سے مصروف بیکار ہے . . . . وہ شخص ان مقوی غذاؤں کو صرف بطور قوت لایموت اور سدرمق کے طور پر استعمال کرتا ہے تو کون عقل کا اندھا ایسا ہوگا کہ اس خوراک کو لذائذ حیوانی اور حظوظ نفسانی سے تعبیر کرے خدا تعالیٰ ہر مومن کو بدظنی سے بچائے۔

میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفے کے لایا بھی کرتے تھے گاہے بگاہے

خود بھی منگواتے تھے۔ پسندیدہ میووں میں سے آپ کو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنترہ سیب، سردے اور سرولی آم زیادہ پسند تھے باقی میوے بھی گاہے ماہے جو آتے رہتے تھے کھا لیا کرتے تھے۔

زمانہ موجودہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لمینڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے بلکہ شدت گرمی میں برف بھی امرتسر لاہور سے خود منگوا لیا کرتے تھے۔

بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پرہیز نہ تھا۔ نہ اس بات کی پرپول تھی کہ ہندو کی ساختہ ہے یا مسلمان کی۔ لوگوں کی نذرانہ کے طور پر آوردہ مٹھائیوں میں سے بھی کھا لیتے تھے اور خود بھی روپے دو روپے کی مٹھائی منگوا کر رکھا کرتے تھے یہ مٹھائی بچوں کے لئے ہوتی تھی بلکہ ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اس لیے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اسمیں چربی ہے کیونکہ بنانے والے کا ادعا تو مکھن ہے پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۸) شکار کی ضرورت (ربع)

عام طور پر آپ کو شکار سے شوق اور دلچسپی نہ تھی، ہاں طیور کے گوشت کو پسند فرماتے تھے اور دراصل حضرت صاحبزادگان میں شکار کا شوق بھی حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کے پورا کرنے کے لیے آیا جو حضرت والد صاحب قبلہ کی خوشنودی اور دعا کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھا۔ ان ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غذا بالکل کم ہو گئی تھی اور کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ پرند کا شوربا آپ پسند کرتے تھے اسلیے عام طور پر خدام کوشش کرتے تھے کہ کوئی پرند کا شکار کر کے لائیں، اسی سلسلے میں حضرت صاحبزادہ صاحب بھی سعی کرتے تھے۔

(حیات النبی جلد اول نمبر دوم صفحہ ۱۳ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۳۹) دُرستی صحت

مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہوگئی تھی یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف و تصنیف کے لائق نہیں رہی، اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اسی حالت میں مجھے الہام ہوا تردالیک انوار الشباب۔ یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کیے جائیں گے بعد اسکے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گم شدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہوگئی کہ میں ہر روز دو دو جزو نو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف کے لیے ضروری ہے پورے طور پر میسر آگیا۔ ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں ایک بدن کے اوپر کے حصے میں۔ اور دوسرے بدن کے نیچے کے حصے میں۔ اوپر کے حصے میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصے میں کثرتِ پیشاب ہے یہ دونوں مرضیں اسی زمانے سے ہیں جس زمانے سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونیکا شایع کیا ہے میں نے ان کے لیے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا کہ ابتدا سے مسیح موعود کے لیے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے شامل کی گئیں (حقیقۃ الوحی ص۳۰۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۰) روغن بادام

ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے اس لیے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ بقدر کفایت

ہمارا روغن بادام کہ جو تازہ ہو اور کہنہ نہ ہو اور نیز اس کے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو تو ایک بوتل خرید کر بھیج دیویں، پانچ روپیہ قیمت اس کی ارسال ہے۔

(خطوط امام بنام غلام ص۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

بادام روغن میری بیماری کیلیے خریدا جائیگا نیا اور تازہ ہو۔ اور عمدہ ہو یہ آپکا خاص ذمہ ہے۔

(خطوط امام بنام غلام ص۶ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

(۴۱) مشک

آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلی اور صوف نہوں اور تازہ و خوشبودار ہو بذریعہ ویلوپے ایبل پارسل ارسال فرمادیں کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اور باعث دورہ مرض ضرورت رہتی ہے۔

(خطوط امام بنام غلام صفحہ (۶) مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اس لیے بچاس روپے بذریعہ منی آرڈر آپکی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشیوں میں علحدہ علحدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرمادیں (ص۳۲)

آپ بیشک ایکتولہ مشک بقیمت (۲۵) روپیہ خرید کرکے بذریعہ وی پی بھیجدیں ضرور بھیجدیں (ص۳)

پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جس میں چھیچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہیئے خوشبودار ہو ضرور دیکھکر بھیجدیں جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں مگر مشک اعلیٰ درجے کی ہو چھیچھڑا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے وہی اس میں ہو (ص۶) (خطوط امام بنام غلام مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اور راسں عاجز کی طبیعت آج بہت علیل ہو رہی ہے۔ ہاتھ پانوں بھاری اور زبان بھی بھاری ہو رہی ہے مرض کے غلبے سے نہایت لاچاری ہے مجھ کو آں مکرم نے کسی قدر مشک دیا تھا وہ نہایت خالص تھا اور مجھ کو بہت فائدہ اس سے ہوا تھا اب میں نے کچھ عرصہ ہوا لاہور سے مشک منگوائی تھی اور استعمال بھی کی مگر بہت کم فائدہ ہوا۔ بازاری چیزیں مغشوش ہوگئی ہیں خاص کر مشک، یہ تو مغشوش ہونے سے خالی نہیں ہوتی چونکہ میری طبیعت گری جاتی ہے اور ایک سخت کام کی محنت سر پر ہے اس لیے تکلیف دیتا ہوں کہ ایک خاص توجہ اس طرف فرمادیں اور مشک کو ضرور دستیاب کریں بشرطیکہ وہ بازاری نہو کیونکہ بازاری کا تو چند دفعہ تجربہ ہو چکا ہے اگرچہ مشک دو ماشے یا تین ماشے ہو وہ بالفعل کفایت کریگا مگر عمدہ ہو اگر اصلی نافہ جو مصنوعی نہ ہو مل جائے تو نہایت خوب ہے مگر جلد ہو۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۴ر اگست ۱۸۹۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر(۲) ص۱۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل سے میری طبیعت علیل ہوگئی ہے کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے روبرو جو حاضر تھے سخت درجہ کا عارضہ لاحق حال ہوا اور ایک دفعہ تمام بدن سرد اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں بہت نازک حالت ہو کر پھر صحت کی طرف عود ہوا مگر اب تک کلی اطمینان نہیں کچھ کچھ آثار عود مرض کے ہیں اللہ تعالیٰ فضل و رحم فرمائے۔ ایسے وقتوں میں ہمیشہ مشک کام آتی ہے اس وقت مشک جو بمبئی سے آپ نے منگوا کر بھیجی تھی لیکن طبیعت کی سخت سرگردانی اور دل کے اضطراب کی وجہ سے وہ مشک کھولنے کے وقت زمین پر متفرق ہو کر رہ گئی اور گرنے کے سبب سے خشک تھی اور ہوا چل رہی تھی

ضائع ہوگئی اس لیے مجھے دوبارہ آپ کو تکلیف دینی پڑی یہ مشک بہت عمدہ تھی اس کا ہے
آپ تولہ مشک لے کر جہاں تک ممکن ہو جلد ارسال فرمائیں کہ دورہ مرض کا سخت اندیشہ ہے
اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے۔

خاکسار غلام احمد از قادیان

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص۱۲ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

عنبر (۴۲)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عنایت نامہ پہنچا اب بفضلہ تعالیٰ میری طبیعت ٹھہر گئی ہے دورہ مرض سے امن ہے
حقیقت میں یہ عمر جب انسان ساٹھ پینسٹھ سال کا ہو جاتا ہے مرنے کے لئے ایک بہانہ
چاہتی ہے جیسا کہ ایک بوسیدہ دیوار یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس قدر سخت حملوں سے
وہ بچا لیتا ہے کل کی تاریخ عنبر بھی پہنچ گیا میری طرف سے آپ اس مہربان دوست
کی خدمت میں شکریہ ادا کر دیں جنہوں نے میری بیماری کا حال سن کر اپنی عنایت
اور ہمدردی محض للہ ظاہر کی خدا تعالیٰ ان کو اس خدمت کا اجر بخشے اور ساتھ ہی
آپ کو۔ آمین ثم آمین (مکتوب نمبر ۶۷)

عنبر مفید در حقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے
اور دوران خون تیز کر دیتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامنگیر ہے
کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے (مکتوب نمبر ۶۸)

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص۲۶-۲۷ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میں بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا۔ میری کچھ ایسی حالت ہے

کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب قریب حالت ہو جاتی ہے اور دوران خون یک دفعہ ٹھہر جاتا ہے جس میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا۔ اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدائے تعالیٰ کے بھروسے پر زندگی ہے ورنہ دل جو رئیس بدن ہے بہت ضعیف ہو گیا ہے۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۰ رجون ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۹۲) (مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۳) مفرح عنبری

یاقوت مروارید، مرجان، یشب، کہربا، کستوری، زعفران وغیرہ کا ہمولعزیز مرکب مفرح عنبری بڑی محنت سے تیار ہو گیا ہے قیمت ایک ڈبیہ (صہ/)

(اشتہار مندرجہ سرورق صہ خطوط امام بنام غلام مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک، دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

میں (حکیم محمد حسین صاحب) اپنے مولا کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لیے بے اندازہ فخر و برکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا صاحب) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے۔ حضور کو چونکہ دورہ مرض کے وقت اکثر مشک و دیگر مقوی دل ادویات کی ضرورت رہتی تھی جو اکثر میری معرفت جایا کرتی تھیں۔

(خطوط امام بنام غلام صہ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

بنام حکیم محمد حسین صاحب قریشی قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

(۴۴) افیون

مجھے اس وقت ایک اپنا سرگزشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابطیس کی بیماری ہے پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بوجہ اسکے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابطیس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابطیس کے لیے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔

(نسیم دعوت صفحہ ۶۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطبا کے نزدیک افیون نصف طب ہے حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا۔ اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفۂ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران میں استعمال کرتے رہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۹ر جولائی ۱۹۲۹ء)

(۴۵) سنکھیا (زہر)

جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط موصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کیے

تاکہ اگر خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴۶) ٹانک وائن

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیئے اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(خطوط امام بنام غلام ص۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا جواب حسب ذیل ملا:۔

"ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے اس کی قیمت ۸/ ہے (۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)"

(سودائے مرزا ص۳۹ حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

(۴۷) ٹانک وائن کا فتویٰ (ج)

پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلافِ شریعت نہ تھا

چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی ایسے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے نبض ڈوب جاتی تھی میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی تھا ضعف بھی پڑتا تھا۔ تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج بھی پی ہو تو کیا قباحت لازم آگئی۔

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی فرقہ لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح ۴ر مارچ ۱۹۳۵ء)

(۴۸) مجاہدات

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ

یہ بات مسلّم اور واضح رہے کہ راستباز انسان کے لیے ایسے امور کی غرض سے کسی قدر مجاہدہ ضروری ہے۔ الکرامات ثمرۃ المجاہدات۔

علالت طبع بہت حرج انداز ہے اگرچہ بمقابلہ صحت اور طاقت دماغی کے ایام میں ہوتا تو یقین تھا کہ تھوڑے دن کافی ہوتے۔ مگر اب طبیعت تحمل شدائد مجاہدات نہیں رکھتی اور ادنیٰ درجے کی محنت اور خوض اور توجہ سے جلد بگڑ جاتی ہے۔

خاکسار غلام احمد ۳۱ر مارچ ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲) صفحہ ۱۰۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۹) الہامی خاندان (ج)

یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا، ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں لیکن اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسی کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں۔

(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۰) نماز (ج)

اب پنجاب میں حاجی (ریاض الدین احمد) صاحب فقط وحشت دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کو گئے تھے دل میں آئی کہ چلو ذرا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بھی مل لیں۔ دیکھیں کس قماش کے بزرگ ہیں۔ لاہور سے روانہ ہو کے قادیان میں پہنچے۔ مرزا صاحب مرحمت و اخلاق سے ملے اپنے کانگری گیشن کے رکن اعظم حکیم نور الدین صاحب مرحوم سے ملایا اور پھر مرزا صاحب نے اپنے حجرے میں جو مسجد سے ملحق تھا اپنی خلوت خاص میں جگہ دی۔ اتنے میں نماز کا وقت آگیا حکیم نور الدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کے نماز پڑھائی اور مرزا صاحب اپنے حجرے ہی میں کھڑے ہو گئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں مرزا صاحب نیت توڑ کے گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی صاحب سخت حیران! کیا افتاد پیش آئی جو مرزا صاحب کو نماز کی نیت توڑ دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ نماز کے بعد حاضرین مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا۔ ''

اس کا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے مرزا صاحب پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بیتاب ہو کے اندر چلے جاتے ہیں

(رسالہ دلگداز لکھنؤ مارچ ۱۹۱۶ء)

بیان کیا ہے کہ حضرت ایک رکعت کے بعد نماز کی نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے اگر کسی بیماری کے غلبے کی وجہ سے ایسا ہوا ہو تو محل اعتراض نہیں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق دوران سر اور برد اطراف کا مرض تھا اور یہ وہ زرد چادریں تھیں جو روز ازل سے خدا نے اپنے مسیحا کے لیے بطور خلعت خاص مقدر فرمائی تھیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

(۵۱) اسٹیشن کی سیر (ج)

بیان کیا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبد الکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جائے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبد الکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں حضرت نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اسکے بعد مولوی عبد الکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے؟

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵۲) مرزا صاحب کی وفات

برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے۔ حضرت استاذ و مولانا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود (مرزا صاحب قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی حضور کو یہ بیماری بہ سبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی۔ اور چونکہ دل سخت کمزور تھا اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی۔ اور عموماً مشک وغیرہ کے استعمال سے واپس آجایا کرتی تھی اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو جب کہ آپ سارا دن "پیغام صلح" کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے۔ تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا۔ اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور قریباً گیارہ بجے اور ایک دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نورالدین صاحب کو طلب فرمایا۔ ...... مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی نیند آنے سے آرام آجائے گا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا جس سے نبض بالکل بند ہو گئی اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں علاج شروع کیا گیا چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی۔ اس لیے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا مگر پھر نبض واپس نہ آئی یہاں تک کہ ساڑھے ۱۰ بجے

صبح ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(ضمیمہ اخبار الحکم قادیان غیر معمولی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جا سکتے تھے۔ اس لیے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے۔ اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا "اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے" تو آپ نے کہا کہ یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ "ہاں"۔

(سیرۃ المہدی مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵۳) عبرت

مرزا صاحب اپنی اکثر تحریرات میں ہیضے اور طاعون کو قہر الٰہی کا ایک نشان قرار دیتے ہیں۔ جو بطور عذاب نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مقابل مرزا صاحب نے جو آخری فیصلے کا اعلان کیا۔ اور جو اس کتاب کی فصل سترہویں میں درج ہے۔ اس میں بھی یہی دعا کی ہے کہ جو کاذب ہو اس پر ہیضے یا طاعون کی شکل میں موت نازل ہو۔ انتقال کے وقت خود مرزا صاحب کو عجب بیماری ہوئی۔ مقام عبرت ہے۔

(للمؤلف)

فصل دوم

نبوت کی تمہید

(۱) نبی رسول (ج)

اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہین کہ وہ کامل شریعت لاتے ہین یا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرتے ہین یا نبی سابق کی امت نہین کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خداتعالیٰ سے تعلق رکھتے ہین۔

(مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم اگست ۱۸۹۹ء)

انبیاء اس لئے آتے ہین کہ تا ایک دین سے دوسرے دین مین داخل کرین اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کراوین اور بعض احکام کو منسوخ کرین اور بعض نئے احکام لاوین۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۳۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ یہ بھی کہے خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنا دے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بنا وے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔

(آئینۂ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) ختم نبوّت پر ایمان و اصرار

کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبیؐ نے اہل طلب کیلئے اس کی تفسیر اپنے قول لا نبی بعدی میں واضح طور پر فرما دی اور اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبیؐ کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول صلعم کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے۔ درآں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا"

(حمامۃ البشریٰ ص۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث "لَا نَبِیَّ بَعْدِی" ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْن سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

(کتاب البریہ ص۱۸۴ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیۃ خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔

(ازالہ اوہام صـ۵۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

(ازالہ اوہام صـ۶۱۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے

(ازالہ اوہام صـ۵۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعے سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔

(ازالہ اوہام صـ۵۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث "لا نبی بعدی" میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے۔ اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔

(ایام الصلح صفحہ ۱۴۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی نبی نہیں آئیگا۔

کشف الغطاء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور اللہ کو شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے۔ اور نہیں شایاں کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو۔ اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۸۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں بھی اشارہ ہے پس اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لئے نہ بھیجتا۔ اور ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہیں خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے فیض پہونچ رہا ہے پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے (ترجمہ)

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۴۹ طبع اول صفحہ ۶ طبع دوم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے ۔۔۔۔۔۔ اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ (ترجمہ)

(آئینۂ کمالات اسلام ص۳۸۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۲)

ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلسنت وجماعت کا مذہب ہے ۔۔۔

اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا تحریری بیان جو بتاریخ ۲۳ر اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی کے جلسہ میں دیا گیا۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۴۴)

کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور

آیتہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔

(انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب والحاد و زندقہ ہے پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمانوں میں سے ہوں (ترجمہ)

(حمامۃ البشریٰ ص۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں (ترجمہ)

(حمامۃ البشریٰ ص۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو۔ اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔

(آسمانی فیصلہ ص۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۲)

ختم نبوت ایک ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے انکار کرنے کی گنجایش نہیں کیونکہ اس پر قرآن مجید اور حدیث شریف اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر مومنین صالحین کا اتفاق ہو چکا ہے۔ مگر یہ مسئلہ متفق علیہ ہونے کے باوجود بھی ایک ایسا فرقہ ہے جو اجرائے نبوت کا قائل یا دوسرے لفظوں میں ختم نبوت کا منکر ہے۔ اس فرقہ کو محمودیہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) ہی اس کے بانی مبانی ہیں اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود

فصل دوم

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

(ختم نبوت اور اسلام بعنوان مندرجہ پیغام صلح اخبار قادیانی جماعت لاہور مورخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۳۳ء)

(۳) ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی

ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے .... غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ر شعبان ۱۳۱۴ہجری مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۲)

اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔

(مواہب الرحمن ص۶۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ اور رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ کے رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں۔

(جنگ مقدس ص۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اول اس عاجز کی اس بات کو یاد رکھیں کہ ہم لوگ معجزہ کا لفظ اسی محل پر بولا کرتے ہیں۔ جب کوئی خارق عادت کسی نبی یا رسول کی طرف منسوب ہو لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے اور نہ رسول ہے۔ صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے اور اسی رسول مقبول کی برکت اور متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں۔ سو اس جگہ کرامت کا لفظ موزوں ہے نہ معجزہ کا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۳ ص۲۳)

صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ہے مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔

(انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں "ولکل ان یصطلح" سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔ ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے۔

(سراج منیر ص ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت ورسالت ہے .... سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

(۴) محدثیت سے نبوت تک ترقی

ہمارے سید ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔

(شہادت القرآن ص ۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفےٰ کی تجدید کردں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۸۳ ترجمہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی ...... میں نے

لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں - اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔

(حمامۃ البشریٰ صـ ۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ اُن کا قول قطعاً جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ نہیں۔ اور نہ اس کی کوئی اصل ہے........ ہاں میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں۔ لیکن بالقوۃ۔ بالفعل نہیں۔ تو محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا تو وہ بھی نبی ہو جاتا۔

(حمامۃ البشریٰ صـ ۹۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔

(ازالہ اوہام صـ ۴۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

محدثیت...... کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آگیا۔

(ازالہ اوہام صـ ۴۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

محدث جو مرسلین میں سے اُمتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں سا معاملہ اس سے کرتا ہے۔ محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر اُمتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔

(ازالۂ اوہام ص۵۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے۔ اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

(توضیح مرام ص۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) نبوت سے معذرت

صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت

بھی حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔

(انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالۂ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالۂ اوہام کے ص۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔

جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہٗ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں ...... تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دل جوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرما لیں۔

(جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اقرار نامہ مورخہ ۳ فروری ۱۸۹۲ء جس پر

آخر گو یہاں ثبت کرا کر مرزا صاحب نے مولوی عبدالحکیم صاحب کے مناظرہ میں یہ مقام لاہور داخل کیا تاکہ نبوت کی بحث کا خاتمہ کر دیا جائے۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۹۵)

(۶) مسیح موعود کی اہمیت

اول تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح موعود کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کا کوئی جز یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہے بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔

(ازالہ اوہام طبع اول ص۱۴۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر یہ اعتراض پیش کیا جاوے کہ مسیح کا مثل بھی نبی چاہیئے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا۔ تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہو گا۔ اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہو گا۔ اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔

(توضیح المرام ص۱۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) مثیل مسیح بننے پر قناعت

اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے۔

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۱۵ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔ اور بحدے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔

(براہین احمدیہ ص۴۹۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں ہے جو آج میرے منہ سے سنا گیا ہو۔ بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ میں کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا میرے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے ڈ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔

(ازالۃ الاوہام ص۱۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے .... میں اسی الہام کی بنا پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا ہو۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ملحقہ جلد دوم ص۱۹۲۵)

میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو اور شاید یہ پیشگوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر اس پر جمتی ہوں اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط بنام مولوی عبد الجبار صاحب مورخہ ۱۱ر فروری ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ملحقہ جلد دوم صفحہ ۱۵۹)

میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اور میرا یہ بھی دعوی نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے آیندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کا انتظار بے سود ہے ...... پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے اور جبکہ یہ حال ہے تو پھر علماء کے لئے اشکال ہی کیا ہے ممکن ہے کہ کسی وقت اُن کی یہ مراد بھی پوری ہو جائے۔

(ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸) ذریت کی بشارت

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے۔ کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہو گی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔

اور ان کو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔

(ازالہ اوہام ص ۱۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹) دمشق تا قادیان

اب یہ بھی جاننا چاہیئے کہ دمشق کا لفظ جو مسلم کی حدیث میں وارد ہے یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارۂ سفید شرقی کے پاس اتریں گے یہ لفظ ابتداء سے محقق لوگوں کو حیران کرتا چلا آیا ہے .... پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ و رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں۔ جنھوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کا موجود ہونا ان کی نگاہ میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جو انہیں سمجھ نہیں آتا۔ اور چونکہ طبیب کو بیماروں ہی کی طرف آنا چاہیئے۔ اس لئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں ہی نازل ہو۔

غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے در اصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے .... خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے اور یہ ظاہر

تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں .... سو خدا تعالیٰ نے اس عام قاعدہ کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی۔ اور اس بارہ میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ اُخرج منہ الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے۔

اب اگرچہ میرا یہ دعویٰ تو نہیں اور نہ ایسی کامل تصریح سے خدا تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے، کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور وہ اس بات کا شاہد حال ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے۔

(حاشیہ ازالۂ اوہام ص۶۳ تا ص۷۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) بھید کھل گیا

مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح لکھا گیا ہے۔

(کشتی نوح ص۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی۔ اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے۔ اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔ جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں

یہی حق ہے۔ اولاً آنے والا یہی ہے۔ اور شک محض نافہمی سے ہے

(کشتی نوح ص۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا پھر ...... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا اور خدا نے براہین کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی۔

(کشتی نوح ص۴۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) مشابہت

ہم اپنی کتابوں میں بہت جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ عاجز جو حضرت عیسیٰ ابن مریم کے رنگ میں بھیجا گیا ہے بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے یہاں تک کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ندرت تھی اس عاجز کی پیدائش میں بھی ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور یہ امر انسانی پیدائش میں نادرات سے ہے کیونکہ اکثر ایک ہی بچہ پیدا ہوا کرتا ہے۔

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۱۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس امت کے مسیح موعود کے لئے ایک اور مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے

ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام پورے طور پر بنی اسرائیل سے نہ تھے بلکہ صرف ماں کی وجہ سے اسرائیلی کہلاتے تھے ایسا ہی اس عاجز کی بعض دادیاں سادات میں سے ہیں۔ گو باپ سادات میں سے نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے لئے خدا نے جو یہ پسند کیا کہ کوئی اسرائیلی حضرت مسیح کا باپ نہ تھا اس میں یہ بھید تھا کہ خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کی کثرت گناہوں کی وجہ سے ان پر سخت ناراض تھا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیالکوٹ ص۱)

چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر باایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور سب سے آخر ہوں۔

(تذکرۃ الشہادتین ص۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا.........

پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا، کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربع میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے۔

(ازالہ اوہام ص۶۵۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) مسیحیت کے پردہ میں نبوت

مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس مجھے نے بھیجا ہے۔ اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اُس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفہ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ)

میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۹۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا اور اُمتی بھی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا اگر خدائے تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ اس کو کس نام سے پکارا جاتا اگر اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول

یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدائے تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی طرح اوائل میں میرا عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی

(حقیقۃ الوحی ص۱۴۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فصل سوم

نبوّت کی تحصیل

(۱) ختمِ نبوّت کی تاویل۔ اپنی نبوّت کی تشکیل (۴)

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے۔ نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے۔ تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ وہ امتی ہے۔ اور اسکا اپنا وجود کچھ نہیں۔ اور اسکا اپنا کمال نبی متبوع کا کمال ہے۔ اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا ہے۔ بلکہ نبی بھی اور امتی بھی۔ مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو امتی نہیں ہے ختم نبوت کے منافی ہے۔

(چشمۂ مسیحی صـ۲۱ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔ جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے۔

(ازالۂ اوہام صـ۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کسی حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنیوالا ہے جو امتی نہیں۔ یعنی آپ کی پیروی سے فیضیاب نہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے اور جو کچھ پایا اسی کے فیضان سے پایا ...... وہ لعنتی ہے اور خدا کی لعنت اس پر اور اس کے انصار پر اور اس کے پیروؤں پر اور اس کے مددگاروں پر۔ (ترجمہ)

(مواہب الرحمٰن ص ۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گذشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا۔ اور اسکو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت اُن پر ختم ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ اُن کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی امت سے باہر ہو۔

(چشمۂ معرفت ضمیمہ ص ۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے روحانی فیض نہیں ملیگا۔ بلکہ اس معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا........ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔ اور اسکی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک

عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے۔ اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپکو افاضہ کمال کے لئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپکا نام خاتم النبییں ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

(حقیقۃ الوحی ص۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ . . . . کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے سے امتی ہے پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔

(تجلیات آلہیہ ص۲۴۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس نبوت کا پانیوالا امتی نبی کہلاتا ہے۔

پہلی امتوں میں محدث یا جزوی نبی تو ہوتے تھے۔ لیکن پہلے نبیوں میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی ہوسکے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں۔ بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ . . . . پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ

کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔
اور پہلے زمانہ میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی۔ کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔
کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال نہ تھے۔ جیسے آنحضرت صلعم۔ اور جبکہ نبوت کا
دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہوگیا۔ تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ
مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے۔

(حقیقت النبوۃ ص۲۲۸ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور
خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپکی دی ہوئی
شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔ میرا پیارا اور میرا وہ محبوب آقا
سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہوکر کامل
اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپکی سچی غلامی میں نبی پیدا ہو سکتا ہے
یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

(م) خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ خاتم النبیین
کے معنی یہ ہیں کہ آپکی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگجاتی
ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے۔ اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت
کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔"

(ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص۲۹۰ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

مجھ کی ختم نبوت کی اصل حقیقت کو دنیا میں کما حقہ کوئی نہیں جو سمجھ سکتا ہو۔
سوائے اسکے جو خود حضرت خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی

اصل حقیقت کا سمجھنا اس کے اہل پر موقوف ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ خمیت کا اہل یا حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہیں یا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ جلد ۱۲۔ ماہ اگست ۱۹۱۷ء صلہ ۳-۳)

(۲) نبی بننے کی ترکیب (۲۰)

اس تمام بیان سے یہ مطلب ہے کہ نبوت کوئی الگ چیز نہیں۔ کہ وہ مل جائے تو انسان نبی ہو جاتا ہے۔ بلکہ اصل بات یہی ہے جیسا کہ میں اُوپر قرآن کریم سے ثابت کر آیا ہوں کہ انسانی ترقی کے آخری درجہ کا نام نبی ہے۔ جو انسان محبت الٰہی میں ترقی کرتا ہوا صالحین سے شہدا میں اور شہدا سے صدیقوں میں شامل ہو جاتا ہے وہ آخر جب اس درجہ سے بھی ترقی کرتا ہے تو صاحب سر الٰہی (نبی) بن جاتا ہے

(حقیقت النبوت صلہ ۱۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پہلے نبیوں کی اُمت کے لوگ ایک حد تک پہلے نبی کی تربیت کے نیچے ترقی پاتے پاتے رُک جاتے تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر نظر فرماتا تھا اور جن کو اس قابل پاتا کہ وہ نبی بن سکیں ان کو اپنے فضل سے بڑھاتا۔ اور نبی بنا دیتا تھا۔

(القول الفصل مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس مقام بلند پر کھڑا کیا اور آپ نے اُستادی کا ایسا اعلیٰ درجہ حاصل کر لیا کہ آپ اپنے شاگردوں کو اس امتحان میں پاس کرا سکتے ہیں۔ .... ان کے (یعنی گذشتہ انبیاء کے) مدرسہ کا آخری امتحان نبوت نہ تھا بلکہ ولایت تھا۔ لیکن ہمارے آنحضرت کو ایسا

دیجہ استادی ملا کر آپ کے مدرسہ کو کالج تک بڑھا دیا گیا اور آپ کی شاگردی میں انسان نبی بھی بن سکتا ہے۔

(القول الفصل۔ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے اور خدا تعالیٰ نے آئندہ کے متعلق بھی گواہی دے دی۔ کہ آپ آئندہ آنیوالی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ پیغامی (فریق لاہوری) یہی کہہ کر لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں کہ اسی لئے رسول کریم کے بعد امت محمدیہ میں نبی نہیں آ سکتا۔۔۔۔۔۔ (لیکن) اگر روحانی ترقی کی تمام راہیں ہم پر بند ہیں تو اسلام کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اور پھر اس میں کوئی خوبی بھی نہیں کہ ایک کو بڑھا دیا جائے اور دوسرں کو بڑھنے نہ دیا جائے۔ ہاں خوبی یہ ہے کہ موقع سب کو دیا جائے پھر آگے جو بڑھ جائے۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۳) نبوت کا کمال (7)

یعنی اگر کوئی شخص کہے کہ جب نبوت ختم ہو چکی ہے تو اس امت میں نبی کس طرح ہو سکتا ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندہ (مسیح موعود) کا نام نبی اس لئے رکھا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا کمال ثابت ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال بغیر امت کے کمال کے ثبوت کے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عام اولیا ءغوث محدث وغیرہم

کے ذریعہ کمال نبوت ثابت نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ حضور کی متابعت میں مخاطبات و مکالمات آلہیہ جاری ہیں۔ کمال اسی صورت میں ہے کہ مخاطبات و مکالمات کے کمال کو بھی کوئی شخص پہنچ جائے اور وہ نبوت ہے جو کثرت مخاطبت و مکالمت کا نتیجہ ہے اور اسکے سوا محض دعویٰ بلا دلیل ہے اور کسی شخص پر نبوت کے ختم ہونے کے معنی اسکے سوا اور کوئی عقلمندوں کے نزدیک نہیں کہ نبوت کے کمالات اس پر ختم ہیں۔ اور نبی کے کمالات میں سے نبی کا فیض پہنچانے میں کامل ہونا ہے۔

(ترجمہ الاستفتاء عربی ضمیمہ حقیقۃ الوحی صـ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) ختم نبوّت کی ہتک (۷)

تیرہ سو برس تک نبوت کے لفظ کا اطلاق تو آپ کی نبوّت کی عظمت کے پاس سے نہ کیا۔ اور اس کے بعد اب مدّت دراز کے گذرنے سے لوگوں کے چونکہ اعتقاد اس امر پر پختہ ہو گئے تھے کہ آنحضرتؐ ہی خاتم الانبیاء ہیں اور اب اگر کسی دوسرے کا نام نبی رکھا جائے تو اس سے آنحضرتؐ کی شان میں کوئی فرق بھی نہیں آتا۔ اس لئے اب نبوت کا لفظ مسیح کے لئے ظاہراً بھی بول دیا .... آپ کے جانشینوں اور آپکی امت کے خادموں پر صاف صاف نبی اللہ ہونے کے واسطے دو امور مدنظر رکھنے ضروری تھے۔ اوّل عظمت آنحضرتؐ۔ دوم عظمتِ اسلام۔ سو آنحضرتؐ کی عظمت کے پاس کیوجہ سے ان لوگوں پر تیرہ سو برس تک نبی کا لفظ نہ بولا گیا تاکہ آپکی ختم نبوت کی ہتک نہ ہو۔ کیونکہ اگر آپ کے بعد ہی آپ کی امت کے خلیفوں اور صلحاء لوگوں پر نبی کا لفظ بولا جانے لگتا۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کے بعد لوگوں پر بولا جاتا رہا تو اس میں آپکی ختم نبوت کی ہتک تھی۔ اور کوئی عظمت نہ تھی۔

سو خدا نے ایسا کیا کہ اپنی حکمت اور لطف سے آپ کے بعد تیرہ سو برس تک اس لفظ کو آپکی امت سے اٹھا دیا۔ تا آپکی نبوت کی عظمت کا حق ادا ہو جائے اور پھر چونکہ اسلام کی عظمت چاہتی تھی کہ اس میں بھی بعض ایسے افراد ہوں جن پر آنحضرت کے بعد لفظ نبی اللہ بولا جائے۔ اور تا پہلے سلسلہ سے اسکی مماثلت پوری ہو۔ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے واسطے آپکی زبان سے نبی اللہ کا لفظ نکلوا دیا۔ اور اس طرح پر بہایت حکمت اور بلاغت سے دو متضاد باتوں کو پورا کیا۔ اور موسوی سلسلہ کی مماثلت بھی قائم رکھی۔ اور عظمت نبوت آنحضرت بھی قائم رکھی۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بجواب سوال مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء)

(۵) ختم نبوت پر الزام۔ عبرت کا مقام (۴)

افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔

کس لئے اسکو دوسرے دینوں سے بڑھکر کہتے ہیں صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے۔ اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں .... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفا نہ رکھنا چاہیئے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۲۷۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔ ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اس نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔ بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے۔ وہ دین دین نہیں ہے۔ اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقول باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے۔ اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حی و قیوم کی آواز سننے اور اسکے مکالمات سے قطعی نومیدی ہے۔ اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے۔ تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی۔ سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا بند ہے اگر یہ معنی

ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی۔ جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا تعالیٰ سے دور و مہجور ہوتی بلکہ یہ معنی ہیں کہ براہ راست خدا تعالیٰ سے یقینی وحی پانا بند ہے اور یہ نعمت بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ملنا محال و ممتنع ہے اور یہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر ہے کہ ان کی اتباع میں یہ برکت ہے کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہو جائے ...... کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ کی مہر ہوگی۔ ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جائے تو نعوذ باللہ اس سے تو انقطاع فیض لازم آتا ہے اور اس میں تو نحوست ہے اور نبی کی ہتک شان ہوتی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ جو کہا کہ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ۔ یہ جھوٹ تھا۔ نعوذ باللہ اگر یہ معنی کئے جائیں کہ آئندہ کے واسطے نبوت کا دروازہ ہر طرح سے بند ہے تو پھر خیر الامۃ کے بجائے شر الامم ہوئی...... اس طرح تو ماننا پڑیگا کہ نعوذ باللہ آنحضرت کی قوت قدسی کچھ بھی نہ تھی اور آپ حضرت موسیٰ سے مرتبہ میں گرے ہوئے تھے۔ بلکہ ان کے بعد ان کی امت میں سے سینکڑوں نبی آئے مگر آپکی امت سے خدا کو نفرت ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مکالمہ بھی نہ کیا۔ کیونکہ جس کیساتھ محبت ہوتی ہے آخر اس سے کلام تو کیا ہی جاتا ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بجواب سوال مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۳ء)

حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ کا کمال ثابت

کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے مقام نبوت پر پہنچایا۔ ثابت کرتا ہے کہ آپکو واقع میں نبی بنا دیا گیا۔ ورنہ کسی اور معنی کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ کا کمال ثابت نہیں ہوتا۔

(حقیقۃ النبوۃ صـ۲۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ اس کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا۔ اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے۔ بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔

(الوصیت صـ۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی بدی کا تو حصہ دار ٹھہرادیا ہے یہانتک کہ ان کا نام یہود بھی رکھ دیا مگر ان کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس امت کو کوئی حصہ نہ دیا۔

پھر یہ امت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی بلکہ شر الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا ان کو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس امت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آئے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور ان کا ظل ہو۔

(کشتی نوح صـ۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدہ کو جہانتک ہوسکے باطل کروں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

...بات ہے...... کہ یہ مان لیا جائے کہ آپکے بعد کوئی نبی ہی نہیں آئیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپکا فیضان ناقص اور آپکی تعلیم کمزور ہے کہ اس پر چلکر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات نہیں پا سکتا۔ دنیا میں وہی اُستاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں۔ اور وہی افسر معزز کہلاتا ہے جس کے ماتحت معزز ہوں۔ یہ بات ہرگز فخر کے قابل نہیں کہ آپکے شاگردوں میں سے کسی نے اعلیٰ مراتب نہیں پائے۔ بلکہ آپکی عزت بڑھانے والی یہ بات ہو کہ آپکے شاگردوں میں سے ایک ایسا لائق ہو گیا جو دوسرے اُستادوں سے بھی بڑھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو فیض نبوت سے روک دیا۔ اور آپکی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعٰلمین ثابت ہوتے ہیں یا اسکے خلاف (نعوذ باللہ من ذالک) اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ آپ (رسول اللہ صلعم) نعوذ باللہ دُنیا کیلئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی مردود ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۸۶ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

ہم کہتے ہیں کہ ساری امت صحابہ سے لیکر مسیح موعود تک رہا بقول میاں صاحب کے مرزا صاحب کو الگ کر دو پھر باقی تیرہ صدیوں کے) کل صلحاء معہ صحابہ کبار۔ کل ائمہ محدثین یہ سب آنحضرت صلعم کو دُنیا کے لئے لعنت خیال کرتے تھے اور کیا واقعی یہ لوگ نعوذ باللہ من ذالک لعنتی اور مردود تھے۔ وہ صحابی جن کو کہا گیا۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی وہ جن کو کہا گیا۔ لوکان بعدی نبیٌ لکان عمرؓ۔ وہ اپنے دلوں میں کیا یہ نہ سمجھتے تھے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر سمجھتے تھے تو میاں صاحب کی کسوٹی پر وہ کیا ہوئے۔ اور پھر وہ جس نے خود یہ لفظ کہے وہ میاں صاحب کے نزدیک کیا ہو۔ افسوس کہ دین کو بچوں کا کھیل بنا لیا گیا۔ ختم نبوت کا مسئلہ وہ ہی جس پر

امت کا اجماع ہے۔ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کا آنا کسی نے نہیں مانا۔ ....
اور پھر میں پوچھتا ہوں کہ جس صورت میں میاں صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے صرف مسیح موعود ہی مخصوص ہوئے تو اب ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے بعد اگر کوئی نبی ہو تو یہ خصوصیت جاتی رہی۔ ایسا ہی میاں صاحب آیۃ آخرین منھم لما یلحقوا بھم سے بھی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود کے سوا کوئی رسول نہیں جیسا کہ انہوں نے صفحہ ۲۴۲ حقیقۃ النبوۃ پر لکھا ہے۔ بلکہ بعض جگہ صاف الفاظ میں اپنی ہی جماعت کی نسبت آخرین کے لفظ پر حصر کیا ہے۔ اور اگر آپ سے بھی پہلے کوئی رسول اسی قسم کا مانا جائے جیسے کہ آپ تھے تو اس کی جماعت بھی آخرین منھم کے ماتحت اصحاب رسول اللہ بن جائے گی۔ لیکن چونکہ اس امت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں۔ تو اس صورت میں آخری رسول مسیح موعود ہوئے اور اس امت میں پھر سلسلۂ رسالت ختم ہوا۔

کیا اب مسیح موعود نعوذ باللہ من ذالک میاں صاحب کے الفاظ میں دنیا کے لئے عذاب ہوئے یا نہیں۔ اور آنحضرت صلعم کا اس سے کیا بچاؤ ہوا۔ اگر ایک رسول آپ کے بعد آ گیا جو اس زمانہ میں جو قیامت تک ممتد ہے نہ آنے کے برابر ہے اور پھر کیا وہ قرآن جس کے بعد کوئی کتاب نہیں وہ اسی اعتراض کے ماتحت نہیں جس کے ماتحت آنحضرت صلعم آخری نبی ہونے کیوجہ سے ہیں۔ کیا قرآن دنیا کے لئے عذاب ہے جو اس کے بعد کوئی کتاب نہیں۔

(النبوۃ فی الاسلام مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری ص۱۰۱ لغایۃ ص۱۰۲ حاشیہ)

(۶) مسلمانوں کو دھوکا

میرے نزدیک درود کے ذریعہ دعا سکھانے میں بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو یہ دھوکا لگنے والا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو جو کچھ ملا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کو نہیں مل سکتا۔ حضرت ابراہیم کے متعلق تو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ہم تمہاری ذریت میں نبوت رکھتے ہیں۔ مگر مسلمانوں نے یہ دھوکا کھانا تھا کہ امت محمدیہ اس نعمت سے محروم کر دی گئی ہے اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی تھی۔ اس لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو ملا اس سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ملے اور اس میں نبوت بھی آگئی۔ پس جب کوئی مسلمان درود کی دعا پڑھتا ہے تو گویا یہ کہتا ہے کہ وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ کا جو انعام حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوا تھا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ہو۔

پس درود میں یہ دعا کی جاتی ہے کہ جو کچھ حضرت ابراہیم کی امت کو دیا گیا اس سے بڑھ کر ہمیں ملے اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں جو نبی آئے وہ ابراہیمی سلسلہ کے نبیوں سے بڑھ کر ہو۔ ہاں ان میں یہ بھی فرق ہوگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی ذریت میں نبوت رکھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جسمانی ذریت میں۔

(درود شریف کی تفسیر از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان

مندرجہ رسالہ درود شریف ص۱۳۲ و ص۱۳۳

مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۷) صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

اپنے تئیں صرف ظاہری صورت اسلام سے دھوکا مت دو۔ اور خدا کی کلام کو غور سے پڑھو کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔ وہ وہی امر تم سے چاہتا ہے جس کے بارے میں سورہ فاتحہ میں تمہیں دعا سکھلائی گئی ہے یعنی یہ دعا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پس جبکہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۲)

قرآن کریم نبوت کو رحمت بھی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں۔ اے قوم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیں اور وہ یہ ہیں کہ اس نے تم میں سے نبی بنائے اور تمہیں دنیوی سلطنت بھی عطا کی۔

پس نبوت جب کہ رحمت الٰہی ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی سنت میں تبدیلی نہیں کیا کرتا تو عقلاً اور نقلاً کسی شخص کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ ضرورت کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

افسوس ہے کہ غیر احمدی علماء جن غلطیوں میں پڑ گئے ان میں سے ایک اہم ترین غلطی یہ ہے کہ انہوں نے خیال کر لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت خدا تعالیٰ نے بند کر دیا۔ اور اب خواہ کتنی ہی ضرورت داعی ہو کوئی نبی اسکی طرف سے مبعوث نہیں کیا جا سکتا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین سمجھتے ہیں

کیوں اس افسوسناک غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

بھلا کوئی بھی عقل و دانش سے کام لینے والا انسان یہ خیال کر سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے لئے مایۂ رحمت ہوں۔ آپکا وجود دین و دنیا کے لئے باعث تھا ہو مگر آپکے آتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک بہت بڑی رحمت یعنی نبوت کو بند کر دیا ہو۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی برکت سے خدا تعالیٰ کے رحمت کے دروازوں کو کھلنا چاہئے تھا یا بند ہو جانا چاہئے تھا۔ ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ رحمۃ للعالمین ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا پر پہلی امتوں سے زیادہ رحمتیں برسیں خصوصاً آپکے ماننے والے بنی اسرائیل سے بڑھ چڑھ کر اللہ تعالیٰ کے انعامات سے حصہ پائیں (گویا امت محمدیہ میں بنی اسرائیل سے بڑھ کر انبیاء آئیں۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ۔ ۸ مئی ۱۹۳۴ء)

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں بلکہ اس سے اوپر نبوت کا بھی سلسلہ جاری ہے ...... پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے ...... اور جبکہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہو گیا تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۲۲۸ و ص۲۲۹ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ آئندہ کا حال پردۂ غیب میں ہے .... اس پر بحث کرنا انبیاء کا کام ہے نہ ہمارا۔ پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گذرا۔ کیونکہ اس وقت تک نبی کی تعریف کسی اور انسان پر صادق نہیں آتی۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۳۸ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے .... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔

(انوار خلافت ص۶۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔

(انوار خلافت ص۶۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۸) نبوت کا اعلان و اعلان (م)

جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور ان ہی امور کی کثرت کیوجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار عام لاہور)

چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ اسکا جواب محض

انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیوں کر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ ..... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔

(چشمہ معرفت ص۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے

چکا ہے۔ اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء صفحہ ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۶۔ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۴) ایک انگریز اور لیڈی جو شکاگو سے قادیان آئے۔ ان کے اس سوال پر کہ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کی سچائی کے دلائل کیا ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا میں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں .... جن دلائل سے کوئی سچا نبی مانا جا سکتا ہے۔ وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ میں بھی منہاج نبوت پر آیا ہوں۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۸ء)

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۴) ۲۶۔ فروری ۱۹۰۱ء۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کی دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ظلی سلسلہ پیغمبروں کا اس امت میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ مگر جیسا کہ قرآن کریم میں سارے انبیاء کا ذکر نہیں اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا ذکر کثرت سے ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں بھی مثیل موسیٰ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مثیل عیسیٰ یعنی امام مہدی سب سے عظیم الشان اور خاص ذکر کے قابل ہیں۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۱ منقول از منظور الٰہی صفحہ ۲۳۱

مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اگر کوئی شخص مخلی بالطبع ہو کر اس بات پر غور کریگا تو...... روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائیگا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے۔ آنحضرت صلعم نبی رکھیں۔ کرشن نبی رکھے۔ زرتشت نبی رکھے۔ دانیال نبی رکھے اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جا رہی ہوں لیکن باوجود ان سب شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی ہی رہے۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۹۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی۔ صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔

(القول الفصل صفحہ ۳۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

خلاصہ کلام یہ کہ مجازی نبی کے لفظ سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) شریعت اسلام کے مطابق نبی نہ تھے۔ بلکہ اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ نے حقیقی نبی کی جو اصطلاح مقرر فرمائی ہے۔ اور خود ہی اس کے معنی بتا دیئے ہیں۔ وہ اصطلاح آپ پر صادق نہیں آتی۔ اور اس اصطلاح کی رو سے آپ کے مجازی نبی ہونے کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ اور نہ براہ راست نبی بنے ہیں۔ نہ یہ کہ آپ نبی ہی نہیں۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۷۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۹) جواب اعتراض (ج)

اگر کوئی نادان کہے کہ وہ (مرزا صاحب) تو مجددوں میں سے ایک مجدد تھے۔ خدا کے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں تو میں کہوں گا یوں تو تمام انبیاء مجدد ہی ہوتے

ہیں۔ چنانچہ افضل الرسل محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہمارے امام (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے مجدد ہی لکھا ہے۔ دیکھو لیکچر سیالکوٹ ص۳
(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۹۶ مورخہ ۲۶۔جنوری ۱۹۱۵ء)

پھر حضرت مسیح موعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بروزی نبی قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ "چونکہ تکمیل ہدایت کے لئے آنحضرت صلعم نے دو بروزوں میں ظہور فرمایا تھا ایک بروز موسوی دوسرے بروز عیسوی۔ (تحفہ گولڑویہ ص۹۰) اب کیا حضرت نبی کریم بروز موسوی اور عیسوی ہونے کی وجہ سے معاذ اللہ نبی نہ تھے۔ پس حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ آنحضرت صلعم بھی خود بروزی نبی تھے۔ یشوعا بھی خود بروزی نبی تھا حضرت یحییٰ بھی مجازی اور بروزی نبی تھے۔ کیا تمہارے لئے حجت ہے یا نہیں۔ اور اگر ان نبیوں کو بوجہ بروزی ہونے کے تم لوگ واقعی نبی مانتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود جس کے نبی اللہ ہونے کے بارے میں خدا اور رسول کی تصدیق موجود ہے بوجہ بروزی اور ظلی ہونے کے نبی نہ ہوں۔ وہ بھی یقیناً نبی تھے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ ۹ مورخہ ۱۴۔جولائی ۱۹۱۵ء)

(۱۰) مرزا صاحب حقیقی نبی (ج)

درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنی کی رو سے جو نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہونگا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔

(القول الفصل صہ ۱۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔

(حقیقۃ النبوۃ صہ ۱۷۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) رسول اللہ اور نبی اللہ جو کہ یہی ہر ایک شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر طرح بڑھ چڑھ کر ہے۔

(کشف الاختلاف صہ ۷ مصنفہ سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں میں نے اپنی کتاب انوار اللہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں (لا نفرق بین احد من رسلہ) ہاں صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں، جیسے کہ پہلے بھی بعض صاحب شریعت نبی نہیں تھے۔

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پڑھ کر فرمایا: "آپ نے ہماری طرف سے حیدرآباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۸ و ۳۹ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۱۱) تناقض کا خلاصہ

ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔

(ست بچن صا۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص۱۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فصل چہارم

نبوت کی تکمیل

(۱) مرزا صاحب خاتم النبیین (م)

(م) ان حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ سوائے مسیح موعود کے اور کسی فرد کی رسالت پر آنحضرت صلعم کی تصدیقی مہر نہیں اور اگر بغیر تصدیقی مہر آنحضرت صلعم کے اور کسی کو بھی نبی قرار دیا جائے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ وہ نبوت صحیح نہیں۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ جلد ۱۲ ماہ اگست ۱۹۱۷ء ص۲۵)

اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں .... اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا...... تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔

(حقیقۃ الوحی ط ۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جامع جمیع کمالات انبیاء ہونے نے ایسے کل لوگوں کو جو آنحضرت صلعم کے کامل بروز اور مظہر اتم نہ ہوں۔ درجہ نبوت پانے سے روک دیا۔ اور ایسا شخص جو آپ کا مظہر اتم ہو چونکہ مسیح موعود ہی ہوا جس کے کامل مظہر ہونے کی گواہی قرآن کریم کی آیت واٰخرین منھم بھی دیتی ہے۔ اس لئے

وہی نبی کہلایا۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۲۴۶ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

لیکن چونکہ اس امت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو "آخرین" نہیں قرار دیا گیا معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۲۳۱ مصنفہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس اس لیے امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا۔ اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا۔

(کلمۃ الفصل ص۱۱۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی صاحب)

اس جگہ یہ سوال طبعًا پیدا ہوسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہ تھا۔ لیکن اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۸ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م) اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کی گئی ہے اس لئے آپ کے بعد اس کے سوا کوئی نبی نہیں جسے آپ کے نور سے منور کیا گیا ہو اور جو بارگاہ کبریائی سے آپ کا وارث بنایا گیا ہو۔ معلوم ہو کہ ختمیت ازل سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ پھر اس کو دی گئی جسے آپ کی روح نے تعلیم دی اور اپنا ظل بنایا۔ اس لئے مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور وہ جس نے تعلیم حاصل کی پس بلاشبہ حقیقی ختمیت مقدر تھی چھٹے ہزار میں جو رحمٰن کے دنوں

ہزار سے چھٹا دن ہے۔ (ما الفرق بین آدم والمسیح الموعود ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی طرح مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا کیا گیا۔ (ما الفرق بین آدم والمسیح الموعود ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ جلد ۱۲ صفحہ ۱۱ ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیۃ میں ایک پیش گوئی مخفی ہے۔ اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اور اس نبوت کے مقابل اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدی کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمے سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) بروزی کمالات گویا مرزا صاحب خود رسول اللہ کی ذات (م) ہیں

غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جب کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد مستقل طور طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالےٰ نے ابتدا سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی۔ اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ تا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھیروں۔

(چشمہ معرفت ص۳۲۴ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت "خاتم النبیین" تھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیتہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ صنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م) یہ مسلمان کیا منہ لیکر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں تاوقتیکہ وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدے کے مطابق دوبارہ آخریں میں مبعوث ہوا۔

وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بنکر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کر گیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک وملل عالم کے لیے تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۴۸ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے۔ اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا

نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی علیہ الصلواۃ و السلام۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر وہ اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔

(نزول المسیح ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعوی کرنے والا ہوتا تو خدا تعالےٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفےٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔

(نزول المسیح ص۳ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م) بروز کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ من یک قطرہ ز آب زلال محمدم۔ لیکن جب آپ بروز کی رنگت میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے من فرق بینی و بین المصطفےٰ حما عرفنی وما رای کہ جو مجھ میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ذرا بھی فرق کرتا ہے اسنے نہ مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا۔

(تقریر سید سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد۳ نمبر ۸۳ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۱۶ء)

تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔
(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیۃ و آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے
(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ ۴۳)

اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے۔ اور وہ خود ہی آئے ہیں۔
(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے۔ اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو معاذ اللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر ہو۔ اور دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپکی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔
(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

پس ان معنوں میں مسیح موعود جو آنحضرت کے بعث ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے

سے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت کے بعث ثانی اور آپ کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔

نیز مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا۔ یا امتی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے۔ جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔
(اخبار الفضل قادیان ۲۹ر جون ۱۹۱۵ء)

اور آنحضرت کی بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزا ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعث اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعث ثانی کے کافر کفر میں بعث اول کے کافروں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ مسیح موعود کی جماعت "وآخرین منھم" کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے۔ (اخبار الفضل قادیان ۱۵ر جولائی ۱۹۱۵ء)۔

(۳) مسیح موعود محمد است و عین محمد است (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء)

ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے الخ شروع ہی میں اس کو خدا اور خدا کے رسول پاک کا نام سنایا جاتا ہے بعینہ یہ بات میرے ساتھ ہوئی۔ میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا جو میرے

کانوں میں یہ آواز پڑی کہ "مسیح موعود محمد است و عین محمد است"،
میں اس سے بالکل بے بہرہ تھا کہ مسیح موعود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ "من محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد"، پھر میں اس سے بالکل بے علم تھا کہ خدا کا برگزیدہ نبی اپنے آپ کو بروز محمد کہتا ہے اور بڑے زور سے دعویٰ کرتا ہے کہ "میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ) پھر مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں خدا کے اولوالعزم نبی حضرت مسیح موعود کو ماننے سے خدا کے نزدیک صحابہ کی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں حالانکہ وہ خدا کا نبی .... الہامی طاقتوں میں کہہ چکا تھا کہ "جو میری جماعت میں شامل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں شامل ہوا" (خطبہ الہامیہ صلاے)
پھر مجھے ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی وحی پاک میں مسیح موعود کو محمد رسول اللہ کر کے مخاطب کرتا ہے۔ میرے کانوں نے یہ الفاظ نہ سنے تھے کہ حضرت مسیح موعود کا آنا بعینہٖ محمد رسول اللہ کا دوبارہ آنا ہے۔ حالانکہ یہ بات قرآن سے صراحتًہ ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم دوبارہ مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے آئیں گے جیسے کہ و اٰخرین منھم سے ثابت ہے۔
خدا کے ارادے نے میرے دل پر کسی بزرگ کے منہ سے "مسیح موعود محمد است و عین محمد است"، کے الفاظ کندہ کروائے۔ وہ وہ فرد کامل تھا جس کی تعریف میں حضرت مسیح موعود نبی اللہ نے خود بھی صفحوں کے صفحے لکھے ہیں .... یعنی وہ میرا پیارا اور میری احمدیت کے عین بچپن کے زمانہ میں خضر راہ بننے والا حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید کابل تھا جس نے قادیان سے واپس آتے ہوئے .... مسجد گمٹی والی (لاہور) میں

.... دوران تقریر میں بڑے زور سے فرمایا کہ "مسیح موعود محمد است و عین محمد است"

وہ خدا کا پیارا (مرزا صاحب) جو اپنے منہ سے اپنے آپ کو بروز محمد کہتا تھا اور جو کہتا تھا کہ "میرا وجود خدا کے نزدیک محمد رسول کا ہی وجود قرار پایا ہے" (ایک غلطی کا ازالہ) اس لیے مجھ میں اور محمد مصطفٰے میں کوئی دوئی یا مغایرت باقی نہیں رہی (خطبہ الہامیہ) .... اور جو کہتا تھا کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے اور جو کہتا تھا کہ جمیع انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ جس کے آگے موسٰے اور عیسٰی وہی حیثیت رکھتے ہیں جو آنحضرت صلعم کے آگے رکھتے ہیں۔

مسیح موعود کے عین محمد ہونے کی اول دلیل یہ ہے جو حضرت مسیح موعود الہامی شان کے الفاظ میں یوں تحریر فرماتے ہیں "اور خدا نے مجھپر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں شامل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی واخرین منھم کے بھی ہیں .... اور جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفٰے میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے"

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱)

پس ہمارا صحابہ کی جماعت میں شامل ہونا مسیح موعود کے عین محمد ہونے پر ایک پختہ اور بدیہی دلیل ہے۔ پھر یہ الفاظ کہ "جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفٰے میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا" صاف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مسیح موعود کو فضائل اور نعماء حضرت احدیت کے

لحاظ سے عین محمد اگر نہ مانا جائے تو یہ سب کہنا باطل ہو جاتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۲ نمبر ۲۴ مورخہ ۲ اگست ۱۹۱۵ء)

(۴) مرزا صاحب پر صلوات

پس آیتہ (یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما) کی رو سے اور ان احادیث کی رو سے جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ الصلواۃ والسلام پر درود بھیجنا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ازبس ضروری ہے۔

اس کے لئے کسی مزید دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے تاہم ذیل میں چند فقرات حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ الصلواۃ والسلام کی وحی کے بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں جن میں آپ پر درود بھیجنا آپ کی جماعت کا ایک فرض قرار دیا گیا ہے۔

(رسالہ درود شریف مصنفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی ص۱۳۶)

تمہیں اصحاب الصفہ (کی ایک عظیم الشان جماعت) دی جائے گی اور تمہیں کیا معلوم کہ اصحاب الصفہ کس شان کے لوگ ہیں تم ان کی آنکھوں سے بکثرت آنسو بہتے دیکھو گے اور وہ تم پر درود بھیجیں گے۔

(رسالہ درود شریف منقول از اربعین نمبر ۲ ص۶ مصنفہ مرزا غلام قادیانی صاحب)

وہ لوگ تم پر درود بھیجیں گے جو (اس جماعت میں) مثیل انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہونگے۔

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ درود شریف ص۱۳۷ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔

(رسالہ درود شریف منقول از اربعین نمبر (۲) ص۱۵۰۵ ونبر۳ ص۲۳ و ۲۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سلام علی ابراھیم ترجمہ:۔ ابراہیم پر سلام (یعنی اس عاجز پر)

(اربعین نمبر ۲ ص۱۱ و ۲۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ان الہامات کے کئی مقامات میں اس خاکسار پر خدا تعالےٰ کی طرف سے صلواۃ اور سلام ہے۔

(اربعین نمبر ۲ ص۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

از روئے سنت اسلام و احادیث نبویہ ضروری ہے کہ تصریح سے آپ کی آل کو بھی درود میں شامل کیا جائے اسی طرح بلکہ اس سے بدرجہا بڑھ کر یہ بات ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام پر بھی تصریح سے درود بھیجا جائے اور اس اجمالی درود پر اکتفا نہ کیا جاوے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے وقت آپ کو بھی پہنچ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلواۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلواۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلواۃ و سلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جبکہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا

میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہوگیا ۔

(منقول از اربعین نمبر ۲، ص۶ ، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ پر درود بھیجنے کی یہی صورت نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ پر ملا کر ہی درود بھیجا جائے۔ بلکہ ایسے طور پر آپ پر درود بھیجنا بھی جائز ہے کہ بظاہر اس میں تصریح کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر نہ ہو جیسا کہ یہ جائز ہے کہ جب کسی نبی کا ذکر آئے اور اس موقع پر اس (نبی) پر درود اور سلام بھیجا جائے تو اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کیا جائے ۔

نیز یاد رہے کہ کسی غیر نبی پر اس طرح پر الگ طور پر درود وسلام بھیجنا سنت مسلمین اور سنت اسلام کے خلاف ہے اور یہ بات انبیاء سے مخصوص ہے کہ ان کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ استعمال کئے جائیں ۔

(رسالہ درود شریف ص۱۴۲ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

پیر سراج الحق صاحب نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صف میں حضور کی بائیں طرف کھڑا تھا۔ جب نماز ختم ہوئی تو حضور نے میری ران پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ مجھے اس وقت یہ الہام ہوا ہے "صلے اللہ علیک وعلیٰ محمد" ۔

(رسالہ درود شریف ص۱۴۳ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۵) مرزا صاحب کی وحی والہام (۴)

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا | بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم | از خطاہا ہمیں ست ایمانم

(درثمین صفحہ ۲۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اسکے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مین خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں

(تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۶۴ اشتہار مورخہ ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور

قرآن کریم پر۔

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م) ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونیکے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود دونوں خدا تعالیٰ کے کلام ہیں۔ دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لیے قرآن کو مقدم رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور مسیح موعود سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں۔ وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں۔ کیونکہ حدیث ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نہیں سنی۔

(اخبار الفضل قادیان ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء)

اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م) اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جاء نی ائیل واختار۔ وادار اصبعہ واشار۔ ان وعد اللہ اتی۔
فطوبی لمن وجد ورائ۔

یعنی میرے پاس ائیل آیا (اس جگہ ائیل خدا تعالے نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے حاشیہ) اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"آمد نزد من جبرئیل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود را و اشارہ کرد خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت"

(مواہب الرحمن ص۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) قادیان کا قرآن

اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جناب میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) اور ان کے حاشیہ نشین جب نبوت کی پٹری جما چکے تو اب کتاب کی فکر ہوئی کیونکہ نبی اور کتاب آخر لازم ملزوم چیزیں ہیں گو عارضی طور پر طوطے کی طرح مریدوں کو یہ رٹا بھی دیا گیا تھا کہ حضرت ہارون کو کتاب نہیں دی گئی اور فلاں نبی کو کتاب نہیں دی گئی لیکن اندر سے دل نہیں

ماننا تھا کہ آخر وہ نبی ہی کیا جو کتاب نہیں لایا بلکہ میاں محمود احمد صاحب نے صاف طور پر فرما بھی دیا کہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے اور مرید بھی اب تک بھٹکتے پھرتے تھے ...... وہ عاجز آ کر کبھی براہین احمدیہ کو کتاب قرار دیتے تھے تو کبھی خطبۂ الہامیہ کو اور کبھی البشریٰ کو ...... اس لئے اب کے سالانہ جلسہ پر جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے کتاب کی اہمیت کو جتاتے ہوئے خود قادیان میں حضرت مسیح موعود کے الہامات کو جمع کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی مریدوں کو اس کی تلاوت کے لئے بھی ارشاد فرمایا تاکہ ان کے قلوب طمانیت اور سکینت حاصل کر سکیں۔

اگر حضرت مسیح موعود عین محمد ہیں اور آپ کی بعثت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی بعثت ثانی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود کی وحی بھی عین قرآن ہونی چاہئے اور جو وحی بھی آپ پر نازل ہوئی۔ وہ قرآن جدید ہے۔ اور قرآن کو جو خاتم الکتب کہا گیا تھا تو اس کا مطلب فقط اس قدر مانا جائے گا کہ اس کتاب کی مہر سے آئندہ خدا کی کتابیں یا دوسرے لفظوں میں قرآن کے مزید حصے نازل ہوا کریں گے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ جو مجموعہ میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے الہامات کا اب شائع کرائیں گے۔ اس کا نام بجائے البشریٰ کے قرآن جدید نہ رکھا جائے یا القرآن ہی نام رکھ دیا جائے۔ کیونکہ یہ وہی قرآن ہے جو پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوا ہے۔

اسی لئے جناب میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور یہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ مسیح موعود کی وحی جب عین قرآن ہے جس کا کوئی محمودی انکار نہیں کر سکتا۔ تو پھر اب جو قرآن محمودی حضرات پیش کریں گے۔ ضرور ہے

کہ وہ پرانے قرآن کا جو محمد رسول اللہ صلعم پر نازل ہوا۔ اور نئے قرآن کا جو حضرت مسیح موعود پر یا دوسرے لفظوں میں محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت ثانی میں نازل ہوا۔ دونوں کا مجموعہ ہونا چاہیئے گویا عیسائیوں کی طرح عہدنامہ قدیم کے ساتھ عہدنامہ جدید بھی شامل ہوگا تب یہ قدیم و جدید قرآن مل کر وہ قرآن بنے گا۔ جس کے لیے میاں صاحب فرماتے ہیں کہ وہ یھدی من یشاء والا قرآن ہوگا۔

(اجرائے نبوت کا فتنۂ عظیم از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی مندرجہ پیغام صلح اخبار جماعت لاہور ۱۱ جون ۱۹۳۴ء)

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ قادیانی احباب حضرت مسیح موعود کے الہامات کا مجموعہ شایع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کے لئے مولوی شیر علی صاحب نے اخبار میں اعلان بھی کیا ہے۔ اس بارہ میں اتنی گذارش ہے کہ جیسا کہ اکثر پرانے احباب کو علم ہے کہ حضرت صاحب اپنے الہامات کو اپنی کاپی میں لکھ لیا کرتے تھے اور پھر باہر تشریف لاکر احباب کو بھی سنا دیا کرتے تھے اس طرح آپ کے اکثر الہامات اخبارات سلسلہ میں آپ کی مختلف تالیفات میں اور آپ کے خطوں میں محفوظ ہو گئے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی تشریحات بھی آپ کی تحریروں اور تقریروں سے مل سکتی ہیں باقی اگر کوئی رہ گئے ہوں تو وہ آپ کی کاپیوں اور دیگر کاغذات سے جو غالباً آپ کے فرزندوں کے پاس محفوظ ہونگے مل جائینگے۔ آپ کے الہامات کو چھبیس سال کے بعد زبانی روایات کی بنا پر خصوصاً موجودہ اختلاف سلسلہ کی موجودگی میں شایع کرنا ایک نامناسب اقدام ہے سرمایہ کافی ہو تو آپ کے الہامات و مکاشفات کو بہترین صورت میں شایع کیا جا سکتا ہے ورنہ موجودہ

حالات میں جبکہ مفت خورے بہت ہیں اور قیمتاً لینے والے کم۔ ایسا کام تکمیل کو پہنچنا دشوار ہے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۱۱ رمئی ۱۹۳۴ء)

(۷) قادیانی دین (ج)

اللہ تعالیٰ نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانہ میں نمودار کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو فارسی النسل ہیں اس اہم کام کے لئے منتخب فرمایا اور فرمایا میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ زوروں اور حملوں سے تیری تائید کروں گا اور جو دین تو لے کر آیا ہے اسے تمام دیگر دینوں پر بذریعہ دلائل و براہین غالب کروں گا اور اس کا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھوں گا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ر فروری ۱۹۳۵ء)

(۸) میری اُمت (ج)

(مرزا صاحب نے) فرمایا کہ پہلا مسیح صرف مسیح تھا اس لئے اس کی امت گمراہ ہوگئی اور موسوی سلسلہ کا خاتمہ ہوا۔ اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔ لیکن میں مہدی اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا بروز بھی ہوں۔ اس لئے میری امت کے دو حصے ہوں گے ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور یہ تباہ ہو جائیں گے۔ دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کریں گے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۳ نمبر ۸۰ مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۱۶ء)

(۹) نبی تشریعی یا غیر تشریعی (م)

ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نیا حکم نہیں لایا۔ ورنہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے ہاں بعض نبی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی ہی شریعت دوبارہ لاتے ہیں۔ پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم تشریعی نبی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے۔ پھر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سورج کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے۔ اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اور کوئی نبی نہیں سوائے اس نبی کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کریم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا۔ جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھایا جائے۔ اور اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر قرآن کو بھی دیکھے گا۔ تو اس کے لئے یھدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا۔ بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء)

(م) حضرت میاں (محمود احمد) صاحب نے اربعین کا حوالہ دے کر جو فرمایا ہے کہ "خدا نے دوبارہ بعض احکام قرآن دے کر مسیح موعود کو ایک رنگ

...تشریعی نبی قرار دیا ہے "۔ یہ بھی حضرت صاحب کو صاحب شریعت نبی منوانے کا ایک اشتہار ہے۔

(المہدی نمبر ۴ و ۵۔ صفحہ ۱۴۴ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۰) مرزا صاحب کی شریعت

...یہی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا ... میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور اس میں امر بھی ہے۔ اور نہی بھی۔ اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔

(اربعین نمبر ۴۔ ص ۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا۔ ...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو معیار نجات ٹھہرایا۔ جس کے آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا۔ اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔

(اربعین ۴ صفحہ ۱۵ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) کفر کی توسیع (م)

ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے سوا اور جس قدر محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔

(تریاق القلوب ص ۱۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فرمایا دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو ماننے کا دعویٰ کر کے ان کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ تقویٰ طہارت کو بجا نہ لاوے اور ان احکام کو جو تزکیہ نفس ترک شر

در حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آسکتا اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اس کو سچا مسلمان۔ خدا اور اس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمان بردار کہہ سکیں کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالٰے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآن شریف میں احکام دیئے ہیں۔ اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیش گوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اس کے نہ ماننے والوں اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔

(حجۃ اللہ تقریر لاہور از مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے۔ اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔ اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے۔ اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا۔ اس کو رد کر دیا۔

(تحفۃ الندوہ ص۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری امت میں سے ہی مسیح موعود آئے گا

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس دنیا سے گذر گئے ہیں اور یحییٰ شہید کے پاس دوسرے آسمان میں ان کو دیکھا ہے۔

اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے۔ اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا اب جو شخص خدا اور رسول کے احکام کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں۔

(حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص۱۶۳)

کفر دو قسم پر ہے۔ ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۷۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م) خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر ۴ ص۲۴ منقول از اخبار الفضل مورخہ ۱۵ جنوری ۳۵ء)

(۳) جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں اصل میں وہ بھی ہمارا مکذب ہے۔ اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء)

مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔

(معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص۲۷ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آپ نے (مسیح موعود نے) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے۔ اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد ۶ ص۴ اپریل ۱۹۱۱ء)

کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں

(آئینہ صداقت ص۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

لکھنؤ میں ہم (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔

یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔

(انوار خلافت ص۹۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے .... کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں بتائیے یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لانفرق بین احد من رسلہ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔

(تیغ المصلی مجموعہ فتاوی احمدیہ ص۲۷۴)

(۴) ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

قطع دابر القوم الذین لایومنون یعنی جو قوم مرزا صاحب پر ایمان نہ لاوے گی اس کی جڑ بنیاد کاٹ دی جاوے گی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا الہام مندرجہ اخبار بدر قادیان ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء)

(۱۲) نماز کی ممانعت

صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے۔ اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہارا

مانگنی اور رو رو کے مانگنا تو خدا کے لئے ہے۔ تم اگر ان میں ملے جارہے ہو تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے۔ وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۱۰ ر اگست ۱۹۰۱ء منقول از کتاب منظور الٰہی ص۲۶۵ مولفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔

(انوار خلافت ص۹۰ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔

(اربعین ص۳۴ نمبر۳ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مرجائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے

بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جوان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔
اصل بات یہ ہے کہ جہاں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے
بچہ کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ
بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ پھر میں کہتا ہوں۔ بچہ گنہگار نہیں ہوتا اس کو جنازہ
کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پسماندگان کے لئے
اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے
بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب
کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا
ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے۔ اس کو ممکن ہے خدا تعالیٰ کوئی سزا نہ دے
لیکن شریعت کا فتویٰ ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے اس لئے ہمیں
اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیئے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔

(انوار خلافت صہ ۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہوا ہو
اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا
کرے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی
حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی۔
اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

(اخبار الفضل قادیان ۶ مئی ۱۹۱۵ء)

(۱۳) دکھاوے کی نماز

۱۹۱۲ء میں میں مع سید عبدالحی صاحب عرب مصر سے ہوتے ہوئے حج

کو گیا۔ قادیان سے میرے نانا صاحب میر ناصر نواب بھی براہ راست حج کو گئے۔ جدہ میں ہم مل گئے اور مکہ مکرمہ اکھٹے گئے پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آگیا۔ میں ہٹنے لگا۔ مگر راستے رک گئے تھے۔ نماز شروع ہو گئی تھی۔ نانا صاحب جناب میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین صاحب) کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اس پر میں نے نماز شروع کر دی۔ پھر اسی جگہ ہمیں عشاء کا وقت آگیا وہ نماز بھی ادا کی۔ گھر جا کر میں نے عبدالحی صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی اب آؤ خدا تعالےٰ کی نماز پڑھ لیں جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی اور ہم نے وہ دونو نمازیں دُہرالیں۔

اور بیس دن کے قریب جو ہم وہاں رہے یا گھر پر نماز پڑھتے رہے یا مسجد کعبہ میں الگ اپنی جماعت کرا کے۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ گو مسجد کعبہ میں چاروں مذہبوں کے سوا دوسروں کو الگ جماعت کی عام طور پر اجازت نہیں مگر ہمیں کسی نے کچھ نہیں کہا بلکہ پیچھے رہے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل جانے سے بعض دفعہ اچھی خاصی جماعت ہو جاتی تھی (کسی کو کیا معلوم کہ آپ مسلمانوں سے جدا ہو کر قادیانی نماز پڑھتے تھے بڑی جماعت کے بعد عام طور پر نماز کا سلسلہ جاری رہتا ہے خواہ فرداً فرداً خواہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ساتھ تاہم قادیانی صاحبان اس کو بڑا فضل سمجھتے ہیں کہ وہاں کسی کو ان کا پتہ نہ لگا۔ (للمولف)

چونکہ جناب نانا صاحب کو خیال تھا کہ ان کے اس فعل سے (یعنی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے) کوئی فتنہ ہوگا انہوں نے قادیان آکر حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے یہ سوال پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ....

ایک صاحب حکیم محمد عمر نے یہ ذکر حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ ہماری یہ اجازت تو ان لوگوں کے لئے ہے جو ڈرتے ہیں اور جن کے ابتلاء کا ڈر ہے وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر کسی جگہ گھر گئے ہوں تو غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھ لیں اور پھر آکر دہرا لیں۔ سو الحمدللہ کہ میرا فعل جس طرح حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کے مطابق ہوا اسی طرح خلیفہ وقت کے منشاء کے ماتحت ہوا مکہ معظمہ تو کیا کہنا بعض سربرآوردہ قادیانی صاحبان کے متعلق تو معتبر روایت ہے کہ کوئی موقع پیش آئے تو وہ مکہ مسجد (حیدر آباد) میں بھی مسلمانوں کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ واقعی خلیفۃ المسیح کا فتوے بہت ضروری اور کار آمد ہے۔ للمولف۔

(آئینہ صداقت صہ ۹۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۴) حج باطل

مکرمی حضرت ابوبکر یوسف جمال جدہ کے ایک مشہور تاجر اور ہماری جماعت کے ایک مخلص بزرگ ہیں وہ آج کل قادیان میں آئے ہوئے ہیں انہوں نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب مفتی جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک استفتا پیش کیا اب وہ استفتا مع فتویٰ جناب مفتی صاحب بغرض اشاعت بھیجتے ہیں امید ہے کہ احباب کے علم میں اس سے اضافہ ہوگا۔ عرفانی۔

سوال :۔ ایک مسلمان نے حج فرض ادا کر لیا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ پھر دوبارہ حج کرنے کے لئے احرام باندھتا ہے یعنی بعد بیعت کے۔ یہ دوبارہ حج کی نیت حج نفل کی کرے یا حج فرض کی۔

الجواب :۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے پہلے جس نے حج فرض ادا کیا اس کا فرض ادا ہوگیا اور اس شخص کے احمدی

ہونے کے بعد اس پر حج فرض لازم نہیں آتا کیونکہ وہ ادا کر چکا ہے اور سید نا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے بعد ایک وہ ابتدائی زمانہ ہے کہ جس میں نہ تو دعوے کی پوری اشاعت ہوتی ہے اور نہ اپنے ملک کے لوگوں پر اتمام حجت ہوا ہے اور وہی زمانہ ہے کہ جس میں حضور نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کو کافر قرار دیا ہے تو اگر کسی نے اس ابتدائی زمانہ میں حج فرض ادا کیا ہے تو اس کا بھی حج فرض ادا ہو گیا لیکن جس نے اس زمانہ میں حج فرض ادا کیا ہو کہ آپ کا دعویٰ پوری طرح شایع ہو چکا۔ اور ملک کے لوگوں پر عموماً اتمام حجت کر دیا گیا اور حضور نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرما دیا تو پھر اس کا حج فرض ادا نہیں ہوا لہٰذا احمدی ہونے کے بعد بھی اس کی حالت ایسی ہو گی جس وجہ سے حج فرض ہوتا ہے تو اس کو حج فرض ادا کرنا چاہیے کیونکہ اس نے جو پہلے حج کیا ہے وہ ادا نہیں ہوا۔

(اخبار الحکم قادیان ۷ مئی ۱۹۳۴ء)

(۱۵) قطع تعلق (م)

یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔

(۱) ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۶ نمبر ۸

حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریاں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔

(انوار خلافت ص۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۲) چونکہ مندرجہ ذیل اصحاب نے اپنی اپنی لڑکیوں کے رشتے غیر احمدیوں کو دے دئے ہیں اس لئے ان کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری سے جماعت سے خارج کیا جاتا ہے اور وہاں کی جماعت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ان سے قطع تعلق رکھیں۔

(۱) چودھری محمد الدین صاحب ولد مراد قوم ارائیں سکنہ سید والہ ضلع شیخوپورہ۔

(۲) چودھری جھنڈا صاحب ولد چودھری جلال الدین صاحب ساکنان چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ۔

(۳) میاں جیون صاحب علاقہ آنبہ ضلع شیخوپورہ۔

(۴) میاں غلام نبی صاحب سکنہ چک نمبر ۱۱ ضلع شیخوپورہ۔

(۵) چودھری علی بخش صاحب ملونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور

ناظر امور عامہ قادیان۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۳۲ء)

(۱۶) نبوت کے دعوے کی سرگزشت (م)

(م) اور چونکہ "ایک غلطی کا ازالہ" (اشتہار) ۱۹۰۱ء میں شایع ہوا ہے۔ جس میں آپ (یعنی مرزا صاحب) نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے۔ جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے .... پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنا غلط ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ صـ۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(م) اس عقیدے کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ) سے معلوم ہوتا ہے جو پہلا تحریری ثبوت ہے ورنہ مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۰ء سے اس خیال کا اظہار شروع ہو گیا تھا۔ گو پورے زور اور صفائی سے نہ تھا چنانچہ اسی سال میں مولوی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت مسیح موعود کو مرسل الٰہی ثابت کیا اور لا نفرق بین احد من رسلہ والی آیت کو آپ پر چسپاں کیا اور حضرت مسیح موعود نے اس خطبہ کو پسند فرمایا۔ اور یہ خطبہ اسی سال کے اخبار الحکم میں چھپ چکا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے پورا فیصلہ اس عقیدہ کا ۱۹۰۰ء میں ہوا ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ صـ۱۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(م) ۱۷/اگست ۱۹۰۰ء کے خطبہ جمعہ کی نسبت جو مولوی عبدالکریم صاحب نے

پڑھا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۲ نمبر ۳ منقول از منظور الٰہی صفحہ ۲۱۴ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۳) ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کسی شخص نے مجلس میں ذکر کیا۔ نبی بخش بٹالوی کہتا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب اپنے خطبوں میں مرزا صاحب کے متعلق بہت غلو کرتے ہیں اور انہی پر مرزا صاحب نے یہ سمجھ لیا کہ ان کا درجہ بڑا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا اور براہین احمدیہ کے زمانہ میں مولوی عبدالکریم صاحب کہاں تھے اس میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اور انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ اور تیرا مخالف جہنم میں گرے گا وغیرہ۔ مولوی عبدالکریم صاحب اس کے مقابل کیا کہہ سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۳۴ منقول از منظور الٰہی صفحہ ۱۱۳ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۴) یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا ہے۔ ان پر چند لوگ اس وقت ایمان لائے۔ جب آپ کا ساتھ دینا ہلاکت تھا۔ ایسے ہی لوگ ابوبکرؓ، عمرؓ عثمانؓ و علیؓ کے مثیل تھے........ پہلے آنے والے لوگوں میں سے ایک سید قاضی امیر حسین صاحب بھی تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس وقت جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی الفاظ نبی اور محدث وغیرہ کی تشریح کر رہے تھے کہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں۔ دوسرے لوگوں سے بھی اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے بھی کہتے تھے ۔

(اخبار الفضل قادیان ۔ مورخہ ۴؍جولائی ۱۹۲۴ء)

(م) بار بار کی وحی نے آپ کی توجہ کو اس طرف پھیر دیا کہ ۲۳ سال سے جو مجھ کو نبی کہا جا رہا ہے تو یہ محدث کا دوسرا نام نہیں ۔ بلکہ اس سے نبی ہی مراد ہے ۔ اور یہ زمانہ تریاق القلوب کے بعد کا زمانہ ہے ۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(م) ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور بعد میں آپ نے جب خدا تعالیٰ کی متواتر وحی پر غور فرمایا اور قرآن کریم کو دیکھا تو اس سے نبی کی تعریف اور معلوم ہوئی ۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود چونکہ ابتداءً نبی کی تعریف یہ خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبی ہو اس لئے باوجود اس کے کہ وہ شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں آپ میں پائی جاتی تھیں آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے ۔ بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے ۔ اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ جو کیفیت اپنے دعویٰ کی آپ شروع دعویٰ سے بیان کرتے چلے آئے ہیں وہ کیفیت نبوت ہے نہ کہ کیفیت محدثیت تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اور جس شخص نے آپ

کے نبی ہونے سے انکار کیا تھا اس کو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

مگر افسوس ہے جناب میاں صاحب کے اس اعلان کے مطابق حضرت مسیح موعود کی یہ کم علمی اور نادانی ایسی نادانی کے ذیل میں آتی ہے جسے تو بہ توبہ نقل کفر کفر نباشد۔ نعوذ باللہ جہل مرکب کہتے ہیں کہ باوجود اس بات کے کہ آپ نبی کی تعریف تو نہ جانتے تھے مگر حالت یہ تھی کہ جہاں کسی نے آپ (یعنی مرزا صاحب) کی طرف دعاوی نبوت منسوب کیا اور آپ لگے مدعی نبوت پر لعنتیں کرنے۔ جو شخص ایک بات کو نہیں جانتا اور پھر اس کے علم پر اس قدر اصرار کرے کہ لعنتوں اور مباہلوں پر اتر آئے۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں جہل مرکب کا وارث کون ہو سکتا ہے؟ خود نبی ہیں اور خبر سے پتہ نہیں کہ میں نبی ہوں اور باوجود اس لاعلمی اور جہل کے آپ مدعی نبوت پر یا دوسرے لفظوں میں خود اپنے آپ پر لعنتیں بھیجنے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔

یہ بھونڈی اور قابل شرم تصویر جو جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کھینچی ہے کیا اس قابل ہے کہ کسی عقلمند آدمی کے سامنے پیش کی جا سکے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۲۷۔ اپریل ۱۹۲۴ء)

اب اس عبارت پر غور کرو کہ میاں (محمود احمد) صاحب اس دعوی کرنے والے کو کس قسم کا آدمی بتاتے ہیں۔ بارہ برس سے ایک دعوی کر رہا ہے۔ ایک عقیدہ پیش کر رہا ہے۔ شب و روز اسی کے دلائل دے رہا ہے۔ اسی عقیدہ کی بنا پر مخالفوں کو مباہلہ کے لئے بلا رہا ہے۔ حالانکہ میاں صاحب کے نزدیک صحیح وہ تھا جو مخالف کہتے تھے۔ بارہ سال کے بعد پھر کچھ اور سوجھتا ہے۔ اور دو

سال اسی فکر میں لگا دیتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرے یا نہ کرے....... حتیٰ کہ ایک مرید اپنے ایک خطبہ میں اسے رسول ثابت کر دیتا ہے۔ اور اس سے اس کو ذرا قوت ملتی ہے کہ اب مرید مجھے رسول بنانے لگے۔ اب خطرہ کی کیا بات باقی رہ گئی۔ شک تو نعوذ باللہ من ذالک یہی تھا کہ رسالت کا دعویٰ کردوں تو شاید مرید نہ بھاگ جائیں۔ اب جب یہ خود ہی ایسے بیوقوف بن گئے ہیں۔ تو چلو اب رسالت کا دعویٰ کر دو۔ تب دعویٰ رسالت ہوتا ہے۔ گویا میاں صاحب کے نزدیک پیراں نمی پرند مریداں می پرانند کے علاوہ چالبازی کا بھی کمال ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون.........

آخر آپ مرزا صاحب کا کیا کیریکٹر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ نبی تو آپ جب بنائیں گے دیکھا جائے گا پہلے ایک متین کیریکٹر کا انسان تو رہنے دیجئے.........

اب میاں صاحب ہی انصاف کریں کہ یہ کیا نبی ہے نبوت سے پہلے تو اخلاق کی ضرورت ہے۔ دوسرے مجددین کی وہ ہتک کی گئی کہ مرزا صاحب کے مقابل ان کو عوام الناس کی طرح ٹھہرایا گیا اور مرزا صاحب کی اپنی یہ عزت ہو رہی ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک انہیں چالباز ٹھہرایا جا رہا ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسلام کا باقی کیا رہ گیا.............

(النبوۃ فی الاسلام صد ۱۹۳ مصنفہ محمد علی صاحب قادیانی۔ امیر جماعت لاہور)

(۴) بھلا ایک شخص مرزا صاحب کو کب مسیح موعود قبول کر سکتا ہے اگر اسے کہا جائے کہ وہ اپنے دعوے سے ہی اٹھارہ سال تک بے خبر رہے اور قرآن و حدیث و اقوال علمائے سلف سے غلط دلائل دیتے چلے گئے اور پھر جب اٹھارہ سال بعد ایک مرید نے تبلا دیا کہ آپ تو نبی ہیں تو پھر ہوش آیا اور ایک گہری سوچ میں پڑ گئے۔ مگر پھر بھی اپنی غلطی کا تو اعتراف نہیں

کیا بلکہ نہایت ہوشیاری سے ایک مرید کو ڈانٹنا شروع کیا کہ تمہیں ہمارے دعوے کی خبر نہیں۔ تم نے ہماری کتابوں کو نہیں پڑھا تمہیں ہمیں نبی سمجھنا چاہیئے تھا۔ خواہ ہمیں خبر تھی یا نہ تھی اور اگر ہم نے اپنی پہلی کتابوں میں نبوت سے انکار کیا ہے تو کثرت مکالمہ مخاطبہ سے تو انکار نہیں کیا۔ اگر ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ ہی حقیقی نبوت ہے کیوں کہ ہمیں تو خدا غلط حکم اور غلط علم دیتا چلا گیا تمہیں تو الہام نہیں ہوتا تھا۔ تم اپنی فراست سے سمجھ لیتے کہ یہ شخص قرآن کریم و احادیث کا علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی نبوت سے منکر ہے ورنہ اسے کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۵ نمبر ۷ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۱۶ء)

حضرت اقدس کی دو حیثیتیں الگ الگ ہیں۔ ایک امتی کی۔ دوسری نبی کی امتی کی حیثیت ابتدائی ہے۔ اور نبی کی شان انتہائی حضرت صاحب نے امتی بن کر جو زمانہ گذارا ہے۔ غلام احمد اور مریم بن کر گذارا ہے۔ اس سے ترقی پاکر آپ غلام احمد سے احمد اور مریم سے ابن مریم بنے ہیں۔ جس زمانہ میں آپ غلام احمد تھے۔ اس وقت احمد نہ تھے اور جب آپ مریم تھے۔ تب تک ابن مریم نہ تھے۔ ایسا ہی جب آپ احمد بن گئے تو غلام احمد نہ رہے اور جب آپ ابن مریم بن گئے تب آپ مریم نہ رہے۔ یہ ایک دقیق نکتہ ہے جو خدا نے مجھے سمجھایا ہے۔

(ازہاق الباطل ص ۳ مولفہ قاسم علی صاحب قادیانی)

پس امتی کے درجہ سے ترقی پاکر نبی بن جانے پر بھی آپ کو نبی نہ کہنا یا مریم سے ابن مریم ہو جانے پر بھی عیسیٰ نہ کہنا یا غلام احمد سے احمد بن جانے پر بھی احمد نہ کہنا۔ ایسا ہے جیسے کسی پٹواری کو ڈپٹی کلکٹر ہو جانے پر پٹواری

لغوی ڈپٹی کلکٹر کہنا جو در اصل اب اس کی توہین اور گستاخی ہے۔

(اذہاق الباطل ص۲۴ مولفہ قاسم علی صاحب قادیانی)

خدا تعالےٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا۔ اور کہیں بروزی اور ظلی نبی نہ کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے اور آپ (مرزا صاحب) کی تحریریں جن میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے اور جزو نبوت کی شان ہے انکو ان الہامات کے ماتحت کریں گے۔

(اخبار الحکم قادیان ۲۱ اپریل ۱۹۱۴ء)

ہم جیسے خدا تعالیٰ کی دوسری وحیوں میں حضرت اسمٰعیل حضرت عیسیٰ حضرت ادریس علیہم السلام کو نبی پڑھتے ہیں۔ ایسے خدا کی آخری وحی میں مسیح موعود کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ کوئی لغوی یا ظلی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے کہ اپنے آپ کو خود بخود ایک مجرم فرض کرکے اپنی بریت کا ثبوت ہم دیتے ہیں۔ ایسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر کیونکہ ہم چشم دید گواہ ہیں۔ مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان ۲۶ نومبر ۱۹۱۳ء)

(۱) ہم بغیر کسی فرق کے بہ لحاظ نبوت انہیں (مرزا غلام احمد صاحب کو) ایسا ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔

(۲) جس بات نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بنایا۔ وہی بات اس میں (مرزا غلام احمد صاحب میں) ہمارے نزدیک موجود تھی۔

(۳) آپ نے اس کو (مرزا غلام احمد صاحب کو) نہیں پہچانا مگر ہم نے تو اسے

دیکھنے کی آنکھوں سے دیکھا جو یقیناً سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالا قدسیہ کا جامع ہے اور مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق ہے۔

(۴) اس کے (مرزا غلام احمد صاحب کے) اقوال و تصانیف کا ایک ایک لفظ ہمارے لئے ایسا ہی حجت قوی اور قیمتی ہے جیسے کسی اور نبی کا۔

(۵) جب ایک ایسے شخص کی بھی تعظیم کی جاتی ہے جو دو چار خادم رکھتا ہو۔ کوئی مہذب آدمی پسند نہیں کرتا کہ ایک معمولی وجاہت کے انسان کو بھی برا کہے اور اس کی توہین کرے تو آپ کے لئے یہ کیونکر جائز ہوگا کہ اس خدا کے برگزیدہ جاہ و جلال کے نبی عظیم الشان نبی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار (انبیاء) کی شان رکھنے والے نبی انت منی وانا منک ظہورک ظہوری۔ کے مخاطب نبی کو کھلے کھلے الفاظ میں گالیاں دیں۔

(اخبار الفضل قادیان۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۱۷) دس نبی اور ایک بندے کا انتخاب

خدا کے راستباز نبی رامچندر پر سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی کرشن پر سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی بدھ پر سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی زرتشت پر سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی کنفیوشس پر سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی ابراہیم پر سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی موسےٰ پر سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی مسیح پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی محمد صلعم پر سلامتی ہو۔
خدا کے راست باز نبی احمد پر سلامتی ہو۔
خدا کے راست باز بندہ بابا نانک پر سلامتی ہو۔
(چوہدری ظفر اللہ خان صاحب قادیانی بیرسٹر کا ٹریکٹ جو مارچ ۱۹۳۳ء میں بتقریب یوم التبلیغ شایع ہوا)

(۱۸) معترضین کو دھمکی

اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کی رو سے ان کو اسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں۔

(اعجاز احمدی ص۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گزشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کا ایمان آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں کیونکہ خدا تعالےٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو۔ اور کوئی اعتراض ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فصل پنجم

فضیلت کی تفصیل

(۱) اُمّت محمدی کے تمام اولیاء پر فضیلت (م)

اسلام میں اگرچہ ہزارہا ولی اور اہل اللہ گزرے ہیں۔ مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا۔ وہ موعود تھا۔ (یعنی خود مرزا صاحب)۔

(تذکرۃ الشہادتین ص۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ جیسا کہ ہمارے سیّد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیا ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا۔ اور میرے عہد پر ہوگا۔

(خطبہ الہامیہ ص۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اور اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔

ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرما دیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ .... اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بلکہ میرا ایمان تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا فدائی اور ایسا مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

چنانچہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ارشاد کی رو سے آپ کی امت کے مجددین میں سے ہر ایک مجدد کسی نہ کسی نبی کے کمالات کا وارث ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ السلام جو مجدد اعظم ہیں جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان کے ساتھ سب انبیاء کے کمالات کے مجموعی طور پر وارث بنائے گئے بلکہ اس لحاظ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آل ابراہیم سے ہیں مسیح موعود آل محمد میں سے ہونے کی وجہ سے کما صلیت اور کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم کے الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور برکات کے بھی ظلی طور پر کامل وارث ہوئے۔

(تتمہ رسالہ درود شریف ص۱۲ مولفہ غلام رسول صاحب قادیانی)

(۲) حضرت مرزا صاحب جمیع اہل بیت طیبین و طاہرین کہ اس میں دیگر اولیاء اللہ و مجددین امت بھی شامل ہیں اُن سب کے کمالات اپنے اندر لے کر اُن سے بڑھ گئے اور جو کچھ کہ ان میں متفرق طور پر تھا جب آپ میں مجموعی طور پر آگیا تو آپ نبی بن گئے۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ ع ۱۰۷ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۱۶ء)

(۳) حضرت امام حسین علیہ السلام پر فضیلت (م)

(م) امام حسینؓ پر فضیلت کے بارے میں فرمایا کہ ان پر میری فضیلت سن کر یوں ہی غصہ میں آجاتے ہیں۔ قرآن کریم نے کہاں امام حسینؓ کا نام لیا ہے زید کا ہی نام لیا ہے اگر ایسی ہی بات تھی تو چاہیے تھا کہ امام حسینؓ کا نام بھی لے دیا جاتا اور پھر مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ کہہ کر اور بھی ابوت کا خاتمہ کر دیا اگر الا حسین اس آیت کے ساتھ کہہ دیا جاتا تو شیعہ کا ہاتھ کہیں تو پڑ جاتا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ط ۱۹۲۱ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے برخلاف ہے جیسا کہ آیۃ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ سے سمجھا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے عورتوں میں سے تو نہیں تھے۔ حق تو یہ ہے کہ اس آیۃ نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے۔

غرض حسین کو نبیوں پر فضیلت دینا بیہودہ خیال ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔ پس بلا وجہ ان کو تمام انبیاء کا سردار بنا دینا خدا کے

پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اُس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے...... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے۔ اور جامع کمالات متفرقہ ہے پھر اگر در حقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہیئے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے۔ اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔

(نزول المسیح ص۴۵ تا ص۵۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے (یعنی مرزا صاحب نے) امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں (بیشک) سمجھا اور میرا خدا عنقریب ظاہر کردیگا۔" ص۵۱

"اور بخدا اُسے (یعنی حضرت امام حسین ؑ کو) مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو۔" (ص۸۲)

"اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔" ص۸۱

"مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔" ص۶۹

"مگر حسین (کو دیکھو تو) تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔" ص۶۹

"اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنار عاطفت میں ہوں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں بچایا جاتا ہوں۔" ص۶۹

"اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آئیں پس بخدا میں بچایا

جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔" ص۶۹

"تم نے اُس کشتہ (حسین) سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مرگیا پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نومید کیا وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے" ص۸۱

"کیا تو اس (حسین) کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا اے مبالغہ کرنے والو" ص۶۹

"اور میرا انعام یہ ہے کہ میرا خدا عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے" ص۶۹

"اور مجھے جناب الٰہی میں جو میرا خالق ہے ایک عزت ہے پس خوشی ہو اس قوم کے لئے جنہوں نے میری اطاعت کی اور مجھے اختیار کیا" ص۷۰

(اعجاز احمدی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا صاحب) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے" ۵

کربلائیست سیر ہر آنم   صد حسین است در گریبانم

(درثمین ص۲۸۷ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر میں ساتھ اپنے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے۔ جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں۔ (دافع البلاء ص۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"تو مجھے گالی دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھے گالیاں دیتا ہے کیا امام حسین کے سبب سے تجھے رنج پہنچا پس تو برافروختہ ہوا۔" (اعجاز احمدی ص۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) حضرت امام حسنؑ کی ناشکری (ج)

سالانہ جلسہ (قادیان) کے موقع پر مرزا (محمود احمد) صاحب خلیفہ قادیان نے فرمایا کہ میں اتفاق کی خاطر اس خلافت سے دستکش ہو جاتا مگر میرے سامنے حضرت امام حسن صاحب کا ایک واقعہ ہے کہ جب انہوں نے خدا کی دی ہوئی نعمت سلطنت کو ترک کر کے امیر معاویہ کے سپرد کر دیا تو انہی ناشکری کے طفیل خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیئے انکے خاندان سے سلطنت چھین لی یہ ہی وجہ ہے کہ پھر آج تک ان کے خاندان میں کوئی بھی بادشاہ نہ ہوا۔

(المہدی عـ۲ و ۳ـ صـ۲۴ـ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۴) زندہ اور مردہ علیؑ

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

(اخبار الحکم قادیان نومبر ۱۹۱۲ء ملفوظات احمدیہ جلد اول صـ۱۳۱ـ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

(۵) مردے (ج)

۱۴ مئی ۱۹۰۶ء۔ شام کے وقت سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ کیا مردوں سے استعانت مانگنی جائز ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا" بات یہ ہے کہ مردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیف الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زندوں سے دور بھاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوشع کی زندگی میں لوگ اُن کی نبوت کا انکار کرتے رہے۔ اور جس روز انتقال

کرگئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی مردوں کے پاس جانے کی ہدایت نہیں فرمائی۔ بلکہ کونوا مع الصادقین کا حکم دیکر زندوں کی صحبت میں رہنے کا حکم دیا یہ ہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ منظور الٰہی صـ۲ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۶) حضرت ابوبکر صدیقؓ پر فضیلت

صدیق یعنی بہت ہی سچ بولنے والا انسان شہید سے اوپر ہوتا ہے اور اپنے قول کی تائید اپنے عمل سے کرتا ہے۔ اور اس کی فطرت نبیوں کی سی فطرت ہوتی ہے۔ اور اس کے کام نبیوں کے سے کام ہوتے ہیں۔ لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجۂ نبوت کے پانے سے روکا جاتا ہے ورنہ اسی حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو ہی جائے۔ بلکہ جزوی نبوت اُسے مل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے تجدید دینی کا کام لیتا ہے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی جو صدیق تھے۔ تجدید کا کام کرنا پڑا۔ ... اور یہ محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے اور یہ درجہ امت محمدیہ میں سیکڑوں لوگوں نے !!

(حقیقۃ النبوۃ صـ۲۱۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے۔ تو اُنھوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے

(معیار الاخیار اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم صـ۳۰)

(۷) ابوبکرؓ و عمرؓ (ج)

مجھے اہلبیت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص محبت اور عاشقانہ تعلق تھا مجھے اس وقت بھی تمام خاندان مسیح موعود کے ساتھ دلی ارادت ہے اور میں اُن سب کی

کفش برداری اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ مجھے اس خاندان کے طفیل سے بڑے بڑے نفع ہوئے ہیں میں اُن کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ میرے ایک محب تھے جو اس وقت مولوی فاضل بھی ہیں اور اہل بیت مسیح موعود کے خاص رکن رکین ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک دفعہ فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اتنی پیشگوئیاں نہیں جتنی کہ مسیح موعود کی ہیں۔ پھر انہوں نے ایک اور بھی ایسا ہی دکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابوبکر و عمر کیا تھے۔ وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔ ان فقروں نے مجھے ایسا دکھ دیا اور ان کے سننے سے مجھے ایسی تکلیف ہوئی کہ میری نظر میں جو توقیر اور عزت اہلبیت مسیح موعود میں سے ہونے کی اُن کی ہوتی تھی وہ سب جاتی رہی۔

(المہدی ع۲و۳ ص۵۷ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی فریق لاہوری)

(۸) تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت تام

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ... من بعرفان نہ کمترم نہ کسے

آنچہ داد است ہر نبی را جام ... داد آں جام را مرا بہ تمام

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں ... ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

(درثمین ص۲۸۷ و ۲۸۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ بات ظاہر ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے۔ ان کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جائیں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے ہیں بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوئے تھے۔ کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو

پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا۔ اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا۔ (کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

اس کے (یعنی آنحضرت صلعم کے) شاگردوں میں علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا بھی درجہ پایا۔ اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا۔ بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۲۵۷ مصنفہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس مسیح موعود کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں۔ بلکہ خدا کی قسم اس نبوت نے جہاں آقا کے درجہ کو بلند کیا وہاں غلام کو بھی اس مقام پر کھڑا کر دیا جس تک انبیاء بنی اسرائیل کی پہنچ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے۔ اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچا دے۔ (کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

پس اب کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لا نفرق بین احد من رسلہ داؤد اور سلیمان اور زکریا و یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں۔ وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جائے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا تھا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔

(الفضل قادیان ۲۹۔ اپریل ۱۹۲۷ء)

(۴) انبیاء کے کمالات کے سلسلہ میں (مرزا صاحب نے) فرمایا کہ:۔

کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب کے سب حضرت رسول کریم میں ان سب سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت

رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح اود، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔

...... پہلے تمام انبیاء ظل تھے حضرت نبی کریم کی خاص خاص صفات کے اور اب ہم ان تمام صفات میں حضرت نبی کریمؐ کے ظل ہیں......... نبی کریم نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے لیکن حضرت نبی کریم کے پاس کروڑوں روپئے ہوگئے اور آپ سب سے بڑھکر دولتمند ہوگئے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۴۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

واتانی مالم یؤت احد من العالمین۔ مجھ کو وہ چیز دی گئی ہے کہ دنیا و آخرت میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں دی گئی۔

(استفتا ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹) حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت (م)

اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر کے انہیں تمام ذی روح انس و جن پر سردار۔ حاکم اور امیر بنایا جیسا کہ آیت اسجدوا لآدم سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر شیطان نے انہیں بہکایا اور جنتوں سے نکلوا دیا اور حکومت اس اژدہے کی طرف لوٹائی گئی۔ اس جنگ وجدال میں آدم کو ذلت و رسوائی نصیب ہوئی اور جنگ کبھی اس رُخ اور کبھی اُس رُخ ہوتی ہے اور رحمٰن کے ان پرہیزگاروں کے لئے نیک انجام ہے اس لئے اللہ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دے۔ اور یہ وعدہ قرآن میں لکھا ہوا تھا۔

(ما الفرق فی آدم و مسیح موعود خطبۂ الہامیہ ص
حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م) آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف

اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح اسم اس لئے آیا کہ ان کو دار فنا کی طرف لوٹائے۔ اور ان میں سے اختلاف و مخاصمت۔ تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے اور انہیں اتحاد و محویت۔ نفی غیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے اور مسیح اللہ کے اس اسم کا مظہر ہے جو خاتم سلسلہ مخلوقات ہے یعنی آخر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول ھو الآخر میں اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ کائنات کے آخر ہونے کی نشانی ہے۔

(ما الفرق فی آدم و مسیح موعود ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت

اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں۔ وہ اس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) حضرت یحییٰ علیہ السلام پر فضیلت (ج)

حضرت یحییٰ کو صرف ایک نبی کا نام دیا گیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جن کے لئے حضرت یحییٰ ایک دلیل کے طور پر ہیں تمام گزشتہ انبیاء کے نام دیئے گئے۔

(اخبار الفضل ۱۶- جون ۱۹۱۶ء)

(۱۲) حضرت عیسیٰؑ پر فضیلت

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔

(تریاق القلوب ص۱۵۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبیؐ کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں۔ یہ کفر ہے میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے کہ اس آیۃ کے کیا معنے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔

(چشمۂ مسیحی ص۱۶ و ۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل و اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی۔ اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے۔ جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی وھذا التحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر ...... انسانی مراتب پردہ غیب میں ہیں اس بات میں بگڑنا اور منہ بنانا اچھا نہیں۔ کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں۔ وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پھر جب کہ خدا نے اور اُس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اُس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بہ منبرم

(ازالۃ الاوہام ص۱۵۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۳) خدا مرزا مسیح (ج)

ہاں آپ کا (مرزا صاحب کا) یہ مذہب ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اس ناپاک، الزام سے بری ہے۔ اس نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ میں اسے اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کا فضل مجھ پر اس سے بہت ہی زیادہ ہے اور وہ کام جو میرے سپرد کیا گیا ہے اس کے کام سے بہت ہی بڑھ کر ہے تاہم میں اس کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ اور میں نے اسے بارہا دیکھا ہے چنانچہ ایک بار میں نے اور حضرت مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔ اس لئے میں اور وہ ایک ہی جوہر کے

دو ٹکڑے ہیں غرض اس طرح حضرت (مرزا صاحب) نے بہ لحاظ اپنے کام اور ماموریت کے اور خدا تعالیٰ کے ان فضلوں اور احسانوں کے جو آپ کے شامل حال ہیں تحدیث بالنعمۃ اور تبلیغ کے طور پر ذکر فرمایا اور یہاں تک لکھ دیا کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۹۹ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۴۷) انبیاء کی ہتک

تم کہتے ہو میں نے حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کی ہتک کی ہے۔ یاد رکھو میرا مقصد یہ ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کروں اول تو یہ ہے ہی غلط کہ میں کسی نبیؑ کی ہتک کرتا ہوں ہم سب کی عزت کرتے ہیں لیکن اگر ایسا کرنے میں کسی کی ہتک ہوتی ہے تو بیشک ہو۔ میں نے جو دعوے کئے وہ اپنی عظمت وشان کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی کے اظہار کے لئے کئے ہیں مجھے خدا کے بعد بس وہی پیارا ہے لیکن اگر تم اسے کفر سمجھتے ہو تو مجھ جیسا کافر تم کو دنیا میں نہیں ملے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع میں میں بھی کہتا ہوں کہ مخالف لاکھ چلائیں کہ فلاں بات سے حضرت عیسیٰ کی ہتک ہوتی ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ یا کسی اور کی ہتک ہوتی ہو تو ہمیں ہرگز اس کی پروا نہیں ہوگی بیشک آپ لوگ ہمیں سنگسار کریں یا قتل کریں۔ آپ کی دھمکیاں اور ظلم ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کے دوبارہ قائم کرنے سے نہیں روک سکتے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر لائل پور مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۴ء)

(۱۵) مرزا صاحب کا خُلق

انک لعلیٰ خُلق عظیم راقم مضمون ہذا سردار مصباح الدین احمد صاحب قادیانی کے ذوق کے مطابق حضرت اقدس (مرزا صاحب) کے عظیم الشان معجزات میں سے ایک معجزہ حضور کے اخلاق کا بھی ہے جس بلند پایہ اخلاق کا آپ سے ظہور ہوا اس کی مثال سوائے آپ کے متبوع و مقتدیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے دنیا کے کسی انسان کی زندگی میں نہیں ملتی۔

(ذکر حبیب از سردار مصباح الدین احمد صاحب قادیانی مندرجہ الحکم قادیان خاص نمبر ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء)

(۱۶) محمد رسول اللہ مرزا صاحب (ج)

مسیح موعود کی جماعت "وآخرین منہم" کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت کے صحابہ ہونے کے لئے صحابہ نے آنحضرت کا وجود پایا ہو۔ پس صحابہ بننے کی شان ایک اُمتی پر ایمان لانے کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ اور احمدی کا مرتبہ احمد پر ایمان لانے سے حاصل ہو سکتا ہے نہ کسی غلام احمد پر۔

ایک غلطی کا ازالہ (اشتہار) میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے الہام میں محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے اب اس الہام سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں :-

(۱) یہ کہ آپ (مرزا صاحب) محمد ہیں اور آپ کا محمد ہونا بلحاظ رسول اللہ ہونے کے ہے نہ کسی اور لحاظ سے

(۲) آپ کے صحابہ آپ کی اس حیثیت سے محمد رسول اللہ کے ہی صحابہ ہیں۔ جو

... علی الکفار اور رحماء بینھم کی صفت کے مصداق ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

(۱۷) اسمہ احمد کے مصداق مرزا صاحب (م)

(م) اب یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعوے یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بھی یہ ہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں بھی چھپا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔

(انوار خلافت صلا۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(م) جب اس آیت (اسمہ احمد) میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد ہے ذکر ہے۔ دو کا نہیں اور اس شخص کی تعیین ہم حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں تو اس سے خود نتیجہ نکل آیا کہ دوسرا اس کا مصداق نہیں اور جب ہم یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے مصداق ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دوسرا کوئی شخص اس کا مصداق نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان ۲ ر وہ ۵ ر دسمبر ۱۹۱۶ء)

(م) آپ کا یہ سوال ہے کہ (اسمہ احمد ہیں) بشارت تو احمد کی ہے اور مرزا صاحب غلام احمد ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ .... بطلق غلام احمد نہ عربی ہے کیونکہ اس حالت میں غلامُ احمد ہوتا اور نہ یہ نام فارسی بن سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں

غلام احمد ہوتا اور نہ یہ نام اردو ہو سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں احمد کا غلام ہونا چاہئے تھا اصل بات یہ ہے کہ .... چونکہ حضرت صاحب کے خاندان میں غلام کا لفظ اصل نام کے ساتھ اضافہ کے طور پر اس ملک کے رواج کے مطابق چلا آتا تھا اس واسطے آپ کے نام کے ساتھ بھی لگا دیا گیا۔

احادیث میں آتا ہے کہ مسیح جوان ہوگا اور غلام کے معنی جوان کے ہیں جس سے یہ بتایا گیا کہ اس کے کام جوانوں کے سے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور کیا سورہ صف کی آیت جس میں ایک رسول کی جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے یا حضرت مسیح موعود کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیۃ (اسمہ احمد) مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں۔ میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا لفظ جو قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔

(انوار خلافت ص۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۲) خدا تعالیٰ نے اسم احمد کو تو حضرت عیسیٰ سے روایت کیا اور اسم محمد کو حضرت موسیٰ سے۔ تا کہ پڑھنے والا جان لے کہ جلالی نبی یعنی حضرت موسیٰ نے وہ نام اختیار کیا جو اس کی مثال کے موافق تھا۔ یعنی محمد جو اسم جلالی ہے۔ اور اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اسم احمد کو اختیار کیا جو اسم جمالی ہے۔ کیونکہ وہ خود جمالی نبی تھا۔ اور اس کو جنگ و جدال میں سے کچھ نہ ملا تھا۔ پس خلاصہ مدعا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے کامل مثیل کے ظہور

کی پیشگوئی کی۔ پس اس نکتہ کو خوب یاد رکھو۔ یہ بات تم کو نجات دلائے گی۔ ہر ایک شک اور وہم سے۔ اور جلال وجمال کی حقیقت تم پر واضح ہو جائیگی۔ اور شکوک کے رفع ہونے کے بعد اصلیت کھل جائے گی جس وقت تم نے یہ بات مان لی تو تم ایک دجال کے شر سے خدا کی پناہ میں رہو گے۔ اور ہر ایک ضلالت سے نجات پاؤ گے۔

(اعجاز المسیح صفحہ ۱۲۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنی جمالی طور کی خدمت کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) احمد رسول مرزا صاحب (ج)

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔ یہ آیت بھی احمد رسول کی ایک علامت ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ احمد کا وقت اتمام نور کا وقت ہے اور گو قرآن کریم سے ہمیں یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر شریعت کامل کر دی گئی۔ مگر اتمام نور آپ کے وقت میں معلوم نہیں ہوتا بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس کی بنیاد ڈالی گئی تھی

(انوار خلافت صفحہ ۲۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۹) مرزا صاحب ابراہیم اور احمد

اور یہ جو فرمایا کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اُس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا ہے تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کے طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ اور جیسا کہ آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔ ایسا ہی یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔

(اربعین نمبر ۳ ص۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۰) حضرت سیّد المرسلین پر فضیلت (م)

پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے۔ لیکن کیا استاد اور شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے۔ گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہو جائے۔ تاہم استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا۔ یہی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود میں ہے۔

(ذکر الٰہی ص۱۸ تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(م) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود ایک شاگرد۔ شاگرد خواہ

استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے مگر استاد بہر حال استاد ہی رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء)

پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر

اس کے (یعنی نبی کریم کے) لئے (صرف) چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔

(اعجاز احمدی ص۷۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے۔ اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں۔ تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپکا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپکی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ آپکا انکار کفر نہ ہو۔

(صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ رسالہ ریویو قادیان منقول از جماعت مبائین کے عقائد صحیحہ ص۳۱)

قرآن شریف کے لئے تین تجلیات ہیں وہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نازل ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعے اس نے زمین پر اشاعت پائی اور مسیح موعود کے ذریعے سے بہت سے پوشیدہ اسرار اس کے کھلے۔ . . . .
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں اس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی اور مسیح موعود کے وقت میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶۵ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اسکے کمالات معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریمؐ کے زمانہ میں گزر گیا۔ اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔ اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۹۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الآفات تھا

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص۵)

اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو۔ اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج و ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی۔ (گویا یہ حقائق مرزا صاحب پر منکشف ہوئے۔ للمؤلف)

(ازالہ اوہام ص۶۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۴)

(۲۱) ہلال و بدر

اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے۔ پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی) پس ان ہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ لقد نصرکم اللہ ببدر۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے اور یہ قرآن سے ثابت ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنی سے منہ نہیں پھیرتا۔ کیا آخرین منھم کی آیت میں فکر نہیں کرتے اور کس طرح منھم کے لفظ کا مفہوم محقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے۔ ...

اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۸۰-۱۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۲) مرزا صاحب کا خدائی عہد

واذاخذ اللہ میثاق النبیین الخ کہ جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا (النبیین میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں۔ کوئی نبی بھی مستثنیٰ نہیں آنحضرت صلعم بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ یعنی کتاب سے مراد توریت وقرآن کریم ہے۔ اور حکمت سے مراد سنت ومنہاج نبوت وحدیث شریف ہے۔ پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے۔ مصدق ہوان تمام چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب حکمت سے ہیں (یعنی وہ رسول مسیح موعود ہے جو قرآن وحدیث کی تصدیق کرنیوالا ہے اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں ہے) .... اسے نبیو تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر ایک طرح سے اسکی مدد فرض سمجھنا (جب تمام انبیاء علیہم السلام کو مجملاً حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں)

(اخبار الفضل قادیان ۱۹ / و ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء)

چنانچہ الفضل (قادیان) ۱۹/ ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء میں اس پر دھڑلے سے مضمون لکھا اور پھر اس کے بعد طرح طرح سے اس کا اعادہ کیا گیا۔ اور کھلم کھلا ڈنکے کی چوٹ پر اس امر کا اعلان کیا جاتا رہا۔ کہ اس پیش گوئی میں جس رسول کا وعدہ ہے۔ اور جس کے متعلق اقرار لیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی نصرت کرے وہ مسیح موعود ہے اور یہ نہ سمجھا کہ اس طرح تو پھر لازم آئیگا کہ لوکان محمد حیا لما وسعہ الا اتباع المسیح الموعود۔ کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم زندہ ہوتے تو انہیں چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ مسیح موعود کی اتباع کرتے۔ یعنی مسیح موعود متبوع اور آقا ہوتے اور محمد رسول اللہ صلعم نعوذباللہ متبع اور غلام ہوتے۔

یہ نتیجہ ایسا دقیق تو نہیں کہ انسان سمجھ نہ سکے۔ مگر جب ایک قوم اپنے نبی کو سب

... ں سے بڑھانا چاہتی ہو تو پھر سب کچھ حلال ہو جاتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کو ان نبیوں ... زمرہ میں شامل کر دیا جن سے ایمان لانے اور نصرت کرنے کا اقرار لیا گیا تھا۔ گویا محمد رسول اللہ صلعم آج زندہ ہوتے تو مسیح موعود پر ایمان لاتے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ اور ہر قسم کی اتباع اور نصرت کے لئے آپ کے احکام کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے۔

کیا اس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلعم کی کوئی ہتک متصور ہے۔ کیا اس سے ... نظر نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو ... بلند کرنے اور ان کو ایک آقا کی حیثیت دینے میں نہایت جرأت سے کام لیا گیا۔

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور۔ جون ۱۹۳۶ء)

(۲۳) سفید بال (ج)

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابھی ہماری عمر تیس سال ہی کی تھی کہ بال سفید ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اور میرا خیال ہے کہ پچپن سال کی عمر تک آپ کے سارے بال سفید ہو چکے ہوں گے۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کے حالات زندگی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وفات کے وقت آپ کے صرف چند بال سفید تھے در اصل اس زمانہ میں مطالعہ اور تصنیف کے مشاغل انسان کی دماغی طاقت پر بہت زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۱۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۴) ذہنی ارتقاء (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا

اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے۔ نبی کریم صلعم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا۔ ورنہ قابلیت تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ (بعثت ثانی) انکا پورا ظہور ہوا ہے اُن کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپکو موقع ملا اور ذہنی طاقتوں کی نشو ونما ہوگئی۔ چنانچہ آجکل باریک اقسام گناہ کی نکل آئی ہیں اور کئی باریک نیکیاں بھی ظاہر ہورہی ہیں مقابلہ زیادہ سخت ہے لوگ اعلیٰ تربیت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں جن کا جواب بغیر ذہنی ترقی کے مشکل تھا۔ تلوار کے جہاد کے بجائے قلمی جہاد کا وقت ہے ۔

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

(۲۵) دو عورتیں (ج)

بہر حال حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے ایسی شفیق اور مہربان ماں کی گود میں پرورش پائی تھی جو اپنی صفات عالیہ کے لحاظ سے خواتین اسلام میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہیں اس خاتون کی عزت و وقار کا کیا کہنا جس کے بطن مبارک سے وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا جو نبیوں کا موعود تھا اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام کہا اور خدا تعالیٰ نے جس کے مدارج اور مناقب میں فرمایا: انت منی وانا منک ۔

اس عظیم الشان انسان کی اس دنیا میں ایک ہی عورت ہے جو آمنہ خاتون کے بعد اپنے بخت رسا پر ناز کر سکتی ہے۔ دنیا کی عورتوں میں جو ممتاز خواتین ہیں ان میں حضرت آمنہ خاتون اور حضرت چراغ بی بی صاحبہ ہی دو عورتیں ہیں۔ جنھوں نے ایسے عظیم الشان انسان دنیا کو دیے جو ایک عالم کی نجات اور رستگاری کا

موجب ہوئے۔

(حیات النبی جلد اول نمبر دوم صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۲۶) مرزا صاحب کی شان (ج)

وہ جو خدا کے لئے بمنزلہ اولاد ہے۔ وہ جس کا ظہور خدا اپنا ظہور قرار دیتا ہے جس نے چار یا پانچ لاکھ انسانوں کو مسلمان بنا دیا۔ (حالانکہ پنجاہ سالہ کوششوں کے بعد ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں تمام ہندوستان میں قادیانیوں کی تعداد ۵۶ ہزار سے بھی کم نکلی۔ للمؤلف)

(تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۴۱)

(۲۷) قرآن کریم میں مرزا صاحب کی مزید بشارت

چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے پھر...... اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی اللہ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی...... اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۹۴)

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (ای مرسل من اللہ) کہہ (اے غلام احمد) اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔

(البشریٰ جلد دوم صفحہ ۵۶ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔
ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین۔ اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔

(اربعین نمبر۳ صفحہ ۲۳-۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ اور یہ (مرزا صاحب) اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔

(اربعین نمبر۳ صفحہ ۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ صفحہ ۷۰

الرحمن علم القرآن۔ صفحہ ۷۰

قل انی امرت وانا اول المؤمنین۔ صفحہ ۷۰

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ صفحہ ۷۱

داعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔ صفحہ ۷۵

دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ صفحہ ۷۶

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً۔ صفحہ ۷۸

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ صفحہ ۷۹

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ صفحہ ۸۰

سلام علی ابراھیم۔ صفحہ ۸۷

فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ۔ صفحہ ۸۸

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ صفحہ ۹۴

انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ صفحہ ۱۰۱

انا اعطینٰک الکوثر۔ صفحہ ۱۰۲

اراد اللہ ان یبعثک مقاما محمودا۔ صفحہ ۱۰۲

یٰسٓ والقرآن الحکیم۔ انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔ صفحہ ۱۰۷

(حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۸) مرزا صاحب کے بشارتی نام

صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے۔ اور دانیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔ اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔

(حاشیہ اربعین ۳ ص ۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہے کرشن جی ردّر گوپال۔ (البشریٰ جلد اول ص ۵۶ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

این الملک جے سنگھ بہادر۔ (البشریٰ جلد دوم ص ۱۱۸ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۹) مرزا صاحب کے گواہ

میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیش گوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا۔ جب کہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھیر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۰) مرزا صاحب کی جامعیت

" خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین او سید المرسلین کا بروز بنایا۔ اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا نے ابتداء سے ارادہ فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا کہ آخری زمانہ میں خاتم خلفاء ہو گا۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کمالات متفرقہ جو تمام انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ اس لئے ہمارا نام آدم۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ نوح۔ داؤد۔ یوسف سلیمان یحییٰ عیسیٰ وغیرہ ہے۔

پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں۔ اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان اپریل ۱۹۰۲ء)

اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں۔ سو وہ میں ہوں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

علاوہ اس کے ہم کو یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ مسیح موعود تمام انبیاء کا مظہر ہے جیسا کہ اس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء اس لئے اس کے آنے سے گویا امت محمدیہ میں تمام گزشتہ نبی پیدا کئے گئے پس نبیوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے بڑھ کر رہا۔ کیونکہ علاوہ ان نبیوں اور رسولوں کے جو توریت کی خدمت کے لئے موسیٰ کو عطا ہوئے تھے۔ اس امت میں وہ تمام نبی بھی مبعوث کئے گئے جو موسیٰ سے پہلے گزر چکے تھے بلکہ موسیٰ بھی خود دوبارہ دنیا میں بھیجے گئے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کے وجود با جود میں پورا ہوا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

میں نے اس مضمون کو قبل از عشاء حضرت امام ہمام خلیفۃ اللہ۔ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ...... ان سب کی صدق اور حقیت ثابت کرنے کے لئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے۔ جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں جو عجائبات خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے ہیں وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اس کے ہاتھوں پر دکھانے کو موجود ہے اور تیار کوئی ہے جو آزمائش کے لئے قدم اٹھائے۔ (نور الدین ص۱۵۶ مصنفہ حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان)

(۱۳) مرزا صاحب اوتار (م)

(م) اس وقت خدا نے جیسا کہ حقوق عباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح رکھا اور مجھے خو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا ایسا ہی اس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد و احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا سو میں ان معنوں کر کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی .... یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔

(ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ ۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونیوالا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آخیر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو

دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں
ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے
ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی (کرشن) ہوں۔
اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت ایک ایسا
کامل انسان تھا۔ جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور
اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ
خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف
کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا۔ جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا
گیا وہ خدا کی محبت سے پر تھا۔ اور نیکی سے دوستی۔ اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ
تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا
مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ :۔
ہے کرشن رودر گوپال۔ تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔"
(لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳۴ از مرزا غلام قادیانی صاحب)

(۳۲) مرزا صاحب کے معجزات و نشانات

بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے
کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر
معجزات دکھائے ہوں۔
بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السّلام میں ان کا ثبوت اس کثرت
کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب

چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۳۶ تتمہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔ اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں گزرتا۔

(اخبار البدر قادیان جولائی سنہ ۱۹۰۶ء)

میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر میں انکو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں

(حقیقۃ الوحی ص۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تین ہزار معجزات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔

(تحفہ گولڑویہ ص۱۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا۔ اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔

(چشمۂ معرفت ص۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دئے اور آسمان سے لیکر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے۔ اور تمام نبیوں نے ابتدا سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے۔
اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبر
بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں
درست کرو۔

(اربعین ۳ ص۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا
سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں۔ اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے
بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے۔

(الراقم خاکسار میرزا غلام احمد)

(مکاشفات کا آخری سرورق مولفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت
وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا۔
.... یعنی انسانی مظاہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے گا اور
اپنا چہرہ دکھلائے گا۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فصل ششم

انکشافات

(۱) شیطان کا فریب

جو شخص ایسا کلمہ منہ سے نکالے جس کی کوئی اصل صحیح شرع میں نہ ہو خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد تو اس کے ساتھ شیطان کھیل رہا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۱ ترجمہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرئیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیت علی نفسی یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔ لیکن جو لوگ بغیر تزکیہ نفس کے جلدی سے ولی بننے کی خواہش کرتے ہیں وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کلم اللہ موسیٰ علی جبل وکلم الشیطان عیسیٰ علی جبل فانظر الفرق بینھما ان کنت من الناظرین۔

خدا ایک پہاڑ پر موسیٰ سے ہم کلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسیٰ سے

ہم کلام ہوا سو اس دونوں قسم کے مکالمہ میں غور کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

(نور الحق حصہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی۔ اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے انکشاف کے لئے بطور استخارہ و استخبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے۔ خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کے نسبت کوئی برا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے۔ اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور در اصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ مگر وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے ...... اب خیال کرنا چاہئے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں توریت و انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بناء پر الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطانی الہام مجھے بھی ہوا تھا شیطان نے کہا کہ اے عبد القادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں اب جو کچھ دوسروں پر حرام ہے تیرے پر حلال ہے۔ اور نماز سے بھی تجھے فراغت ہے جو چاہے کر تب میں نے کہا اے شیطان دور ہو۔ وہ باتیں میرے لئے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوئیں۔ تب شیطان مع اپنے سنہری تخت کے میری آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا۔

اب جبکہ سید عبد القادرؒ جیسے اہل اللہ اور مرد فرد کو شیطانی الہام ہوا تو عامۃ الناس جنہوں نے ابھی اپنا سلوک بھی تمام نہیں کیا۔ وہ کیونکر اس سے

بچ سکتے ہیں۔ اوسان کو وہ نورانی آنکھیں کہاں حاصل ہیں تا سید عبد القادرؒ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح شیطانی الہام کو شناخت کریں۔ (ضرورۃ الامام ص۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(۲) فتنۂ عظیم

اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں آدمی یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس حد اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور کن حالتوں میں اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے۔ تا ایمان چھین لے۔

افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنے خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہب کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں۔ بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں . . . . اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں۔ ان کی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

پس یہ کمال شقاوت اور نادانی اور بدبختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ ... بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے بلکہ ...

اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جب تک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مکراللّٰہ میں داخل ہیں۔ خدا ان کے شر سے ہر ایک سالک کو محفوظ رکھے۔

(حقیقۃ الوحی ص مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور بقول مشہور کہ نیم ملا خطرۂ ایمان۔ وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے۔ ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ معارف اور حقایق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اس دودھ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو۔ اور اس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو۔ . . . چونکہ اس کی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اسلئے شیطانی القاء سے بچ نہیں سکتا۔ اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامنگیر ہیں اسلئے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کی کمال صفائی صفائی نفس پر موقوف ہے جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے ان کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آسمانی نشانوں سے حصہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں اول وہ جو کوئی ہنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے ان کا نہیں ہوتا صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے ان کو بعض سچی خوابیں آجاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پھر دوسرے قسم کے خواب بیں یا ملہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں۔ پھر تیسری قسم کے ملہم و خواب بیں وہ لوگ ہیں . . . جو شہوات نفسانیہ کا چولا آتش محبت الہیہ میں جلا دیتے ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۱ تا ۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب میں بموجب آیہ کریمہ واما بنعمۃ ربک فحدث اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔ میری تائید میں اس نے وہ نشان

ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی ص۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) مالیخولیا کے کرشمے

مالیخولیا کے بعض مریض بظاہر صحیح الدماغ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر جب ان کی طول طویل اور بے سروپا باتیں سنی جائیں تو حاذق طبیب سمجھ لیتا ہے کہ وہ مالیخولیا میں مبتلا ہیں۔ (سودائے مرزا ص۱۳ مصنفہ حکیم محمد علی صاحب)

طرح طرح کے ایسے خیال ان کے دل میں آتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی

(تحقیقات ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی اسسٹنٹ سرجن بحوالہ رسالہ ریویو قادیان مئی ۱۹۲۶ء)

بعض مریضوں میں یہ فساد گاہے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب داں سمجھتا ہے۔ اور بسا اوقات آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر پہلے ہی سے دیدیتا ہے۔ اور بعض میں فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔

(شرح اسباب وعلامات باب امراض دماغ مصنفہ حکیم برہان الدین نفیس بن عوض المتطبب کرمانی)

بعض عالم اسی مرض میں مبتلا ہو کر دعویٰ پیغمبری کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض اتفاقی صحیح واقعات کو معجزات قرار دینے لگتے ہیں۔

(مخزن حکمت طبع پنجم جلد ۲ ص۱۳۵۲ شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب)

تماپور ملک دکن کے ایک صاحب مولوی عبداللہ (قادیانی) آجکل ایک ابتلا میں مبتلا ہیں اور اس بات کے مدعی ہیں کہ اصل مہدی موعود وہی ہیں اور حضرت مسیح

تے تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ مفتری نہیں ہیں لیکن دماغی حالت کی وجہ سے بیمار و معذور ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۱ بعنوان مولوی عبداللہ تیماپوری ۱۹۱۲ء ص ۴۳ از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴) مرزا صاحب کی توجیہ

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے ایک حوصلہ مند مرید چراغ دین نامی نے بھی مرزا صاحب کے ماتحت رسالت کا دعویٰ کیا تو مرزا صاحب کو بہت ناگوار گذرا اور صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا:۔

"نفس امارہ کی غلطی نے اس کو (یعنی چراغ دین کو) خود ستائی پر آمادہ کیا ہے۔ پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے"

(المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۳ر اپریل ۱۹۰۲ء دافع البلاء ص ۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس دعویٰ کی نفسیات کی مرزا صاحب نے جو تشریح فرمائی ہے وہ خاص طور پر قابل غور ہے ملاحظہ ہو:۔

"ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا اور آرزو کے وقت القائے شیطان ہوتا ہے اور یا خشکی اور سوداوی مواد کی وجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات کا دل پر القا ہو جاتا ہے اور چونکہ ان کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی اس لئے الٰہی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام جبنیر ہے اور علاج توبہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلی ہے ورنہ جبنیر کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے خدا ہر ایک کو اس بلا سے محفوظ رکھے" (آمین ثم آمین للمولف)

(المشتہر مرزا غلام احمد قادیان ۲۳ر اپریل ۱۹۰۲ء) (دافع البلاء ص ۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) عالم کشف (ج)

آج اس موقع کے اثناء میں جب کہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا کہ بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ

"فتح کا نقارہ بجے"

پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ " دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری "
جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعب ناک جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہیں اور تصویر کے یمین و یسار میں

حجۃ اللہ القادر و سلطان احمد مختار

لکھا تھا اور یہ سوموار کا روز انیسویں ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ م ۲۲ را کتوبر ۱۸۸۳ء اور ششم کارتک سمت ۱۹۴۰ بکرم ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۱۵ - ۵۱۶ حاشیہ در حاشیہ ۳ - مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(۶) غلام احمد قادیانی کا کشف

لطیفہ - چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی

بلکہ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے۔ **غلام احمد قادیانی** اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اسوقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لطیفہ پر لطیفہ۔ مرزا صاحب کو کشف ہوا کہ ان کے سوا تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔ اور واقعہ یہ کہ ضلع گورداسپور میں تین قادیان ہیں تینوں میں سے ایک قادیان میں مرزا صاحب رہتے تھے اور ایک قادیان میں دوسرے صاحب اسی نام کے غلام احمد رہتے تھے جو مرزا صاحب کے ہم عصر تھے۔ لیکن سب سے بڑھ کر تیسرا لطیفہ قادیانی صاحبان کی یہ تاویل ہے کہ دوسرے قادیان میں کوئی غلام احمد تھے تو ہوا کریں مرزا صاحب کی طرح غلام احمد قادیانی ان کا مرکب نام تو نہ تھا۔ گویا وہ بیچارے قادیان کے غلام احمد تھے اور مرزا صاحب غلام احمد قادیانی تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

پس آپ کا (یعنی مرزا صاحب کا) منشاء اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے (یعنی مرزا صاحب کے) سوا کوئی دوسرا شخص غلام احمد قادیانی کے مرکب نام سے موسوم نہیں اس لئے اگر ضلع گورداسپور میں قادیان نام کے کوئی اور گاؤں بھی ہیں! اور وہاں غلام احمد کے نام سے کوئی اور شخص بھی رہتا تھا۔ تو اس سے آپکے دعوے کی تغلیط نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپنے نہ قادیان نام کے کسی اور گاؤں کی نفی کی ہے اور نہ وہاں غلام احمد کے نام سے کسی شخص کی موجودگی کا انکار کیا ہے۔ انکار اگر ہے تو غلام احمد قادیانی کے مرکب نام رکھنے والے شخص کا ہے۔ (کتاب آئینہ احمدیت حصہ معنفہ دوست محمد صاحب قادیانی جو ۱۹۳۲ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شائع کی)

(۷) تمام و کمال اصلاح (ج)

تخمیناً پچیس برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے کہ میں گورداسپور میں تھا کہ مجھے یہ خواب آئی کہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں اور اسی چارپائی پر بائیں طرف میرے مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی بیٹھے ہیں جن کی اولاد اب امرتسر میں رہتی ہے۔ اتنے میں میرے دل میں محض خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تحریک پیدا ہوئی کہ مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اتار دوں۔ چنانچہ میں نے اپنی جگہ کو چھوڑ کر مولوی صاحب کی جگہ کی طرف رجوع کیا یعنی جس حصہ چارپائی پر وہ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اس حصہ میں میں نے بیٹھنا چاہا تب انہوں نے جگہ چھوڑ دی اور وہاں سے کھسک کر پائینتی کی طرف چند انگلی کے فاصلہ پر ہو بیٹھے تب پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی ان کو اٹھا دوں۔ پھر میں ان کی طرف جھکا تو وہ اس جگہ کو بھی چھوڑ کر پھر چند انگلی کی مقدار پر پیچھے ہٹ گئے۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی اُن کو اور پائینتی کی طرف کیا جائے تب پھر وہ چند انگلی پائینتی کی طرف کھسک کر ہو بیٹھے۔ القصہ میں ایسا ہی اُن کی طرف کھسکتا گیا اور وہ پائینتی کی طرف کھسکتے گئے۔ یہاں تک کہ اُن کو آخرکار چارپائی سے اُترنا پڑا اور وہ زمین پر جو محض خاک تھی اور اُس پر چٹائی وغیرہ کچھ نہ تھی اتر کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں تین فرشتے آسمان سے آئے۔ ایک کا نام اُن میں سے خیراتی تھا وہ بھی ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا تب میں نے ان فرشتوں اور مولوی عبداللہ صاحب کو کہا کہ آؤ میں ایک دعا کرتا ہوں تم

آمین کرو۔ تب میں نے یہ دعا کی کہ رب اذھب عنی الرجس وطھرنی تطھیراً۔

اس کے بعد وہ تینوں فرشتے آسمان کی طرف اُٹھ گئے اور مولوی عبداللہ صاحب بھی آسمان کی طرف اُٹھ گئے اور میری آنکھ کھل گئی اور نہ آنکھ کھلتے ہی میں نے دیکھا کہ ایک طاقت بالا مجھکو ارضی زندگی سے بلندتر کھینچ کرلے گئی اور وہ ایک ہی رات تھی جس میں خدا نے بتمام وکمال میری اصلاح کردی اور مجھ میں وہ تبدیلی واقع ہوئی کہ جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادہ سے نہیں ہوسکتی۔

(حیات النبی جلد اول صفحہ ۹۵ و ۹۶ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۸) قرآن میں قادیان

اور یہ بھی مدت سے الہام ہوچکا ہے کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان۔

.... اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا انا انزلناہ قریباً من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے .... تب میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ اور میں نے کہا کہ اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے مکہ۔ مدینہ۔ قادیان۔ یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۴ و ۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹) خدائی مشاغل

اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب سے کہا، میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا۔ جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔"

(البشریٰ جلد دوم ص۷۹ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) خدائی تعلقات

"انت منی بمنزلۃ ولدی۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اسمع ولدی۔ اے میرے بیٹے سن۔"

(البشریٰ جلد اول ص۴۹ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"یا قمر یا شمس انت منی و انا منک۔ اے چاند اے خورشید تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔" (حقیقۃ الوحی ص۷۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"انت من ماءنا وھم من فشل۔ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فشل (بزدلی) سے۔" (انجام آتھم ص۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"یحمدک اللہ من عرشہ ویمشی الیک۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔" (انجام آتھم ص۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"خدا قادیان میں نازل ہوگا۔" (البشریٰ جلد اول ص۵۶ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا ہی آسمان سے اتر آیا۔" (الاستفتاء ص۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) الہامی حمل

اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ ص۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یعنی "بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔

(اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد صاحب قادیانی مطبوعہ ریاض الہند پریس امرتسر)

مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرا دیا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں۔ بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ (کشتی نوح ص۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیشگوئی کے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہو گئی اور اب ظاہر ہے کہ اس امت میں بجز میرے کسی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا۔ اور پھر اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں۔ ضرور ہے کہ اس امت میں کوئی

اس کا مصداق ہوا اور خوب غور کر کے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کر لو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں۔ پس یہ پیش گوئی سورۃ تحریم میں خاص میرے لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا (سورۃ تحریم)

(حقیقۃ الوحی ص۳۳۶ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) خدا کی روشنائی کے دھبے

ایک میرے مخلص عبد اللہ نام پٹواری غوث گڑھ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور ان کی نظر کے سامنے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اول مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا و قدر کے اہل دنیا کی نیکی و بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثیل کے طور پر میں نے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ اس پر دستخط کر دیں۔ مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدائے تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور فی الفور جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبد اللہ کے کپڑوں پر پڑے۔ اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے اس لئے مجھے جب کہ ان قطروں سے جو خدائے تعالیٰ کے ہاتھ سے گرے اطلاع ہوئی۔ ساتھ ہی میں نے بچشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا اور میں رقت دل کے ساتھ اس قصے کو میاں عبد اللہ کے پاس بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی وہ تر بتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لئے اور کوئی چیز

ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سرخی کے گرنے کا احتمال ہوتا۔ اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی۔ اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی۔

(تریاق القلوب ۳۶ وحقیقۃ الوحی ۲۵۵ باختلاف الفاظ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۳) خدا کی انگریزی شان

ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا "آئی لو یو" یعنی میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا "آئی ایم ود یو" یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر الہام ہوا "آئی شیل ہیلپ یو" یعنی میں تمہاری مدد کرونگا (انگریزی محاورہ کی رو سے اگر آئی کے ساتھ شیل کی جگہ ول ہوتا تو الہام ادا ہی نہ ہو جاتا۔ المؤلف) پھر الہام ہوا "آئی کین واٹ آئی ول ڈو" یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا "وی کین وہاٹ وی ول ڈو" یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔ (براہین احمدیہ ۴۸۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴) انشا پردازی (ح)

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشا پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔ (نزول مسیح ۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۵) الہامی شعر (ج)

کچھ دن گذرے ہیں کہ اس عاجز کو ایک عجیب خواب آیا۔ وہ یہ ہے کہ ایک مجمع زاہدین اور عابدین ہے اور ہر ایک شخص کھڑا ہو کر اپنے مشرب کا حال بیان کرنے کے وقت ایک شعر موزوں اس کے منہ سے نکلتا ہے جس کا آخر لفظ قعود اور سجود اور شہود وغیرہ آتا ہے جیسے یہ مصرع۔ تمام شب گزرانیم در قیام وسجود

چند زاہدین اور عابدین نے ایسے ایسے شعر اپنی تعریف میں پڑھے ہیں پھر آخر پر اس عاجز نے اپنے مناسب حال سمجھ کر ایک شعر پڑھنا چاہا ہے مگر اس وقت وہ خواب کی حالت جاتی رہی اور جو شعر اس خواب کی مجلس میں پڑھنا تھا وہ بطور الہام زبان پر جاری ہو گیا اور وہ یہ ہے۔

طریقِ زہد وتعبد ندانم اے زاہد　　خدائے من قدمم راند براہ داؤد

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ ۵۶ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۱۶) الہامات کی زبان

اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیوں کہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۲۰۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں

...سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔

(نزول المسیح صـ۵۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعدہٗ چونکہ اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں۔ اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کئے ہیں مگر قابل اطمینان نہیں۔ اور بعض منجانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں ان سب کی تحقیق تنقیح ضرور ہے تا بعد تنقیح جیسا مناسب ہو آخیر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں درج کئے جائیں۔ آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کرکے صاف خط میں جو پڑھا جاوے اطلاع بخشیں۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔ پریشن۔ عمر پراطوس یا پلاطوس۔ یعنے پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ پراطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔ پھر دو لفظ اور ہیں۔ ھو شعنا نعسًا معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں اوّل عربی فقرہ ہے یا داؤد عامل بالناس رفقا واحسانا۔ یو مسٹ ڈو واٹ آئی ٹولڈ یو۔ تم کو وہ کرنا چاہیئے جو میں نے فرمایا ہے یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں بلکہ اس ہندو لڑکے نے بتلایا ہے۔ فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے اس کو غور سے دیکھ لینا چاہیئے اور وہ الہام یہ ہیں۔ دو آل مین شُڈ بی انگری بٹ گاڈ از وِد یو ہی شل ہلپ یو۔ وارڈس آف گاڈ ناٹ کین ایکس چینج۔

ترجمہ ۔ اگر تمام آدمی ناراض ہونگے لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا وہ تمہاری مدد کریگا اللہ کے کام بدل نہیں سکتے ۔ پھر اس کے بعد ایک دو اور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہے ۔ آئی شل ہلپ یو ۔ مگر بعد اسکے یہ ہے ۔ یو ہیو ٹو گو امرتسر پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنے معلوم نہیں اور وہ یہ ہے ۔ ہی ہلس ان دی ضلع پشاور ۔ یہ فقرات ہیں ان کو تنقیح سے لکھیں اور براہ مہربانی جلد تر جواب بھیج دیں تا اگر ممکن ہو تو اخیر جزو میں بعض فقرات بموضع مناسب درج ہوسکیں ۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص۹۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۷) نیا نام (ج)

خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ یلاش خدا کا ہی نام ہے ۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اس کو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا اس کے معنے میرے پر یہ کھولے گئے کہ یالاشریک ۔

(تحفہ گولڑویہ ص۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) انگریزی الہامات

میں تم سے محبت کرتا ہوں ۔	I love you.
میں تمہارے ساتھ ہوں ۔	I am with you
ہاں میں خوش ہوں ۔	Yes I am happy.
زندگی دکھ کی ۔	Life of pain.

I shall help you.	میں تمہاری مدد کروں گا۔
I can, what I will do.	میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔
We can, what we will do.	ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے۔
God is coming by His army.	خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔
He is with you to kill enemy.	وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔
The days shall come when God shall help yon.	وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔
Glory be to the Lord.	خدائے ذوالجلال
God maker of earth and heaven.	آفرینندۂ زمین و آسمان۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۰۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

You have to go Amritsar.	تمہیں امرتسر جانا پڑے گا ص ۳
He halts in the Zila Peshawar.	وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے ص ۷۴
Word and two girls.	ایک کلام اور دو لڑکیاں ص ۱۰۴
Fair man.	معقول آدمی ص ۱۲۶

(البشریٰ جلد دوم مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

Though all men should be angry, but God is with you. He shall help you, words of God cannot exchange.

اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے مگر خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تمہاری مدد کرے گا

خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ۳ صفحہ ۵۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے بعد دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں۔

I shall give you a large party of Islam.

چونکہ اس وقت یعنے آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے معنے کھلے ہیں اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۹) نرالی بشارت

جس دل پر درحقیقت آفتاب وحی تجلّی فرماتا ہے۔ اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی۔ صفحہ ۹۰

لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبہ سے کمتر ہو تو وہ شیطانی کلام ہے نہ ربانی۔

(نزول المسیح مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱) بشیر الدولہ (۲) عالم کباب (۳) شادی خاں (۴) کلمۃ اللہ خاں (نوٹ۔ از حضرت مسیح موعود) بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے یہ نام ہوں گے۔ یہ نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے (نوٹ۔ از مولف البشریٰ) اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیشگوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی گو حضرت اقدس سے اس کا وقوعہ محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا مگر چونکہ وہ فوت ہو چکی ہے اس لئے اب تخصیص نام نہ رہی۔ بہرصورت یہ پیشگوئی متشابہات میں

سے ہے۔

(البشریٰ جلد دوم ص۱۱ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مولفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۲۰) گپت الہام

(۱) ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء - ۳۲ - ۲۸ - ۲۷ - ۱۴ - ۲ - ۷ - ۲ - ۲ -
۲۰ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۲۳ - ۱۵ - ۱۱ -

۱ - ۲ - ۲۷ - ۱۴ - ۱۰ - ۱ - ۲۸ - ۲۷ - ۴۷ - ۱۶ - ۱۱ - ۳۴ -

۱۴ - ۱۱ -

۱۷ - ۱ - ۵ - ۳۴ - ۲۳ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۴ - ۷ - ۲۳ - ۱۴ - ۱ - ۱ - ۱

۱۴ - ۵ - ۲۸ - ۷ - ۳۴ - ۱ - ۷ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۶ - ۱ - ۱۴ - ۷ - ۲ -

۱ - ۷ - ۵ - ۱ - ۱۴ - ۱ - ۱۴ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۷ -

(البشریٰ جلد دوم ص۷۱ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) - ۲۸ - ۲۷ - ۱۴ - ۳ - ۲۷ - ۲ - ۲۶ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۲۳ -

۱۵ - ۱۱ -

۱ - ۲ - ۲۷ - ۱۴ - ۱۰ - ۱ - ۲۸ - ۲۷ - ۴۷ - ۱۶ - ۱۱ - ۳۴ -

۱۴ - ۱۱ -

۷ - ۱ - ۵ - ۳۴ - ۲۳ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۴ - ۷ - ۲۳ - ۱۴ - ۱ - ۱

۱۴ - ۵ - ۲۸ - ۷ - ۳۴ - ۱ - ۷ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۶ - ۱

۱۴ - ۷ - ۲ - ۱ - ۷ - ۵ - ۱ - ۱۴ - ۱۴ - ۲ - ۲۸

۱ - ۷ -

(تبلیغ رسالت جلد دوم ص۳ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۱) خواب کا شوق (ج)

حضرت مرزا صاحب کو شروع جوانی ہی سے جہاں عبادت اور ذکر الہی کا شوق تھا وہاں خوابوں کی تعبیر اور کیفیت کے سمجھنے کا بھی ایک خاص مذاق اور ملکہ تھا۔ گھر والے سب کے سب اور دوسرے لوگ بھی اس بات کے قائل تھے کہ علم تعبیر الرؤیا میں مرزا صاحب کو بہت مہارت ہے۔

(حیات النبی جلد اول ص۱۱ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

فجر کی نماز کے بعد حضرت مرزا صاحب کی عادت تھی کہ تھوڑی دیر سو جایا کرتے اور اس کو نوری ڈھونکا کہا کرتے تھے۔ اس نوری ڈھونکے کی حالت میں دوکان کھولنے سے پہلے وہاں جاتے اور آپ کو جگاتے وہ آواز دیتے ہی فوراً بلا کسی قسم کی اظہار ناراضگی یا تکاہل کے اٹھ بیٹھتے اور دریافت کرتے کہ کیا کیا خواب آئی ہے اگر کسی کو کوئی خواب آئی ہوتی۔ یا نہیں آئی ہوتی بیان کرتے اور پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر ہم آ کر اپنی دکانیں کھولتے۔

(حیات النبی ص۱۴۲ جلد اول دوم مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

یہ عجب حیرت نما امر ہے کہ بعض طوائف یعنی کنجریاں بھی جو سخت ناپاک فرقہ دنیا میں ہیں سچی خوابیں دیکھا کرتی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۲۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۲) بندر اور سوّر

تب آپ نے (یعنی مخالف نے نزول المسیح میں سے حضرت مرزا صاحب کا وہ رؤیا پڑھا جس میں حضور نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے ارد گرد بہت سے درندے بندر اور سور وغیرہ ہیں اور اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

(قادیانی اخبار پیغام صلح لاہور، ۲ اپریل ۱۹۳۴ء)

(۲۳) ہندوؤں کا خواب (ج)

ہندوؤں کے بارے میں فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر طوفان وبا (طاعون) میں یہ ہندوؤں کی قوم بھی اسلام کی طرف توجہ کرے گی چنانچہ جب ہم نے باہر مکان بنوانے کی تجویز کی تھی تو ایک ہندو نے ہم کو آکر کہا تھا کہ ہم تو اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس آ رہا کریں گے۔ اسی طرح دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نذریں رکھتے ہیں۔ پھر ایک دفعہ الہام ہوا ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما و تیری استتی گیتا میں موجود ہے "لفظ رودر کے معنی نذیر اور گوپال کے معنے بشیر کے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۴۲ مرتبہ محمد منظور الہٰی صاحب قادیانی لاہوری)

(۲۴) چنے کی دال اور کشمش

۴ر جولائی ۱۹۰۶ء کی صبح کو حضرت ام المومنین (یعنی مرزا صاحب کی اہلیہ صاحبہ للمولف) مع صاحبزادگان و دیگر اہلبیت و اقارب و خدام و اہلبیت حضرت مولوی نور الدین صاحب قریباً اٹھارہ کس بہراہی حضرت میر ناصر نواب صاحب (نقشہ نویس دفتر نہر و خسر مرزا صاحب۔ للمولف) پانچ چھ روز کے واسطے بغرض تبدیلی ہوا لاہور کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اس قافلہ کی روانگی سے تین چار روز پہلے عاجز راقم (ایڈیٹر بدر) نے اسٹیشن ماسٹر بٹالہ کو ایک خط لکھا تھا کہ اس قافلے کے واسطے ایک درمیانہ درجہ (انٹر کلاس) کی گاڑی کے چند خانے رزرو کئے جائیں تاکہ ضرورت ہو تو الگ گاڑی منگوائی جائے۔ وہ خط ایک خاص آدمی کے ہاتھ روانہ کیا گیا تھا۔ اور اس میں تاریخ اور وقت سب لکھا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے مطابق ۴ر جولائی کی صبح کو یہاں سے روانگی ہوئی۔

اُسی روز بعد نماز عصر حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا صاحب) نے مسجد مبارک میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کو خاص طور پر مخاطب کیا جبکہ عاجز راقم بھی پاس ہی کھڑا تھا۔ اور فرمایا کہ آج دو بجے دن کے مجھے خیال آیا کہ ہمارے گھر کے آدمی اب شاید امرتسر پہنچ گئے ہوں گے۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ امن و امان سے لاہور پہنچ جائیں۔ تب اس خیال کے ساتھ ہی کچھ غنودگی ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ نخود کی دال (جو رنج اور ناخوشی پر دلالت کرتی ہے) میرے سامنے پڑی ہے اور اس میں کشمش کے دانے قریباً اُسی قدر ہیں۔ اور میں اس میں سے کشمش کے دانے کھا رہا ہوں

اور میرے دل میں خیال گذر رہا ہے کہ یہ ان کی حالت کا نمونہ ہے اور دال ہے
پر اس کچھ رنج اور ناخوشی ہے کہ سفر میں ان کو پیش آئی ہے یا آنے والی ہے۔
پھر اسی حالت میں میری طبیعت الہام الٰہی کی طرف منتقل ہو گئی اور اس
بارہ میں الہام ہوا۔ خیر لھم خیر لھم۔ یعنے ان کے لئے بہتر ہے۔ ان کے لئے بہتر
ہے۔ بعد اس کے اسی نظارہ خواب میں چند پیسے دیکھے کہ وہ اور تشویش پر دلالت
کرتے ہیں جیسا کہ چنے کی دال بھی ایک ناگوار اور رنج کے امر پر دلالت کرتی ہے فقط۔
یہ الہام اور خواب سنا کر حضرت اقدس (مرزا صاحب) حسب معمول اندر
تشریف لے گئے اور اس کے سننے میں اس وقت تمام جماعت جو نماز کے
لئے آئی ہوئی تھی شامل تھی۔ خلیفہ رشید الدین صاحب شیخ علی محمد صاحب داگر
جموں وغیرہ بہت سے دوست تھے۔ حضرت اقدس کے اندر جانے کے بعد
حضرت مولوی نور الدین صاحب نے دوبارہ سہ بارہ اسی مسجد میں پھر یہ
سب لوگوں کو اسی وقت سنایا۔ کیونکہ بعض لوگ جو دور تھے انہوں نے
حضرت کی آواز اچھی طرح نہ سنی تھی۔ غرض اس الہام اور خواب کی
جب اچھی طرح اشاعت ہو گئی تو قریب شام کے اپنا ایک آدمی جو سب
قافلہ کو ریل پر سوار کر کے واپس آیا تھا اس کی زبانی معلوم ہوا کہ عین
دوپہر کی گرمی میں ریل کے اندر مسافروں کی کشاکش سے بچنے کے واسطے
جو انتظام ریزرو کا کیا گیا تھا وہ نہ ہو سکا ...... اور اس سبب
سے تشویش ہوئی۔ اس طرح خواب کا حصہ پورا ہو گیا۔ مگر پھر بھی
بموجب بشارت الہام کے خیریت رہی اور معمولی گاڑی میں آرام
سے بیٹھ کے چلے گئے۔

(کیفیت مندرجہ اخبار البدر قادیان مورخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۰۷ء)

(۲۵) خاکسار پیپرمنٹ

حضور (مرزا صاحب) کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشف میں ایک شیشی دکھائی گئی۔ اس پر لکھا تھا "خاکسار پیپرمنٹ"۔

(اخبار الحکم قادیان ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء مجموعہ مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ مؤلفہ محمد منظور الہی صاحب قادیانی)

(۲۶) کولا وائن

۵ مئی ۱۹۰۶ء رؤیا۔ ایک شخص نے ایک دوائی کولا وائن کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے۔ اور بوتل بند کی ہوئی ہے۔ اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے۔ مگر جس شخص نے دی وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مکاشفات ص۵۲ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۲۷) دردِ دندان

نشان (نبوت)۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اس نے کہا کہ علاج دندان۔ اخراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اس وقت مجھے غنودگی آگئی اور میں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی۔ میں نے بیتابی کی حالت میں اس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا تھا۔ اور تھوڑی سی نیند آگئی جب میں بیدار ہوا تو درد کا

نام ونشان نہ تھا۔ اور زبان پر یہ الہام جاری تھا۔ واذا مرضت فھو یشفی
(حقیقۃ الوحی ص۲۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۸) عدالتی الہام

ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری کے مقدمہ کی وجہ سے جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا۔ موجود تھا۔ مجھے الہام ہوا۔ یسئلونک عن شانك قل الله ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ پھر ان کو اپنی لہو ولعب میں چھوڑ دے۔ سو میں نے یہ الہام اپنی اس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی۔ جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہونگے سنا دیا۔ . . . . پھر بعد اس کے جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے۔ اسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے۔ تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا قریباً عصر کے وقت پورا ہو گیا اور ہماری تمام جماعت کے زیادت ایمان کا باعث ہوا۔
(حقیقۃ الوحی ص۲۶۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۹) خدائی لیڈر (ج)

مولوی عبد الکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سست کہا حتیٰ کہ ان کی یہ غصہ کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیچھے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اسی کے متعلق اسی شب حضرت (مرزا) صاحب کو یہ الہام ہوا کہ یہ طریق اچھا نہیں

اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو۔ لطیفہ یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس بات پر شرمندہ تھے۔ اور لوگ انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۸۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۰) ایک بزرگ سے کُشتم کُشتا

ایک روز کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب کی قبر پر دعائیں مانگ رہا تھا اور وہ بزرگ ہر ایک دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر بھی بڑھالوں تب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی تب اس صاحب بزرگ سے بہت کشتم کشتا ہوا۔ تب اس مرد نے کہا مجھے چھوڑ دو میں آمین کہتا ہوں۔ اس پر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے تب اس بزرگ نے آمین کہی (لیکن افسوس کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ پانچ سال کے بعد ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب فوت ہوگئے۔ شاید بزرگ صاحب نے آمین دل سے نہ کہی۔ للمؤلف) (کشف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم ۱۷ و ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء ایضاً مکاشفات ص۳۴ باختلاف الفاظ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۳۱) عمر کی بشارت (حم)

میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۴۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

۱۶ / مئی ۱۹۰۱ء ۔ اللہ تعالیٰ حاضر ہے میں سچ کہونگا ۔ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے ۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا بیان جو آپ نے عدالت گورداسپور میں بطور گواہ مدعی علیہ مرزا نظام الدین کے مقدمہ میں دیا۔ مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹ منقول از منظور الٰہی ص ۲۴۱ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

واراد وا موتنا وا شاعوا فیہ خبر أ فبشر نا ربنا بثمانین سنۃ من العمر او ھو اکثر عددا ۔

دموت ما خواستند و دراں پیش گوئی کردند پس خدا مارا بشارت ہشتاد سال عمر داد بلکہ شاید ازیں زیادہ (یعنی بشارت ہوئی کہ عمر اسی سال ہوگی یا اس سے زیادہ)۔

(مواہب الرحمن ص ۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لیکن واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مئی ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔ گویا فی الحقیقت صرف اڑسٹھ سال عمر ہوئی۔ للمؤلف

(۳۲) طاعون کی آمد

(نبوت کا) چھیالیسواں نشان یہ ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ بجز ایک مقام کے پنجاب کے تمام اضلاع میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی۔ اور ہر ایک مقام طاعون سے آلودہ ہو جائے گا۔ اور بہت مری پڑے گی۔ اور ہزارہا لوگ طاعون کا شکار ہو جائیں گے اور کئی گاؤں ویران ہو جائیں گے اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے سیاہ درخت

لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ پیش گوئی کئی ہزار اشتہار اور رسالوں کے ذریعہ سے میں نے اس ملک میں شائع کی پھر تھوڑی مدت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۳) پیشگوئیاں

اس درماندہ انسان (مسیح) کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دنیا میں بجز انبیا کے اور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی ایسی خبریں پیش از وقوع بتلایا کرتے ہیں کہ زلزلے آویں گے وبا پڑے گی لڑائیاں ہونگی قحط پڑے گا۔ ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کرے گی یہ ہوگا وہ ہوگا۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۶۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

طاعون کے پھیلنے کے بارہ میں مجھے الہام ہوا الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ یعنی مرضیں پھیلائی جائیں گی۔ اور جانوں کا نقصان ہوگا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہوں گی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی۔ اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے۔ چنانچہ ان بارشوں

پہلے وہ وحی الٰہی بدر اور الحکم میں شائع کر دی گئی تھی۔ چنانچہ ویسا ہی ظہور آیا۔ اور کثرت بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہو گئے۔ اور وہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔ مگر دوسرا حصہ اس کا یعنی سخت زلزلے ابھی انکی انتظار ہے۔ سو منتظر رہنا چاہیے۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۲۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۴) تین چار کا چکر (ج)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی کیا اخفا ہے۔ پسر موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ مگر ہمارے موجودہ سارے لڑکے بھی کسی نہ کسی طرح تین کو چار کرنے والے ہیں۔ چنانچہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ میاں (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو تو حضرت صاحب نے اس طرح تین کو چار کرنے والا قرار دیا کہ مرزا سلطان احمد اور فضل کو بھی شمار کر لیا۔ اور بشیر اول متوفی کو بھی . . . تمہیں (یعنے خاکسار راقم الحروف کو) اس طرح پر کہ صرف زندہ لڑکے شمار کر لئے۔ اور بشیر اول متوفی کو چھوڑ دیا۔ شریف احمد کو اس طرح پر قرار دیا کہ اپنی پہلی بیوی کے لڑکے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد چھوڑ دئے اور میرے سارے لڑکے زندہ اور متوفی شمار کر لئے۔ اور مبارک کو اس طرح پر کہ میرے صرف زندہ لڑکے شمار کر لئے۔ اور بشیر اوّل متوفی کو چھوڑ دیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۵۹ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۵) پسر موعود کا قصہ (ج)

پہلی پیشگوئی۔ بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عز وجل خدا اے رحیم و کریم و بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ و عز اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اس کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ ... سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول و الآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ

اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمانی کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیا۔

الراقم خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ۔ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

چونکہ اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء پر جس میں ایک پیشگوئی دربارہ تولد ایک فرزند صالح درج ہے۔ جو بہ صفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔ دو شخص سکنہ قادیان نے یہ دروغ بے فروغ برپا کیا ہے کہ ہماری برادری میں عرصہ ڈیڑھ ماہ سے صاحب مشتہر کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگیا ہے حالانکہ یہ قول ناسپرو گان کا سراسر افترا اور دروغ و بمقتضائے کینہ و حسد و عناد جبلی ہے جس سے وہ نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ (گویا مرزا صاحب کی بات تمام مسلمانوں کی بات ہے للمولف) اس لئے ہم ان کے اس قول دروغ کا رد واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰۔ ۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ ہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہوجائے گا۔

(اشتہار واجب الاظہار منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے۔

یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ . . . ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب آلہی میں توجہ کی گئی۔ تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے۔ یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے۔ یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ اور پھر بعد اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ "انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے۔ یا ہم دوسرے کی راہ تکیں"۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندۂ ضعیف مولیٰ کریم جل شانہٗ کا ہے اس لئے اُسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا۔ وہ بھی شائع کیا جائیگا۔

(اشتہار صداقت آثار منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

سو واضح ہو کہ بعض مخالف نا خدا ترس جن کے دلوں کو زنگ تعصب و بخل نے سیاہ کر رکھا ہے۔ ہمارے اشتہار مطبوعہ آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء کو یہود یوں کی طرح محرف و مبدل کر کے اور کچھ کے کچھ معنی بنا کر سادہ لوح لوگوں کو سناتے ہیں اور نیز اپنی طرف سے اشتہارات شائع کرتے ہیں تا دھوکہ دے کر

ان کے یہ ذہن نشین کردیں کہ جو لڑکا پیدا ہونے کی پیش گوئی تھی اس کا وقت گزر گیا اور وہ غلط نکلی۔ ہم اس کے جواب میں صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا کافی سمجھتے ہیں۔

ایک صاحب ملازم دفتر اگیز یمنیر صاحب ریلوے لاہور۔۔۔۔۔۔ اپنے خط مرسلہ ۱۲ جون ۱۸۸۶ء میں اس عاجز کو لکھتے ہیں کہ تمہاری پیشگوئی جھوٹی نکلی اور دختر پیدا ہوئی۔ اور تم حقیقت میں بڑے فریبی مکار اور دروغ گو آدمی ہو۔۔۔۔۔۔ بھلا کوئی اس بزرگ سے پوچھے کہ وہ فقرہ یا لفظ کہاں ہے جو کسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ لڑکا اسی حمل میں پیدا ہوگا۔ اس سے ہرگز تخلف نہیں کریگا۔

ہاں اس اشتہار (۸ اپریل ۱۸۸۶ء) میں ایک یہ فقرہ ذوالوجوہ درج ہے کہ "مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا" مگر کیا اسی قدر فقرہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ مدت حمل سے ایام باقی ماندہ حمل موجودہ مراد ہیں۔ کوئی اور مدت نہیں۔ اگر اس فقرہ کے سر پر اس کا لفظ ہوتا تو بھی اعتراض کرنے کے لئے کچھ گنجائش نکل سکتی تھی۔ مگر جب الہامی عبارت کے سر پر اس کا لفظ (جو مخصوص وقت ہو سکتا ہے) وارد نہیں تو پھر خواہ نخواہ اس فقرہ سے وہ معنی نکالنا جو اس صورت میں نکالے جاتے جو اس کا لفظ فقرہ مذکور کے سر پر ہوتا۔ اگر بے ایمانی اور بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔ دانشمند آدمی جس کی عقل اور فہم میں کچھ آفت نہیں اور جس کے دل پر کسی تعصب یا شرارت کا حجاب نہیں وہ سمجھ سکتا ہے کہ کسی ذوالوجوہ فقرہ کے معنی کرنے کے وقت وہ سب احتمالات مدنظر رکھنے چاہئیں جو اس

فقرہ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ سو فقرہ مذکورہ بالا یعنے یہ کہ "مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا" ایک ذوالوجوہ فقرہ ہے جس کی ٹھیک ٹھیک تشریح ہے جو میر عباس علی شاہ صاحب لدھانوی نے اپنے اشتہار ۰ م رجون میں کی ہے۔ (ابھی تک میر عباس علی شاہ صاحب لدھانوی مرزا صاحب کے بڑے معتقد اور خاص الخاص مرید تھے مگر بعد کو بتوفیق الٰہی تائب ہو کر مسلمان ہو گئے بلکہ سابقہ واقفیت کی بنا پر مرزا صاحب کی تردید میں تحریریں شائع کرکے تلافی مافات کردی۔ للمؤلف)۔

(اشتہار محک اخیار و اشرار منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ستمبر ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۹۴ و ص۹۰ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

پہلا اشتہار جس کو مرزا صاحب نے بیس۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو بمقام ہوشیارپور شائع کیا تھا۔ اس میں کوئی تاریخ درج نہیں کہ وہ لڑکا جس کے صفات اشتہار میں درج ہیں۔ کب اور کس سال پیدا ہو گا۔

دوسرا اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب کی طرف سے شائع کیا گیا بہت مفید اشتہار ہے۔ اس میں بتصریح تمام کھول دیا گیا ہے کہ وہ لڑکا نو برس کے اندر پیدا ہو جائے گا۔ اس میعاد سے تخلف نہیں کرے گا۔ لیکن تیسرا اشتہار جو مرزا صاحب کی طرف سے آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء کو جاری ہوا اس کی الہامی عبارت ذوی الوجوہ اور کچھ گول گول ہے۔ اور اس میں کوئی تصریح نہیں کہ وہ (پسر موعود) کب اور کس تاریخ میں پیدا ہو گا۔ ہاں اس میں ایک یہ فقرہ ہے کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے۔ جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ فقرہ کہ مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا ایک ذوی الوجوہ فقرہ ہے۔ اگر الہامی عبارت کے صریح

لفظ اس کا ہوتا یعنی عبارت یوں ہوتی کہ اس مدت حمل سے تجاوز نہیں کیا ضرور اس میں پیدا ہو جائے گا تو بلاشبہ مواخذہ کی جگہ تھی۔ مگر اب تو ناحق کی نکتہ چینی ہے ... الہامات ربانی یا قوانین سلطانی کی عبارتیں اس پایہ اور عزت کی ہوتی ہیں جن کے لفظ لفظ پر بحث کرنا چاہئے۔ سو الہامی عبارت میں اس کا لفظ متروک ہونا جس سے حمل موجودہ میں پیشگوئی محدود ہو جاتی) صریح بتلا رہا ہے کہ اس جگہ حمل موجودہ مراد نہیں لیا گیا۔ بلکہ اس فقرہ کے دو معنی ہیں تیسرے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ اول یہ کہ مدت موجودہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا یعنی نو برس سے۔ کیونکہ اس خاص لڑکے کے حمل کے لئے وہی مدت موعود ہے۔ (لیکن میر صاحب کی یہ تاویل ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی پر ذرا بھی چسپاں نہیں ہوتی۔ للمولف)

دوسرے یہ معنی کہ مدت معہودہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا سو مدت معہودہ حمل کی اکثر طبیبوں کے نزدیک ڈھائی برس بلکہ بعض کے نزدیک انتہائی مدت حمل کی تین برس بھی ہے۔ بہر حال ان دونوں وجوہ میں سے کسی وجہ کی رو سے پیشگوئی کی صحت پر جرح نہیں ہو سکتی۔ (ایسی تشریح سے تو بہتر تھا کہ ذوی الوجوہ کے اجمالی عذر پر اکتفا کیا جاتا۔ ع۔

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے۔ للمؤلف)

اسی لئے مرزا صاحب نے اسی اشتہار ۸۔ اپریل میں قیاسی طور پر یہ بھی صاف لکھ دیا تھا کہ غالباً وہ لڑکا اب یا اس کے بعد قریب حمل میں پیدا ہوگا۔ اور پھر اس اشتہار کی اخیر سطر میں مرزا صاحب نے یہ بھی تحریر کر دیا کہ میں اسی قدر ظاہر کرتا ہوں جو مجھ پر منجانب اللہ ظاہر کیا گیا اور آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا۔ وہ بھی شائع کیا جائے گا۔ سو مرزا صاحب نے

اپنے اسی اشتہار میں بتلا بھی دیا کہ اس اشتہار کا الہامی فقرہ مجمل اور ذو الوجوہ ہے۔ جس کی تشریح اگر خدا نے چاہا پیچھے کی جائے گی۔

(اشتہار واجب الاظہار منجانب سید عباس علی شاہ صاحب لدھانوی ۸۔ جون ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۸۶ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی۔ اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا آج ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ ۸ اپریل کی پیشگوئی جو اس سے قبل بقول مرزا صاحب و میر صاحب ذو الوجوہ اور گول گول تھی۔ لڑکا پیدا ہوتے ہی کھلے کھلے بیان سے تعبیر ہونے لگی۔ علیٰ ہذا لفظ "اس" کی عدم موجودگی پہ پورا زور دے کر موجودہ حمل سے انکار کیا جاتا رہا لیکن لڑکا پیدا ہوتے ہی خود بخود لفظ "اس" کا مفہوم پیدا ہو گیا۔ اور موجودہ حمل یا دوسرا حمل جو اسکے قریب تھا مشا اور مراد میں داخل ہو گیا۔ دھوپ چھاؤں کا یہ کھیل کھیلنا ہر کسی کا حوصلہ نہیں۔ جس وقت جو معنی موافق ہوئے۔ تضاد کی حد تک بھی بدل گئے پھر بھلا کیا ممکن کہ غلطی ثابت ہو سکے۔ لیکن ایک بات پھر بھی گول رہ گئی کہ آیا یہ وہی پسر موعود ہے جس کا ۲۰ فروری کے اشتہار میں اعلان ہے۔ یا کوئی مزید ضمنی لڑکا ہے۔ مرزا صاحب نے ۸۔ اپریل کے اعلان میں دونوں کی گنجائش رکھی ہے۔ اور فی الوقت اس کی صراحت سے سکوت ہے۔ للمؤلف

(اشتہار خوشخبری منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء

تبلیغ رسالت جلد اول ص۹۹ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

ہماری والدہ صاحبہ سے حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل اولاد ہوئی۔

(۱) عصمت جو ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئی اور ۱۸۹۱ء میں فوت ہوگئی (یہ وہی لڑکی ہے جو آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء والی لڑکے کی پیشگوئی کے بعد ہی پیدا ہوئی اور لوگوں نے اعتراض کیا کہ پیشگوئی غلط نکلی۔ اس پر مرزا صاحب نے پیشگوئی کے نہ واقع ہونے کا عذر کیا جس کی تفصیل اوپر درج ہو چکی ہے۔ للمؤلف)

(۲) بشیر احمد جو ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۸۸ء میں فوت ہوگیا۔ (یہ وہ لڑکا ہے جس کی پیدائش پر مرزا صاحب نے خوشخبری کا اعلان مورخہ ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء اپنی ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کی تصدیق میں شائع کیا۔ لیکن ایک ہی سال کے بعد اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد مرزا صاحب کے چار لڑکے اور پیدا ہوئے جن میں سب سے بڑے میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ قادیان ہیں۔ کیا ان ہی کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی والا لڑکا سمجھا جائے جس کی یہ شان بتائی گئی تھی کہ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ اور اگر میاں صاحب اس عظمت کے مصداق نہ ہوں تو نہ معلوم کن وجوہ سے اس مرتبے کا آنا منسوخ ہوگیا۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۱۲ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۶) پسر موعود کا انجام (ج)

جب شروع ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود نے خدائی حکم کے ماتحت ہوشیارپور جاکر وہاں چالیس دن خلوت کی اور ذکر خدا میں مشغول رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دی جس نے اپنے مسیحی نفس سے مصلح عالم بن کر دنیا

کے چاروں کونوں میں شہرت پانی تھی۔ یہ الہام ہی قدر جلال اور شان وشوکت کے ساتھ ہوا کہ جب حضور نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس کا اعلان فرمایا تو اس کی وجہ سے ملک میں ایک شور برپا ہوگیا۔ اور لوگ نہایت شوق کے ساتھ اس پسر موعود کی راہ دیکھنے اور سب نے اپنے اپنے خیال کے مطابق اس پسر موعود کے متعلق اپنی اُمیدیں جمائیں بعض نے اس پسر موعود کو مہدی معہود سمجھا جس کا اسلام میں وعدہ دیا گیا تھا۔ اور جس نے دنیا میں مبعوث ہو کر اسلام کے دشمنوں کو نابید اور مسلمانوں کو ہر میدان میں غالب کرنا تھا بعض نے اور اسی قسم کی اُمیدیں قائم کیں اور بعض تماشائی کے طور پر پیشگوئی کے جلال اور شان وشوکت کو دیکھ کر ہی حیرت میں پڑ گئے تھے اور بعض کوئی اُمید قائم کئے اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے غیر مذاہب والوں کو بھی اس خبر نے چونکا دیا تھا۔

غرض اس وحی الٰہی کی اشاعت رجوع عام کا باعث ہوئی۔ ان دنوں حضور کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ مگر اللہ نے بھی ایمان کے رستہ میں ابتلاء رکھے ہیں قدرت خدا کہ چند ماہ کے بعد یعنی مئی ۱۸۸۶ء میں بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی۔ اس پر خوش اعتقادوں میں مایوسی اور بد اعتقادوں اور دشمنوں میں ہنسی اور استہزا کی ایک ایسی لہر اُٹھی کہ جس نے ملک میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا۔ اس وقت تک بیعت کا سلسلہ تو تھا ہی نہیں کہ مریدین الگ نظر آتے۔ پس عام لوگوں میں جو پیشگوئی ہو رہی تھی کوئی کچھ کہتا تھا۔ کوئی کچھ حضور نے بذریعہ اشتہار اور خطوط اعلان فرمایا کہ وحی الٰہی میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس وقت جو بچہ کی اُمیدواری ہے تو یہی وہ پسر موعود ہوگا۔ اور اس طرح لوگوں کی تسلی کی کوشش کی چنانچہ اس پر اکثر لوگ سنبھل گئے اور پیشگوئی کے ظہور کے منتظر رہے۔

کچھ عرصہ بعد یعنی اگست ۱۸۸۷ء میں حضرت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ اس لڑکے کی پیدائش پر بڑی خوشی منائی گئی اور

کئی لوگ جو متزلزل ہو گئے تھے پھر سنبھل گئے۔ اور لوگوں نے سمجھا کہ یہی وہ موعود لڑکا ہے۔ اور خود حضرت صاحب کو بھی یہی خیال تھا۔ گو آپ نے اس کے متعلق کبھی قطعی یقین ظاہر نہیں کیا۔ مگر یہ ضرور فرماتے رہے کہ قرائن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ لڑکا ہے۔ واللہ اعلم۔

غرض بشیر اول کی پیدائش رجوع عام کا باعث ہوئی۔ مگر قدرت خدا کہ ایک سال کے بعد یہ لڑکا اچانک فوت ہو گیا۔ بس پھر کیا تھا ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہوا اور سخت زلزلہ آیا۔ حتیٰ کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری کا خیال ہے کہ ایسا زلزلہ عامۃ الناس کے لئے نہ اس سے قبل کبھی آیا تھا اور نہ اس کے بعد آیا۔ ۔ ۔ ۔ بہر حال یقینی بات ہے کہ اس واقعہ پر ملک میں ایک سخت شور اٹھا اور کئی خوش اعتقادوں کو ایسا دھکہ لگا کہ وہ پھر نہ سنبھل سکے۔

حضرت صاحب نے لوگوں کو سنبھالنے کے لئے اشتہاروں اور خطوط کی بھرمار کردی اور لوگوں کو سمجھایا کہ میں نے کبھی یہ یقین ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہی وہ لڑکا ہے۔ ہاں یہ میں نے کہا تھا کہ چونکہ خاص اس لڑکے کے متعلق بھی مجھے بہت سے الہام ہوئے ہیں جن میں اس کی بڑی ذاتی فضیلت بتائی گئی تھی۔ اسلئے میرا یہ خیال تھا کہ شاید یہی وہ موعود لڑکا ہو۔ مگر خدا کی وحی میں جو اس معاملہ میں اتباع کے قابل ہے ہرگز کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ غرض لوگوں کو بہت سنبھالا گیا۔ چنانچہ بعض لوگ سنبھل گئے۔ لیکن اکثروں پر مایوسی کا عالم تھا۔ اور مخالفین میں پرلے درجہ کا استہزاء کا جوش تھا اس کے بعد پھر عامۃ الناس میں پسر موعود کی آمد آمد کا اس شدومد سے انتظار نہیں ہوا۔ جو اس سے قبل تھا (حقیقت کھل گئی اور پھر وہ پسر موعود آیا بھی نہیں۔ بھول میں پڑ گیا۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۵۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

فصل ہفتم

ارشادات

(۱) قیوم العالمین کا قادیانی تخیل (ج)

اس بیان مذکورۂ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ یہ وہی اعضاء ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے۔ جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضاء میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیف توضیح المرام ص۷۵)

(۲) وحدت وجود (ج)

(مرزا صاحب نے) میر عباس علی صاحب کے استفسار پر "وحدت وجود" کی تردید میں ایک مبسوط خط ۱۳ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ کو لکھا جس میں وجودیوں کے اعتقادات کے پرخچے اڑا دیئے۔ وحدت وجود کے مسئلہ پر جب آپ نے (مرزا صاحب نے) قلم اٹھایا تو یوں ہی خیالی طور پر نہیں بلکہ آپ نے ایک محقق کی حیثیت سے اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر لیا تھا

اور کافی مطالعہ کر کے یہ فیصلہ کیا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"اس عاجز نے ہر چند ایک مدت دراز تک غور کی اور کتاب اللہ اور احادیث نبوی کو بتدبر و تفکر تمام دیکھا اور محی الدین ابن عربی وغیرہ کی تالیفات پر بھی نظر ڈالی کہ جو اس طور کے خیالات سے بھری ہوئی ہیں اور خود عقل خداداد کی رو سے بھی خوب سوچا اور فکر کیا لیکن آج تک اس دعویٰ کی بنیاد پر کوئی دلیل اور صحیح حدیث ہاتھ نہیں آتی اور کسی نوع کی برہان اس کی صحت پر قائم نہیں ہوئی بلکہ اس کے ابطال پر براہین قویہ اور حجج قطعیہ قائم ہوئی ہیں جو کسی طرح اُٹھ نہیں سکتیں"

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ ۹۵ مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۳) عیسیٰ کی حقیقت (م)

وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

(توضیح مرام صفحہ (۳) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جن کو آپ لوگ یسوع کہتے ہیں) اسی سلسلہ کا موید بنا کر بھیجا۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ (۲۸۰) مجموعہ تقاریر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۰۲)۔

اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہئے کہ اعتراض

میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ (۱۶۹)

غرض جس ابن مریم کی قرآن شریف نے ہم کو خبر دی ہے وہ اسی ازلی ابدی ہدایت کا پابند تھا جو ابتدا سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی ہے لہذا اس کی نبوت کے لئے قرآنی ثبوت کافی ہے۔ گو انجیل کی رو سے کتنے ہی شکوک و شبہات اس کی نبوت کے بارہ میں پیدا ہوں۔

(نور القرآن مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نمبر ۲ صفحہ (۳۲)۔

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی) پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔

(اعجاز احمدی صفحہ (۱۳) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

اور یہود تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے معاملہ میں اور ان کی پیش گوئیوں کے بارہ میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اس کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا۔

(اعجاز احمدی صفحہ (۱۳) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ

[یسوع] مسیح میں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیوں کہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اس قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ (۷) حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(م) کنجریوں سے تیل ملوانا کوئی معمولی بات ہے یسوع کا ان سے کیا تعلق تھا۔ اگر پادری صاحبان کہیں کہ اس کنجنی نے توبہ کر لی ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ کنجنی کی توبہ کا کیا اعتبار دن کو تو توبہ کرتی ہے اور رات کو جا کر مونڈھے پر بیٹھ کر بدکاری میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم صفحہ (۳۷۴) مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے

نزدیک آپ کے یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ (۵) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردمی اور رجولیت انسان کے صفات محمودہ میں سے ہے ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ جیسے بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفت کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد سوم (صفحہ ۲۸) مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) مرزا صاحب کی معذرت

ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے۔ اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے۔ اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے۔ اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے۔ جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا۔ ... سو ہم نے اپنی کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ اور خدا کے ...

ایک عاجز بندہ عیسیٰ بن مریم جو نبی تھا۔ جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔

(انوار القرآن حصہ دوم صفحہ (۲) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) مریمؑ کی عصمت (م)

غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرلے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا اگرچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا تا خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے۔

القصہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے نذر ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی۔ افسوس اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ناجائز تعلقات کے شبہات شایع کئے۔

(چشمہ مسیحی صفحہ (۱۸) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا۔ اور تعداد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

(کشتی نوح صفحہ (۱۶) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا
کام بھی کرتے رہے ہیں۔

(ازالۂ اوہام صفحہ ۳۰۳ مصنفۂ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) لعنت۔ لعنت (ج)

(مرزا صاحب نے) فرمایا۔ توریت کی رو سے جو زنا کا نطفہ ہو وہ ملعون ہوتا ہے۔ اور جو صلیب دیا جائے وہ بھی ملعون ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ عیسائیوں نے اپنی نجات کے واسطے کفارہ کا مسئلہ گھڑنے کے واسطے یہ تسلیم کر لیا کہ یسوع صلیب پر چڑھ کر ملعون ہوگیا۔ جب ایک لعنت کو انہوں نے یسوع کے واسطے روا رکھا ہے تو پھر دوسری لعنت کو بھی کیوں روا نہیں رکھ لیتے تاکہ کفارہ زیادہ پختہ ہو جائے۔ جب لعنت کا لفظ آگیا تو پھر کیا ایک اور کیا دو۔ مگر قرآن شریف نے اِن دونوں لعنتوں کا رد کیا ہے۔ اور دونوں کا جواب دیا ہے کہ اِن کی پیدائش بھی پاک تھی۔ اور ان کا مرنا عام لوگوں کی طرح صلیب پر نہ تھا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۳۲۴

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

آنحضرت صلعم کے حضرت مسیح اور آن کی والدہ پر بہت بڑے احسانات ہیں کہ آپ نے انہیں ہر ایک قسم کے الزام سے بری کیا جو ان کے مخالف یہودی ان پر لگاتے تھے۔ ورنہ وہ خود تو جس دن سے پیدا ہوئے اسی دن سے مخالفین کی لعنت کے مورد تھے۔ یہودیوں نے اِن کے ساتھ کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ ابتداء بھی ان کی لعنت سے ہے اور انتہا بھی لعنت سے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو ان کا مصداق تو کوئی بھی نظر نہیں آتا یہودی لوگ تو خیر لعنت کرتے ہی تھے لیکن خود اُن کے حواری بھی لعنت کرنے

سے باز نہ رہ سکے۔ حواریوں میں سے ایک نے تین بار اُن پر لعنت کی ۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ یہ صرف حضرت نبی کریم ہی تھے جو بڑے زور سے ان کے مصدق بنے اور مخالفین کے ہر قسم کے الزامات سے ان کی بریت کی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا احسان ہو سکتا ہے کہ بجائے لعنت کے رحمت کا خطاب نہیں دلا دیا۔ اور اب مسلمان ان پر رحمۃ اللہ کا لفظ بولتے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم صفحہ ۴۹۱) مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۷) حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش (ج)

اخویم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سیدنا حضرت قبلہ مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب مرحوم مغفور نے ۱۹۱۱ء کے سالانہ جلسہ قادیان پر اخویم شیخ محمد جان صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ وزیر آباد کے مندرجہ ذیل استفسار پر اپنے قلم سے مندرجہ ذیل سطور لکھ دیں۔ یہ نقل اس کی مطابق اصل ہے۔ اگر عکس کی ضرورت ہو تو اصل شیخ محمد جان سے منگوا لیں۔ راقم قمر الدین از جہلم

سوال بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور! اگر کوئی حضور کے مریدوں میں ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کو بن باپ نہ مانے تو اس کے ایمان میں کوئی نقص ہے یا نہیں۔ ایک سائل کا یہ سوال ہے اُس پر کچھ فرمایا جائے۔ خاکسار محمد جان ۲۷ دسمبر ۱۹۱۱ء

اس پر آپ نے فرمایا کہ کسی کے پاس قلم و دوات ہے تو کسی نے کہا میرے پاس پنسل ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے قلم دوات چاہئے۔ جب قلم دوات آئی تو آپ نے فرمایا۔

جواب منجانب حضرت خلیفۃ المسیح مہدی وقت حضرت نورالدین اعظم۔

جہاں تک میری سمجھ ہے یہ مسئلہ کسی عقیدہ میں داخل نہیں نہ قرآن کریم نہ حدیث میں اس کے متعلق صریح حکم موجود ہے کہ یہ عقیدہ رکھو۔ اگر کسی کی تحقیق اس کو مجبور کرے تو وہ معذور ہے یہ میرا خیال ہے۔ نورالدین !!

(المہدی نمبر ۲ و ۳ صفحہ ۶۳ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)۔

اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸) سوال وجواب

بعض لوگ موحدین کے فرقہ میں سے بحوالہ آیت قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم انواع واقسام کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے چنانچہ اسی بنا پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کر کے دکھلائیے۔ .... ان تمام اوہام باطلہ کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جن میں ایسا لکھا ہے متشابہات میں سے ہیں۔ .... اور موحد صاحب کا یہ عذر کہ ہم ایسا اعتقاد تو نہیں رکھتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے حضرت عیسیٰ خالق طیور تھے بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ طاقت خدا تعالیٰ نے اپنے اذن وارادہ سے ان کو دے رکھی تھی۔ .... یہ سراسر مشرکانہ باتیں ہیں اور کفر سے بدتر۔

(ازالۂ اوہام صفحہ (۲۹۶) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(۹) عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات (م)

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھیرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(م) جو لوگ فرعون کے وقت مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے اُن کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے۔ اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق (یعنے سحر اور جادوگری) پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے۔

(ازالۂ اوہام صفحہ (۳۰۲) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔

(ازالۂ اوہام صفحہ ۳۰۲) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس سے کچھ تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح

اس وقت مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بناتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں۔ اور دم بھی ہلاتی ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعے پرواز بھی کرتی ہیں بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔ اور یورپ امریکہ میں بکثرت ہیں۔ اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔

(ازالہ اوہام (صفحہ ۳۰۴) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزہ کی پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہ تھا۔

(ضمیمہ انجام آتھم صے حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انھیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب (یعنی مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہر حال یہ معجزہ صرف کھیل کی قسم میں سے تھا۔ اور مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کو چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ چنانچہ جس نے کبھی عمر میں غور سے انجیل پڑھی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی بہ یقین تمام تصدیق کرے گا اور قرآن شریف کی آیات بھی بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی اور خدائے تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے۔ مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں چنانچہ اس بات کا تجربہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) مرزا صاحب کی مسیحائی (ج)

۱۴ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء۔ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب یکا یک سخت بیمار ہوگئے اور چند بار غش آیا آخری مرتبہ ایسی غشی طاری ہوگئی کہ بدن بےحس اور سرد ہوگیا۔ سب عورتوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ دیا۔ حضرت مسیح موعود اس وقت دعا میں مصروف تھے۔ آپکی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں لڑکا فوت ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا "میں نے بھی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ دیا ہے۔ با این ہمہ آپ نے عرق گلاب لاکر صاحبزادہ صاحب کے منہ پر چھینٹے مارے جس کے بعد انہیں کچھ حرکت ہوئی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ ہوش میں آگئے حضرت مسیح موعود نے باہر آکر بیان فرمایا کہ لڑکے کی نبض مفقود ہو چکی تھی۔ اور علامات

موت بالکل ظاہر ہو چکی تھیں۔ آنکھیں پتھرا گئی تھیں میں نے عرق گلاب چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی زیادہ خوف شماتت اعداء کا ہے اس سے بچ جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لڑکے کو مردہ حالت سے زندہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں چونکہ علماء یہود کی کمت جاتی رہی تھی۔ اور موٹے اور سطحی خیال کے لوگ تھے۔ کسی مرگی والے کو شفا ہوئی پر انہوں نے یہی سمجھ لیا۔

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۳۲ منقول از منظور الٰہی صفحہ ۲۶۰) مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۱) مسیح ابن مریم اور مرزا صاحب (ن)

میں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر پھر خیال کرے کہ میں خدا ہوں۔ گو میں مسیح ابن مریم کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا۔ تاہم میں دعویٰ کرنے والے کو تمام گنہگاروں سے بدتر سمجھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم اس تہمت سے بری اور راستباز ہے۔ اور اس نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی۔ لیکن ہر ایک دفعہ اپنی عاجزی اور عبودیت ظاہر کی۔ ایک دفعہ میں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا عالم تھا۔ ایک جگہ بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا۔ اور اس نے اپنی فروتنی اور محبت سے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ میرا بھائی ہے اور میں نے بھی محسوس کیا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ تب سے میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ سو جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے موافق میرا یہی عقیدہ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے گو مجھے حکمت اور مصلحت الٰہی نے اس کی نسبت زیادہ کام سپرد کیا ہے اور اس کی نسبت زیادہ فضل و کرم کے وعدے دئے ہیں۔ مگر پھر بھی میں اور وہ روحانیت

ن دوسرے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی بناء پر میرا آنا اسی کا آنا ہے جو مجھ سے انکار کرتا ہے وہ اس سے بھی انکار کرتا ہے ... ... اور مسیح ابن مریم مجھ میں سے ہے اور میں خدا سے ہوں۔ مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے۔ اور بدقسمت وہ جس کی آنکھوں سے میں پوشیدہ ہوں۔ خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی۔

(مرزا صاحب کا مکتوب بنام ڈوئی صاحب مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد سوم صفحہ ۱)

(۱۴) یسوع مسیح سے پیار۔ مسیحی ملکہ کا دربار

جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آں جناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائداد کی طرح ہے اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے کیوں کہ میری طبیعت یسوع مسیح میں مستغرق ہے اور یسوع کی مجھ میں اسی دعویٰ کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں ... ... اور اس جگہ اس قدر لکھنے کی میں نے اس لئے جراءت کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے۔ اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر بادب التماس کروں کہ ... ... کیا خوب ہو کہ جناب کو اس چھپی ہوئی توہین پر بھی نظر ڈالنے کے لئے توجہ پیدا ہو جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے۔ کم از کم مرزا صاحب کی تصانیف انجام آتھم۔ ازالہ اوہام۔ اور کشتی نوح میں یسوع مسیح کی جو گت بنائی گئی ہے ان کے اور ان کی والدہ مریمؑ کے حق میں جو بدگوئی اور بدزبانی روا رکھی گئی ہے اس پر ضرور توجہ ہو کہ یہ تحریرات بھی ملکہ معظمہ کی نظر سے چھپی ہوئی ہیں۔ للمؤلف)۔

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بحضور ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند)

(۱۳) مسمریزم کی تشریح (م)

اور یہ جو میں نے مسمریزمی طریق کا عمل الترب نام رکھا ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے یہ الہامی نام ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ یہ عمل الترب ہے۔

(ازالہ اوہام ۳۱۲ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(م) اب یہ بات یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔

(حاشیہ ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بہر حال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے قوی امید رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

(ازالہ اوہام (صفحہ ۳۰۹) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(۱۴) حلول و اتحاد کی حقیقت

راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ . . .

خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۴ از مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقع پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔ اول جب کہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گزر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر بہت زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا ... ... تب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جن کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ ان تمام بیجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک ثابت کریں اور اس کے حق میں صداقت کی گواہی دیں۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم واکمل طور پر آگئی۔ اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعویٰ بھی کرے گا اور خدائی کا بھی۔ ایسا ہی انہوں نے کیا۔ نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دئے اور وہ قواعد مرتب کئے اور روہ تنسیخ ترمیم کی جو ایک نبی کا کام تھا۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے۔ اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ اس کا خُلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف

اشارہ ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب آیتہ۔ وآخرین منھم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو (یعنی مرزا صاحب کو) اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا۔ تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ (۱۶۵) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پس مسیح موعود خود محمد رسول ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ۔۔۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں۔ (از قاضی ظہور الدین صاحب اکمل قادیانی)

(۱۵) قادیانی نجوم

ان دونوں حسابوں کی رو سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جس کی خدائے تعالیٰ نے سورۃ والعصر میں قسم کھائی الف خامس ہے یعنی ہزار پنجم جو مریخ کے اثر کے ماتحت ہے اور یہی سر ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مفسدین کے قتل اور خونریزی کے لئے حکم فرمایا گیا جنھوں نے مسلمانوں کو قتل کرنا چاہا اور ان کے استیصال کے درپے ہوئے اور یہی خدائے تعالیٰ کے حکم اور اذن سے مریخ کا اثر ہے غرض آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا یعنی بعث اول جلالی تجلی ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ مگر بعث دوم جس کی طرف آیتہ کریمہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم میں

اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے ۔ . . . . یہ باریک بھید یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم میں تجلی اعظم جو اکمل اور اتم ہے وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے کیوں کہ بعث دوم آخر ہزار ششم میں ہے اور ہزار ششم کا تعلق ستارہ مشتری کے ساتھ ہے جو کوکب ششم منجملہ خنس کنس ہے اور اس ستارہ کی یہ تاثیر ہے کہ ماموریں کو خون ریزی سے منع کرتا اور عقل اور دانش اور مواد استدلال کو بڑھاتا ہے۔

اس وقت کے مبعوث پر پرتو ستارہ مشتری ہے نہ پرتو مریخ ۔ اسی وجہ سے بار بار اس کتاب میں کہا گیا ہے کہ ہزار ششم فقط اسم احمد کا مظہر اتم ہے جو جمالی تجلی کو چاہتا ہے ۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۶) قادیانی تعلیم (ج)

بعض تعلیمات سلسلہ احمدیہ کی آپکو ایسی نظر آئیں گی جو بظاہر مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف ہیں اور جو اس مشہور تعلیم سے بھی خلاف ہیں جو قرآن کریم کی طرف منسوب کی جاتی ہے لیکن ۔ . . . . . حضرت مسیح موعود نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی صرف مسلمانوں کی غلطیوں کی اصلاح کی ہے ہاں بعض باتیں آپنے نئی بھی بیان کی ہیں لیکن وہ بھی قرآن کریم سے باہر نہیں بلکہ قرآن کریم سے ہی ہیں لیکن چونکہ وہ اس زمانہ سے مخصوص تھیں دنیا کو اس سے پہلے ان کی معرفت عطا نہیں کی گئی تھی۔

(تحفہ لارڈ ارون صفحہ ۲۷ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۷) ملائکہ اور شیطان

اگر کوئی کہے کہ شیطان و ملائکہ دکھاؤ تو کہنا چاہیئے کہ تمہارے اندر یہ خواص کہ

میٹھے بھلے آنا فاناً بدی کی طرف متوجہ ہو جانا یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ کی ذات سے بھی منکر ہو جانا اور کبھی نیکی میں ترقی کرنا اور انتہا درجہ کی انکسار و فروتنی و عجز و نیاز میں گر جانا یہ اندرونی کشش جو تمہارے اندر موجود ہے ان سب کے محرک جو قوی ہیں وہ ان دو الفاظ ملک و شیطان کے وجود میں مجسم ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

(۱۸) معجزہ کی تعریف (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء)

ایک دفعہ منشی محمد اڑوڑے خاں صاحب نے حضرت اقدس سے پوچھا کہ حضور معجزہ کیسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا:-

"معجزہ کی ایسی مثال ہے کہ گرمی شدید پڑ رہی ہو ایک پیر کے مرید ہوں وہ اپنے پیر سے کہیں کہ دعا کرو کہ ٹھنڈی ہوا چل جائے وہ دعا کرے اور پھر اس کے بعد ٹھنڈی ہوا بھی چل پڑے۔ اس سے مریدوں کا تو ایمان بڑھتا ہے کہ ہمارے پیر نے دعا کی اور ٹھنڈی ہوا چل گئی مگر مخالف اس پر اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہوا کا کام تو چلنا ہی ہے یہ کیا معجزہ ہے۔ معجزہ کی مثال ایسی ہی ہے"۔

(اخبار الحکم قادیان نمبر ۴۴ جلد ۳۰ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(۱۹) معجزہ شق القمر کی تاویل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ط یعنی قیامت نزدیک آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور جب یہ لوگ خدا کا کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک پکا جادو ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر ظہور میں نہ آیا ہوتا تو ان کا حق تھا کہ وہ کہتے کہ ہم نے تو کوئی نشان

لکھا اور نہ اس کو جادو کہا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی امر ضرور ظہور میں آیا تھا جس کا نام شق القمر
رکھا بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک عجیب قسم کا خسوف تھا جس کی قرآن شریف نے پہلے
سے خبر بھی دی اور یہ آیتیں بطور پیش گوئیوں کے ہیں۔ اس صورت میں شق کا لفظ محض استعارہ کے
طور پر ہوگا کیونکہ خسوف کسوف میں جو حصہ پوشیدہ ہوتا ہے گویا وہ پھٹ کر علیحدہ ہو جاتا ہے یا استعارہ ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۲۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ آیت یعنی وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ یہ سورۃ قمر کی
آیت ہے شق القمر کے معجزہ کے بیان میں۔ اس وقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو
دیکھ کر کہ جو ایک قسم کا خسوف تھا یہ ہی کہا تھا کہ اس میں کیا انوکھی بات ہے۔ قدیم
سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کوئی خارق عادت امر نہیں۔

(نزول المسیح ص ۱۲۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایک صاحب نے (مرزا صاحب سے) پوچھا شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں۔
فرمایا ہماری رائے میں یہ ہی ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا۔ ہم نے اس کے متعلق اپنی
کتاب چشمہ معرفت میں لکھ دیا ہے"۔

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

(۲۰) قادیان میں کعبۃ اللہ (م)

(م) دوسرا کھلا نشان خانہ کعبہ کے متعلق یہ ہے کہ من دخلہ کان آمنا (القرآن)
یعنی یہ ایک امن کا مقام ہے۔ یہ بھی خصوصیت ساری دنیا میں صرف خانہ کعبہ کو ہی
حاصل ہے کہ وہ امن کا مقام ہے۔

(نکات القرآن حصہ سوم صفحہ ۲۶۷ مرتبہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری)

بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے

مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔ اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (ومن دخلہ کان آمنا) اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔)

آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ صہ

جیسا حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہیں ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں۔ صفحہ

(خطبہ جمعہ از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ برکات خلافت مجموعہ تقاریر

میاں صاحب جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء)

جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اس طرح اس حج ظلی کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک حج رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔

(قادیانی جماعت کے ایک بزرگ کا ارشاد مندرجہ اخبار پیغام صلح جلد (۲۱) نمبر ۲۲۔)

(م) جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس موقعہ (جلسہ سالانہ) پر قادیان نہیں آسکے وہ تو خیر معذور ہیں ... لیکن جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد واثق کا پاس کیا اور ... ارض حرم (قادیان) کے انوار و برکات سے بہرہ اندوز ہونے۔ امام محترم کی بات کرنے ... کے شوق میں دار الامان مہدی ٹھیک وقت پر آن ہی پہنچے اُن کی للہیت ان کا اخلاص فی الواقعہ قابل تحسین ہے۔

اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں نہیں سما سکتا تو گلیوں۔ دکانوں اور راستوں تک میں نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں اور ارض حرم کے چار مصلوں کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۴۷ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء)۔

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین صفحہ ۵۲ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(۲۱) عذر حج (حج)

مولوی محمد حسین بٹالوی کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں سنایا گیا جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں ان سے فرصت اور فراغت ہولے"۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۶۴ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۲۲) قادیان میں مسجد اقصیٰ

پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہا زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔

پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹ برمتن)۔

اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ عزاسمہ نے اپنے اس قول میں سبحان الذی اسری
بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حو
...... اور مسجد اقصیٰ وہی ہے جس کو بنایا مسیح موعود نے ص۲۵۔
اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی
طرف جیسا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء ہے ایک نہایت
منارہ بنایا جائے (صفحہ ۳۴)۔
دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے
حصہ پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا ... ... یہ روشنی انسانوں کی
آنکھیں روشن کرنے کے لئے دور دور جائے گی (ص۳۴)۔
وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے
یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازے
کھلنے کا وقت آگیا اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔
... ... سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ (صفحہ ۳۵ و ۳۶)۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم)

(۳۳) تصنیف و تالیف (ج)

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو
اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا۔ چنانچہ حضور اسی مرض میں
فوت ہوئے۔ بارہا دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا ضعف ہوتا تھا کہ حضور
دودھ کا گلاس منگوا کر پیتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

ڈاکٹروں نے بھی یہی رائے دی تھی کہ آپ کی بیماری ہمیشہ رہتی ہے اور یہ بھی ہوگئی ہے آپ آرام کریں۔ مگر میں نے اس کے بعد ساٹھ کتابیں لکھی ہیں میں اسقدر کام کرتا ہوں جیسے ایک زمیندار کا بیل صبح سے شام تک لگا رہتا ہے۔ اسی طرح میں بھی اپنے کام کے سرانجام دینے میں لگا رہتا ہوں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بروایت حافظ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد دارالفضل قادیان مندرجہ اخبار الحکم جلد ۲۸ نمبر ۴۲ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۴ء)۔

ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ سرسید احمد خاں صاحب سے جب ایک دفعہ میری کتابوں کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو اس نے کہا کہ ان میں ذرہ خیر نہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ حصہ ششم صفحہ ۳۶۹، محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)۔

(۲۴) بحث سے انکار

کیا میں نے اس کو (یعنی مہر علی شاہ صاحب کو) اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کر لوں جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے۔ اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت و انجیل اور قرآن کریم پر۔ تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیوں کہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شایع کر چکے ہیں۔ اور اب ان کو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں

بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آیندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیتے۔ کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا۔

اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا۔

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۵) علیگڈھ میں سکوت (ج)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ لدھیانہ میں پہلی دفعہ بیعت ہے کہ یعنی ابتداء ۱۸۸۹ء میں حضرت (مرزا) صاحب علیگڈھ تشریف لے گئے ہیں اور میر عباس علی اور شیخ حامد علی ساتھ تھے حضرت صاحب سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار کے مکان پر ٹھہرے ...... علیگڈھ میں لوگوں نے حضرت صاحب سے عرض کر کے حضور کے ایک لکچر کا انتظام کیا تھا۔ اور حضور نے منظور کر لیا تھا۔ جب اشتہار ہو گیا اور سب تیاری ہو گئی اور لکچر کا وقت قریب آ گیا تو حضرت صاحب نے سید تفضل حسین صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میں لکچر نہ دوں۔ اس لئے میں اب لکچر نہیں دوں گا انہوں نے کہا حضور اب تو سب کچھ ہو چکا ہے لوگوں میں بڑی ہتک ہو گی حضرت صاحب نے فرمایا! خواہ کچھ ہو ہم خدا کے حکم کے مطابق کریں گے پھر اور لوگوں نے حضرت صاحب سے بڑے اصرار سے عرض کیا مگر حضرت صاحب نے نہ مانا اور فرمایا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس کے حکم کے مقابل میں کسی ذلت

نی پر واہ نہیں کرتا. غرض حضرت صاحب نے کچھ نہیں دیا. خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سفر میں مولوی محمد اسمٰعیل علیگڈھی نے حضور کی مخالفت کی اور آخر آپ کے خلاف ایک کتاب لکھی مگر جلد ہی اس جہان سے گزر گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۶۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)۔

(۲۶) الٹی بات

اِن اختلاف کے طوفان کے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ظاہر ہوئے اور آپ نے ان سب غلطیوں سے مذہب کو پاک کر دیا ہے سب سے پہلے میں شرک کو لیتا ہوں آپ نے شرک کو پورے طور پر رد کیا اور توحید کو اپنے پورے جلال کے ساتھ ظاہر کیا۔ آپ سے پہلے مسلمان علماء تین قسم کا شرک مانتے تھے ....

(۳) علماء تسلیم کرتے تھے کہ کسی میں خدائی صفات تسلیم کرنا بھی شرک ہے۔ مگر یہ صرف منہ سے کہتے تھے بڑے بڑے توحید پرست وہابی بھی حضرت مسیح کو ایسی صفات دیتے تھے جو خدا سے ہی تعلق رکھتی ہیں مثلاً یہ کہتے کہ وہ آسمان پر کئی سو سال سے بیٹھے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ نہ ان پر کوئی تغیر آتا ہے۔

(حضرت مسیح موعود کے کارنامے صفحہ ۲۷ تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

و کلمہ ربہ علی طور سینین وجعلہ من المحبوبین ھذا ھو موسیٰ فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ وفرض علینا ان نومن بانہ حیٌ فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین۔ اور اس کا (حضرت موسیٰ کا) خدا کوہ سینا پر اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا اپنی بنایا یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور ہرگز نہیں مرا اور مردوں میں سے نہیں۔

(نور الحق جلد اول صفحہ ۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۷) امت میں نبوت

جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالے گا وہ بہ بداہت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قرآن سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آں حضرت صلعم کی امت میں داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آں حضرت صلعم کی امت میں داخل ہوئے۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر (۸) جلد (۱۲) اگست ۱۹۱۷ء صفحہ ۷)

(۲۸) قادیانی میموریل (ج)

میں (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لا کر گورنمنٹ سے ان کو سزا دلائی جائے بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہئے اسی وجہ سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتاب امہات المومنین کے سزا دلانے کے لئے انجمن حمایت اسلام کے ذریعہ سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر کچھ وہ امر پیش آئے تو اسلام کا اصول عفو اور درگزر ہے۔ قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے تمہیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق سے کام لو۔

(کشف الغطاء صفحہ، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میموریل

بحضور نواب لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر، دام اقبالہ۔

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب "امہات المومنین" نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر ٹی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شایع ہوئی تھی ... ... چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ شایع کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سن کر رنج سے رُک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارہ میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تاکہ گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب چاہے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے۔

مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں۔ اور ہم سب لوگ اس بات کا افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب "امہات المومنین" کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہئے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھا دیں۔ اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں۔ یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک لے۔ تا اس طرح پر ہم فتح پالیں۔ کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز و درماندگی کی نشانی ہوگی۔ اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے اور گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کرے۔ کچھ کچھ

مگر ہم ہمیشہ کے لیے اس الزام کے تلے آجائیں گے کہ عاجز آکر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام کیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آجانے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم و فنون میں لوگ ترقی کریں۔ اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لئے ابھی سے سامان چاہیئے۔ ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے۔ اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچائے۔ لہذا گورنمنٹ عالیہ میں یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں ارسال میں روانہ کیا ہے۔ وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے۔ جو درحقیقت قابل اعتراض ہے ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس کرے۔ یا ان کتابوں کو تلف کرے۔ جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قدر و قیمت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی اس لئے ہم بادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکورہ کی طرف سے بھیجا گیا ہے [illegible] توجہ نہ فرمادے۔

کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھائیں کہ وہ کتابیں تلف کی جائیں یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فرو ماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور نیز یہ ایک

... ن ہو گا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائے گا۔ کہ ہم ... نٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر کبھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع ... دیں اور در حالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراض ناواقفوں کی نظر میں ... نا الحق کی طرح سمجھے جائیں گے اور خیال کیا جائے گا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ... کر لیا۔ سوا اس سے ہماری دینی عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو ... نے گالیوں سے پہنچایا جا رہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً ... کرایا یا کیا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت ... معقول اور بیہودہ طریق ہو گا۔

ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو مصنف (کتاب) امہات المومنین نے استعمال کئے ہیں اور ہم اس مؤلف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت بعید ہے کہ جو فی نوع انسان کی ہمدردی اور اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ... ... یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا نعوذ باللہ خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصد کو مفید نہیں ہے ... دنیاوی جنگ وجدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز اس کو پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے اور دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔

الراقم مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۸ء

(تبلیغ رسالت جلد ۷، صفحہ ۳۲ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

عورت کی عزت کے سوال پر قدیم اور جدید مہذب اور غیر مہذب قومیں ہمیشہ غیرت

وحمیت کا ثبوت دیتی رہی ہیں اور جب تک انسانیت باقی ہے دیتی رہیں گی۔

عرب میں ایک عورت نے معمولی سی بے عزتی پر نعرۂ یا للذل بلند کیا تو اس کی قوم کے ہزارہا جوان مرد اور غیور انسانوں کی خون آشام شمشیریں میانوں سے باہر آگئیں۔ ہندوستان کے ہزاروں واقعات ہیں کہ ہندوستان کے ہونہار سپوت اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی ناموس کے لئے خون کے سمندر میں غوطہ زن ہوئے۔

احمدیت مذہبی معاملات میں باموقع غیرت کا حکم دیتی ہے اور ولکم فی القصاص حیوٰۃ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

احمدیہ قوم زندہ قوم ہے۔ قوموں کی غیرت جب بھڑک اٹھتی ہے تو وہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح ہو جاتی ہے اور ان کی کمی تعداد ان کے راستہ میں روک نہیں بن سکتی۔

(اخبار الفضل قادیان ۲۱ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۲۹) گورنمنٹ کی پاسداریاں (ج)

غرض ان تمام لوگوں نے بے قیدی اور آزادی کی گنجائش پا کر افتراؤں کو انتہا تک پہنچا دیا اور ناحق بے وجہ اہل اسلام کا دل دکھایا اور بہتوں نے اپنی بدذاتی اور بد گوہری سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگائے۔ یہاں تک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو اُن کے اصل میں تھی اس سید المعصومین پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افتراء میں یہاں تک نوبت پہنچی وہ جواب دیتے جو اُن کی بداصلی کے مناسب حال ہوتا۔ مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسرے گال پر عیسائیوں کو

چاہنا چاہیے تھا ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہوکر پادریوں اور ان کے
ہیجے اکسانے ہوئے آریوں سے کھارہے ہیں یہ سب بردباریاں ہم اپنے محسن گورنمنٹ
کے خاطر سے کرتے ہیں اور کریں گے کیونکہ اُن کے احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب
ہے ۔ ۔ ۔ ۔ بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں
فدا ہے اور ہوگا۔ ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لیئے دعاگو ہیں۔

(آریہ دھرم نمبر ۵۹، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۰) مباہلہ کا معاملہ (ج)

جماعت احمدیہ کی امداد اور سہارے سے نہ صرف اس کے (اہل اخبار مباہلہ کے)
بچوں نے تعلیم حاصل کی بلکہ وہ نسبتی طور پر ایک آسودہ حال خاندان ہوگیا۔ ۔ ۔
ان لوگوں نے بعض ذاتی مفاد کے حاصل نہ ہونے پر یہ غیر شریفانہ رویہ اختیار
کیا کہ ہمارے مطاع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ پر نہایت گندے اور
مفتریانہ اتہامات لگانے شروع کیئے۔

ہم (قادیانی جماعت) یہ بھی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اس امر سے
خوب واقف ہیں کہ اخبار مباہلہ والوں نے حضرت امام اور حضور کے خاندان کی
مستورات پر اتہام لگانے میں جھوٹ اور افتراء سے کام لیا ہے۔
عدالت میں اُنہوں نے حلفی بیان یہ دیا کہ وہ خود آخر وقت تک مخلص تھے
لیکن بعض دوسرے لوگوں سے بعض الزامات انہوں نے سُنے اور تحقیق کر کے
انہیں سچا پایا اور اس وجہ سے الگ ہوگئے۔

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۹ جلد ۱۷ مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۰ء)

قادیان سے ایک اخبار مباہلہ نکلتا ہے۔ جو مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کے

سابقہ مریدین مخلصین کی جماعت نے جاری کر رکھا ہے۔ جو موجودہ خلیفہ قادیان (میاں محمود صاحب) کی زندگی اور اخلاق پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ اس اخبار نے خلیفہ قادیان کے حق پر ایک سخت اخلاقی الزام لگایا تھا۔ جس کے ثبوت میں اس نے ایک مدعیہ کی تحریر شایع کی۔ ہم بحکم شریعت اس کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں ہمارے نوٹ لکھنے کا باعث یہ ہے کہ اس الزام کے جواب میں قادیانیوں کی فریاد پر صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے اڈیٹر مباہلہ کو دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے ماتحت خلیفہ قادیان کے برخلاف کچھ لکھنے سے منع کر دیا۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۱ جون ۱۹۲۹ء)

مسٹر بارسڈن کے اس حکم میں تحریر ہے۔

ہرگاہ کہ مجھے توجہ دلائی گئی ہے کہ اخبار مباہلہ اور چند پوسٹروں میں جو ... کے نام سے شائع ہوئے ہیں امام جماعت احمدیہ کا نام بھی آتا ہے جس سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے۔ ۔۔۔۔۔۔

میں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم دیتا ہوں کہ تم اڈیٹر اخبار مباہلہ ... کسی اخبار یا پوسٹر میں امام جماعت احمدیہ کے چلن کے متعلق کوئی ریمارک نہ لکھو نہ چھاپنے میں مدد دو۔ کوئی چھپا ہوا کاغذ نہ چسپاں کرو نہ تقسیم کرو جس میں اس قسم کے ریمارک درج ہوں۔ اور اس قسم کے جس قدر کاغذات تمہاری تحویل میں ہوں ان کو تلف کر دو۔

(اخبار مباہلہ صفحہ ۱۵ بابتہ جولائی ۱۹۲۹ء)

(۳۱) مذہبی دیوانگی (ج)

قتل راجپال محض مذہبی دیوانگی کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ قانون کو ہاتھ میں

بچے ہیں وہ بھی مجرم ہیں اور جو اُن کی پیٹھ ٹھونکتا ہے۔ وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔
لیڈران کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں وہ خود مجرم ہیں۔ قاتل وڈاکو ہیں۔ جو لوگ توہین
بیابی وجہ سے قتل کریں ایسے لوگوں سے برأت ظاہر کرنا چاہئے اور اُن کو بتانا چاہیے
یہ ہونا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے نادانی ہے۔ انبیاء کی عزت
حفاظت قانون شکنی سے نہیں ہو سکتی۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۱۱؍اپریل ۱۹۲۹ء)

میں نے پچھلے جمعہ اپنی جماعت کے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ مومن
دل غیرت ہونا چاہئے۔ ... ... انسانی غیرت اور وقتی حالت میں اگر کوئی
فعل ہو جائے تو معذوری ہے۔ ... ...

ہماری جماعت ہر قربانی کرکے اپنا حق لے کر رہے گی۔ میری ہتک جماعت کی ہتک
ہے۔ اس لئے اس کا حق تھا کہ وہ بولتی۔ ایک مرتبہ چند جوشیلے احمدیوں نے ایک کنسٹیبل
کا مقابلہ کیا۔ میں نے اس وقت کہا کہ بہت ٹھیک کیا۔ بلکہ اس کو اتنا مارنا چاہئے تھا
کہ وہ معافی مانگتا۔ ... ...

ضمانت کیا چیز ہے۔ اگر کسی کو پھانسی کی سزا بھی دی جائے اور وہ بزدلی دکھائے
تو ہم اُسے ہرگز منہ نہ لگائیں گے۔ بلکہ میں تو اس کا جنازہ بھی نہ پڑھوں گا۔ ... ...

احمدی کسی گورنمنٹ سے ہرگز نہیں ڈرتے کم از کم میں تو کسی گورنمنٹ کے
قانون سے شمہ بھر نہیں ڈرتا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۱۱؍اپریل ۱۹۳۰ء)

جماعت احمدیہ کا ہر فرد جہاں یہ اقرار کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم کے مقابلہ میں ساری
دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے کہ آپ کی حرمت اور تقدس کے لیے
اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا۔ اگر دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ظالم د

جفا جو طاقت بھی اس عہد کا امتحان لینا چاہے گی تو احمدی کہلانے والا کوئی شخص بھی اس سے منہ نہ موڑے گا۔ اور مردانہ وار خوف و خطر کے سمندر کو عبور کر جائے گا خواہ اسے اپنے خون میں سے تیر کر جانا پڑے خواہ غازی بن کر سلامتی کے کنارے پہنچنے کی سعادت حاصل ہو۔

جو ہمارے امام کی تحقیر کرنا چاہتا ہے تو خواہ وہ کوئی ہو اور اس کی پشت پناہ کتنی زبردست طاقت ہو وہ اس وقت تک ایسا نہیں کر سکتا جب تک ہمارے بدن میں جان اور بدن میں توان ہے اس نیت کو لے کر کھڑے ہونے والے کو پہلے ہماری نعشوں سے گزرنا ہوگا اور ہمارے خونوں میں سے تیرنا ہوگا۔ اگر کسی میں اتنی ہمت ہے کسی یہ دل گردہ ہے۔ تو وہ کھڑا رہے اور دیکھ لے کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۰ اپریل ۱۹۳۰ء)

جو قوم سید عبد اللطیف نعمت اللہ خان جیسے بہادر شہید پیدا کر سکتی ہے وہ کبھی اپنی بے عزتی برداشت نہ کرے گی اور اپنے مقدس امام کی خفیف سے خفیف ہتک برداشت نہ کرے گی اور جان و مال تک قربان کر دے گی۔ بدامنی خون ریزی کی ذمہ دار حکومت ہو گی۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۵۔۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء)

عنقریب مباہلہ والوں پر جسمانی موت وارد ہو گی۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل یکم اپریل ۱۹۳۰ء)

یکم نومبر ۱۹۳۰ء۔ مدت سے اخبار مباہلہ کا مشہور مقدمہ قتل عدالت میں دائر تھا جس میں خلیفۂ قادیان کا ایک سرحدی مرید مسمی محمد علی ماخوذ تھا۔ ملزم کا چالان زیر دفعہ ۳۰۲ (قتل حاجی محمد حسین صاحب مرحوم رفیق مولوی عبد الکریم صاحب) اور دفعہ ۳۰۷ (مولوی عبد الکریم صاحب اڈیٹر مباہلہ پر قاتلانہ حملہ) تھا۔ ابتدائی عدالت نے ملزم کو

دو دفعات کے تحت مجرم قرار دیتے ہوئے مقدمہ سشن سپرد کر دیا۔ بتاریخ ۲۸-۲۹-۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء بمقام گورداسپور عدالت سشن میں مقدمہ کی سماعت ہوئی شہادت استغاثہ ۳۰ تاریخ کو ختم ہو گئی۔ ملزم نے بغرض پیش کرنے صفائی کے گواہ طلب کرائے تھے۔ مگر شہادت استغاثہ کے ختم ہونے پر اس نے صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا۔

استغاثہ کی طرف سے سرکاری وکیل لالہ دینا ناتھ صاحب تھے۔ ملزم کی طرف سے پیر اکبر علی (مرید خلیفہ قادیان) مرزا عبدالحق (قادیانی) وکیل اور مولوی فضل الدین (مشیر قانونی خلیفہ قادیان) پیروکار تھے۔

اسی تاریخ کو وکلاء کی بحث کے بعد عدالت نے اسیسر صاحبان کی رائے دریافت کی جنہوں نے بالاتفاق ملزم کو ہر دو جرموں کا مرتکب قرار دیا۔ بعد ازاں عدالت نے ملزم کو زیر دفعہ ۳۰۲ سزائے موت اور زیر دفعہ ۳۰۷ عبور دریائے شور کی سزا کا حکم سنایا۔

نوٹ۔ مذکورہ بالا قتل اور قاتلانہ حملہ بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۹۳۰ء بٹالہ (ضلع گورداسپور) کے قریب ہوا تھا جب کہ یہ لوگ گورداسپور سے مقدمہ اخبار مباہلہ کی پیشی سے فارغ ہو کر گھر واپس آرہے تھے۔

(مباہلہ بابتہ یکم نومبر ۱۹۳۰ء)

۱۲ جنوری ۱۹۳۱ء۔ قادیانیوں نے جو اپیل عدالت سشن گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں دائر کی تھی خارج ہو گئی۔ ہائی کورٹ نے بھی حکم سزائے پھانسی کو بحال رکھا۔

(مباہلہ بابتہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء)

ناظرین کو معلوم ہے کہ خلیفہ قادیان کے مرید محمد علی کو عدالت سشن گورداسپور سے سزاء موت کا حکم صادر ہوا تھا جس پر قادیانیوں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ ہائی کورٹ نے اپیل خارج کرتے ہوئے سزا کو بحال رکھا۔ ازاں بعد پریوی کونسل میں اپیل کی گئی

اب اطلاع موصول ہوئی کہ پریوی کونسل سے بھی اپیل خارج ہو گئی۔ تاریخ پھانسی ۱۶ رمئی سا۱۹۳۱ء مقرر ہوئی۔

(مباہلہ بابتہ ۱۵ رمئی ۱۹۳۱ء)

خلیفۂ قادیان کا مرید مسمی محمد علی جس نے ۲۳ راپریل ۱۹۳۰ء کی شام کو مولوی عبدالکریم صاحب اڈیٹر مباہلہ پر قاتلانہ حملہ کیا اور ان کے رفیق حاجی محمد حسین مرحوم کو قتل کر دیا تھا گورداسپور جیل میں بتاریخ ۱۶ رمئی ۱۹۳۱ء ٹھیک ۶ بجے صبح پھانسی دیا گیا۔
قادیانی لاش قادیان لے گئے جو بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئی۔ خلیفۂ قادیان نے تابوت کو کندھا دیا جنازہ پڑھایا۔ فوٹو لیا گیا۔ لمبی دعا کی گئی۔ اور بعد کو قادیانی اخبارات میں تعریف و توصیف کے مضامین شائع ہوئے۔

(مباہلہ بابتہ یکم جون ۱۹۳۱ء)

چنانچہ الفضل میں دو خاص مضمون نکلے۔ ایک کا عنوان تھا "جناب قاضی محمد علی صاحب کا وصال" (اخبار الفضل ۱۹ امئی ۱۹۳۱ء) دوسرا عنوان تھا "جناب قاضی محمد علی صاحب مرحوم کا شاندار انجام" (الفضل ۲۱ رمئی ۱۹۳۱ء)

(مباہلہ صفحہ بابتہ یکم جولائی ۱۹۳۱ء)۔

ایک بے گناہ مسلمان کو قتل اور ایک مسلمان پر قاتلانہ حملہ کرنے کی پاداش میں جو مذکورہ بالا قادیانی محمد علی کو پھانسی ملی تو اس کے جذبات و احساسات کو قادیانی اخبار الفضل اس طرح پیش کرتا ہے:
اپنے رویا اور کشوف سنا کر یہی سمجھتے رہے کہ میرے متعلق قطعاً کسی قسم کا غم نہ کیا جائے۔ مجھے اپنے متعلق خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس قدر بشارتیں مل چکی ہیں کہ مجھے اپنی کامیابی اور فلاح میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہا۔ اور میں خدائے تعالیٰ کی راہ میں اطمینان کے ساتھ جان دینے کو تیار ہوں۔ اور اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔

(الفضل ۲۱ رمئی ۱۹۳۱ء)

فصل ہشتم

تعلقات

(۱) اراکین خاندان

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ محمدی بیگم کے خواستگار۔

(۲) محمدی بیگم۔ ایک نوعمر لڑکی۔

(۳) مرزا احمد بیگ۔ محمدی بیگم کے والد۔ اور مرزا صاحب قادیانی کے ماموں زاد بھائی۔

(۴) والدہ محمدی بیگم۔ مرزا صاحب قادیانی کی چچا زاد ہمشیرہ۔

(۵) فضل احمد اور سلطان احمد۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے لڑکے۔

(۶) عزت بی بی۔ فضل احمد کی اہلیہ (مرزا احمد بیگ کی بھانجی)۔

(۷) مرزا علی شیر بیگ۔ عزت بی بی کے والد۔

(۸) والدہ عزت بی بی۔ مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ۔

(۹) مرزا سلطان محمد۔ محمدی بیگم کا شوہر۔ اور مرزا صاحب قادیانی کا کامیاب رقیب۔

(۱۰) بچے دی ماں۔ مرزا قادیانی صاحب کی پہلی بیوی۔

(۱۱) نصرت جہاں بیگم۔ مرزا قادیانی صاحب کی دوسری بیوی۔

(۱) بڑی بشارت

خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم)

انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا خدائے تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے (اس کا تصفیہ بعد کو ہو جائے گا۔ للمؤلف) اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(ازالہ ادہام صفحہ ۳۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) بشارت کی بشارت

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے پیش گوئی فرمائی تھی کہ یتزوج و یولد لہ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے۔ اور اولاد ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں۔ (البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے ظہور میں شادی نہیں کی تھی دوسرے نزول میں وہ شادی کریں گے۔ صاحب اولاد بھی ہوں گے لیکن مرزا صاحب اس حدیث کو اپنے پر چسپاں کرنے کی خاطر عجب پیچ دیتے ہیں۔ للمؤلف) بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز (مرزا قادیانی صاحب) کی پیش گوئی موجود ہے (خاص اولاد کی مشہور پیشگوئی یوں ہے۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء غالباً یہی خاص اولاد پیش نظر ہے۔ المؤلف)۔

گویا ہیں جانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی اگویا حدیث شریف کی رو سے مرزا صاحب کا محمدی بیگم سے نکاح ہونا لازم ہے اور یہ مسیح موعود ہونے کا خاص ثبوت ہوگا۔ للمؤلف)۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) خداداد موقع

(محمدی بیگم کے اعزا) مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے۔ اس وجہ سے کئی مرتبہ دعا کی گئی سو وہ دعا قبول ہو کر خدائے تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی۔ اس لڑکی کا والد ایک ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ (مرزا احمد بیگ) کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین نامی کو بیاہی گئی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین جس کا حق ہمیں بھی پہنچتا ہے۔ نامبردہ (مرزا احمد بیگ) کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرا دی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپے قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرا دیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بغیر ہماری رضامندی کے بے کار تھا۔ اس لئے مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نے بہ تمام تر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا۔ تاکہ ہم راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں۔ اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے۔ جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہیئے۔

سو یہی جواب مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا جس کو خدائے تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔ اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۱۱۵)

(۵) لالچ اور دھمکی

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہشمند ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے۔ تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کر لوں گا

اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہو گا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہو گا اور نہ تمہارے لئے ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے۔ جن کا نتیجہ موت ہو گا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا یہ حکم اللہ کا ہے پس جو کرنا ہے کر لو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے۔ پس وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا گیا۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) خاندانی سرد مہری

پہلا خط

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول کے

دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار و ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔

یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور بچائے گا اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھکو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو۔ اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدائے تعالیٰ سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے؟ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے بے شک وہ طلاق دے دے ہم راضی ہیں ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا باقی رہ گیا جو چاہے سو کرے ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے مرتا مرتا رہ گیا کہیں مرا بھی ہوتا یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں بے شک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی

کہ حاجت ہے لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے
باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے
میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا بلکہ ایک طرف جب
محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف سے فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق
دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کر دوں گا اگر میرے لئے احمد بیگ
سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد
کو جو اب میرے قبضے میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے
لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس
وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائے اور
اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ
مجھے خدائے تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر
فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو
گھر میں رکھے گا جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو ورنہ جہاں میں رخصت ہوا
ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی
ہیں میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم

راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴ رمئی ۱۸۹۱ء۔

دوسرا خط

والدۂ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز میں محمدی (مرزا
احمد بیگ کی لڑکی) کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں
اس نکاح سے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا اس لئے نصیحت

کی راہ لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کرا
اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو اس کو سمجھاؤ اور اگر ایسا نہ ہوگا تو آج میں نے مولوی
نورالدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو
فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ
لکھنے میں عذر کرے تو اسکو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا
جاوے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور
پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا
احمد بیگ محمدی کا نکاح غیر کے ساتھ کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے
جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس
طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس
طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی سو یہ شرطی طلاق ہے اور
مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد
نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔ اور پھر وہ میری وراثت سے
ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے
لئے بہتر ہوگا مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش
کرنا چاہتا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر
غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ
کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدائے تعالیٰ میرے ساتھ ہے جس دن نکاح ہوگا
اسی دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج

۴ مئی ۱۸۹۱ء

تیسرا خط

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں
مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اس کے یہ عاجز بیمار تھا
اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا صدمہ وفات فرزندان
فی الحقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ ہوگا
خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا
بدل صاحب عمر عطا فرمائے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا
کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن
خداوند علیم جانتا ہے آپ کے لئے دعا خیر و برکت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن
لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر
ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ
کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے سو
مجھے خدائے تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ الہام ہوا
تھا۔ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ
کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے
تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا
کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں
اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتے سے
آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا

اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا جو آپ کے خیال میں نہیں کوئی غم
اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان
کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔ اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ
پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید
دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے۔ اور ایک جہان
کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے۔ اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت
سے منتظر ہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو
رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان
مساجد میں نماز کے بعد اس پیشگوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو
ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الا اللہ محمد رسول
پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے
ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے
لئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں خدا تعالیٰ سے کوئی
بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز نہیں بدل سکتا
خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات
ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور
دین و دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی
ناملائم لفظ ہو تو معاف فرمادیں۔ والسلام۔

خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء روز جمعہ

(منقول از رسالہ کلمہ فضل رحمانی)

(۷) انعام کا وعدہ (ج)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب جالندھر جاکر قریبًا ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری زندہ تھا۔ اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکہ میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا۔ اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا۔ اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیوں کہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کا موجب ہوئے۔ مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوئی تھیں۔ ان ہی احتیاطوں نے غالبًا کام بگاڑ دیا۔ للمولف)۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۲۴، مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸) خیر خیر

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی کہ بیس روز سے نکاح ہو گیا ہے۔ قادیان میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا لہذا مکلف ہوں کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کر کے تحریر فرمادیں کہ نکاح اب ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو کیا وجہ ہے مگر بہت جلد جواب ارسال فرمادیں وزیر سلطان احمد کے بارے میں ارقام فرمادیں کہ اس نے کیا جواب دیا ہے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۸ ستمبر ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۳) صفحہ ۱۴۲ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹) رقیب کی خود سری

احمد بیگ کے داماد (مرزا سلطان محمد) کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ نے ترک تعلق نہ چاہا بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزا میں شریک ہوئے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب انعامی چار ہزار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صہ ۱۲۶ حاشیہ دوم)

(۱۰) چہ میگوئیاں

یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی اور طمع دی گئی۔ اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے۔ (شدت غرض میں بھی یہی حال ہو جاتا ہے۔ للمؤلف) کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہو گا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیش گوئی ظاہر فرمائے

اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کو پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔

(حقیقت الوحی ص۱۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) خانہ بربادی

میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار المہام وہ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی اور چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہو گی اور مخالفوں کی

فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔

دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اس کی ہتک بدل و جان منظور رکھی چونکہ اس دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا سو جب کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو لہٰذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی بدی رنج راحت شادی و ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی کیونکہ انہوں نے اب تعلق توڑ دئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے مومن دیوث نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقویٰ قطع رحم بہ از مودّت قربیٰ

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۹)

(۱۲) ترکی تمام شد (ج)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت (مرزا) صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا۔ اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکھٹی نہیں ہو سکتیں۔ لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا۔ اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں میں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ اگر یہ بات ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا۔ مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر

آہستہ آہستہ اُدھر جا ملا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۳) یاس میں آس

احمد بیگ کی دختر (محمدی بیگم) کی نسبت جو پیشگوئی ہے جو اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے (یہ خط اوپر درج ہو چکا ہے۔ للمؤلف) اور سچ ہے وہ عورت (محمدی بیگم) میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی جیسا کہ پیشگوئی میں تھا میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ عجب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ ... ... وہ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں۔ ہو کر رہیں گی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور میں)

(منظور الٰہی صفحہ ۲۴۴ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

(۱۴) دنیا بامید قایم

پھر میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ معاملہ (محمدی بیگم کے نکاح کا) اتنے ہی پر ختم ہو گیا اور جو ظہور میں آیا یہ ہی نتیجہ آخری ہے اور پیش گوئی کی حقیقت اسی پر ختم ہو گئی۔ بلکہ

اصل معاملہ ابھی اسی طرح باقی ہے اس کو کوئی بھی کسی حیلے سے رد نہیں کر سکتا۔ اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم (قطعی اور یقینی) ہے عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ قسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ کو بھیجا اور خیر الرسل اور خیر الوریٰ بنایا کہ یہ بالکل سچ ہے۔ تم جلد ہی دیکھ لوگے اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔

(انجام آتھم ص۲۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

"کہہ۔ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا"

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۸۵)

(۱۵) رعایتی توسیع

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے بڑے دعوی سے پیش گوئی کی تھی کہ محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد شادی کے بعد ڈہائی سال کے اندر ضرور مرجائے گا۔ کافی مہلت تھی مگر نہ مرا۔ بالآخر مرزا صاحب نے رحم کھا کر اس کی زندگی میں بلا تعین وقت توسیع منظور کرالی۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں جگہ خالی کردے۔ اور خیر وخوبی سے مرزا صاحب کی موعودہ شادی ہوجائے (للمؤلف)۔

"لیکن، اب بہتیرے جاہل اس میعاد گزرنے کے بعد ہنسی کریں گے۔ اور اپنی بدنصیبی سے صادق (یعنی مرزا صاحب) کا نام کاذب رکھیں گے۔ لیکن وہ دن جلد آتے جاتے ہیں کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے۔ اور حق ظاہر ہوگا۔ اور سچائی کا نور چمکے گا اور خدا تعالیٰ کے غیر متبدل وعدے پورے ہوجائیں گے۔ کیا کوئی زمین پر

ہے جوان کو روک سکے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے بدفطرتو اپنی فطرتیں دکھلاؤ۔ لعنتیں بھیجو۔ ٹھٹھے کرو اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغ گو رکھو۔ لیکن عن قریب دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے۔

عذاب کی میعاد ایک تقدیر معلق ہوتی ہے۔ جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے۔ جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے۔ لیکن نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا۔ یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۹۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۱۱۵)

(۱۶) ناکامی کی تلخی

چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف (اس پیش گوئی کے) انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے بھلا جس دن یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کہیں بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں (مرزا صاحب) بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ ۔ ۔ رسالہ ان محمدی تقدیر مبرم (قطعی) ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔

(انجام آتھم صلتا حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم! اگر آتھم کا عذاب مہلک میں پڑنا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے۔ اور اگر اے خداوندا! یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب انعامی چار ہزار روپیہ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۸۶)

(۱۷) کسی کی یاد

جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی۔ اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ ۔ ۔ ۔ تو اس کے بعد اس عاجز (مرزا صاحب) کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا یہ پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اسکے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت میں بھی قریب الموت مجھے الہام ہوا۔ الحق من ربک فلا تکن من الممترین یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے۔ اس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو قرآن میں کہا کہ تو شک مت کر سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیتہ ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے۔ جیسے یہ وقت تنگی اور نومیدی کا میرے پر ہے اور میرے دل میں یقین ہو گیا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا ہی وقت آ جاتا ہے جو میرے پر آیا تو خدا تعالیٰ تازہ

یقین دلانے کے لئے ان کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں نومید کردیا۔ تو نومید مت ہو۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۹۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) آخری مایوسی

کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت (محمدی بیگم) کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شایع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المرأۃ توبي توبي فان البلاء علیٰ عقبك پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کردیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ (تاہم فی الحال تاخیر کی امید بہتر ہے ۔)

بس ہجوم نا امیدی خاک میں مل جائے گی وہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل میں ہے
(للمؤلف)

(حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۱۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۹) خاندانی ورثہ

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ جو آرزو مرزا صاحب دنیا سے ساتھ لے گئے ان کے مخلص اس آرزو سے دست بردار ہو جاتے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے رفیق مخلص اور جانشین

صادق حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان نے مردہ امید میں پھر جان ڈال دی۔ مرزا صاحب نے بھی اس جدت طرازی کی ضرور داد دی ہوگی چنانچہ غور فرمائیے:۔

"اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا پڑھ لانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد اور مخاطب کے بالمقابل اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات (لڑکیوں کی لڑکیوں) کو حکم بنات نہیں مل سکتا اور کیا مرزا صاحب کی اولاد مرزا صاحب کی عصبہ نہیں۔ میں نے تو بار بار عزیزم میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آئے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا (وہ عقیدت ہی کیا جس میں تزلزل آسکے۔ ایسے عقیدت مند اور نکتہ رس مرید تو قسمت ہی سے ملتے ہیں۔ لیکن واقعات کو کیا کیجئے کرع۔ کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے۔

(رسالہ ریویو قادیان بابت ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۷۹) (المؤلف)

(۲۰) اقرار و معذرت

لیکن مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری کی عقیدت میں ایسی جسارت نہ تھی۔ جو بات تھی بلا تامل مان لی "یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نکاح نہیں ہوا" لیکن مولوی صاحب نے ساتھ ہی ایک معقول معذرت بھی شریک کر دی کہ "ایک ہی بات کو لے کر سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور پر کرنا چاہیے۔ جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ صرف ایک پیش گوئی لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیش گوئیوں کو چھوڑ دینا۔ جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں۔ یہ طریق انصاف اور راہ

صواب نہیں۔ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا چاہیے کہ تمام پیش گوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں!!" (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۲۱ء)

قادیانی معذرت یہ ہے کہ بعض پیش گوئیاں پوری ہو جانے کی صورت میں بعض پیش گوئیاں پوری نہ ہونے میں چنداں مضائقہ نہیں مگر قابل لحاظ یہ امر ہے کہ سب پیش گوئیاں اپنی قوت اہمیت اور صراحت میں یکساں نہیں ہوتیں۔ یہ شادی کی پیش گوئی بہر صورت پوری ہو جاتی کہ اس کی تکمیل آسمان پر اور تشہیر زمین پر ہو چکی تھی۔ اور خود مرزا صاحب نے اس کو اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا۔ مزید براں اس کی دھن میں گھر برباد ہوا۔ قدیم بیوی کو طلاق ملی۔ جوان لڑکے عاق ہوئے گھر کنبے میں نفاق پڑا۔ علالت میں حالت مرگ تک نوبت پہنچی تو بھی پیش گو دل سے جدا نہ ہو سکی۔ لیکن وائے قسمت پوری ہونی تھی نہ ہوئی۔ ؎

ہوئی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا
للمؤلف

(۲۱) پھجے دی ماں (ج)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی (غالباً مرزا صاحب کے معتقد نہ ہوں گے للمؤلف) اور اس کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ (بہرحال دو لڑکے مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب تو اسی بیوی سے پیدا ہوئے للمؤلف) ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا

خرچ تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا۔ اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اس لئے
پ اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو میں گنہگار ہوں گا۔ اس لئے اب
دو باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ
دئے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں بوڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی بس مجھے
خرچ ملتا رہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔

والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال
اٹھا۔ اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کرکے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا
اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ اُن کے ساتھ رہی۔ تب حضرت
صاحب نے اُن کو طلاق دے دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق
دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا جو آپ نے ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو شائع کیا تھا اور
جس کی سرخی تھی۔ اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۲) دوسری بیوی (ج)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ اور
والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان کا مہر میر صاحب کی تجویز پر گیارہ سو روپے مقرر ہوا تھا۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمارے نانا صاحب کا نام میر ناصر نواب ہے۔ میر صاحب خواجہ
میر درد دہلوی کے خاندان سے ہیں۔ اور پنجاب کے محکمہ نہر میں ملازم تھے۔ اور قریباً
عرصہ پچیس سال سے پنشن پر ہیں۔ شروع شروع میں میر صاحب نے حضرت مسیح موعود
کی کچھ مخالفت کی تھی۔ لیکن جلد ہی تائب ہو کر بیعت میں شامل ہو گئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۳) مہر (ج)

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت (مرزا) صاحب نے نواب محمد علی خان صاحب کے ساتھ کیا تو مہر چھپن ہزار روپے مقرر کیا گیا تھا۔ اور حضرت صاحب نے مہرنامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروائے اس پر بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں۔ اور جب حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم کا نکاح خان محمد عبد اللہ خان صاحب کے ساتھ ہوا تو مہر پندرہ ہزار مقرر کیا گیا اور یہ مہرنامہ بھی باقاعدہ رجسٹری کر لیا گیا لیکن ہم تینوں بھائیوں میں سے جن کی شادیاں حضرت (مرزا) صاحب کی زندگی میں ہو گئی تھیں کسی کا مہرنامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا۔ اور مہر ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۵۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۴) اولاد (ج)

۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ ۳۵ منقول از منظور الٰہی ص۳۴۳ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد۔ حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تھے۔ اور ہماری والدہ صاحبہ سے

حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

	نام	ولادت	وفات
(۱)	عصمت	۱۸۸۶ء	۱۸۹۱ء
(۲)	بشیر احمد	۱۸۸۷ء	۱۸۸۸ء
(۳)	مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی	۱۸۸۹ء	+
(۴)	شوکت	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء
(۵)	خاکسار مرزا بشیر احمد	۱۸۹۳ء	+
(۶)	مرزا شریف احمد	۱۸۹۵ء	+
(۷)	مبارکہ بیگم	۱۸۹۷ء	+
(۸)	مبارک احمد	۱۸۹۹ء	۱۹۰۷ء
(۹)	امۃ النصیر	۱۹۰۳ء	۱۹۰۳ء
(۱۰)	امۃ الحفیظ بیگم	۱۹۰۴ء	

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ [illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۵) خواتین مبارکہ (ج)

خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کردوں گا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا الہام مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ [illegible] مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے یعنی

مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد حضرت صاحب ابھی گویا بچہ ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تھے (بڑا اکمال ہوا۔ لیکن بالآخر مرزا صاحب نے اس بیوی کو طلاق دے دی اور مرزا سلطان احمد صاحب کو عاق کر دیا چنانچہ اس کی تفصیل دوسری جگہ درج ہے۔ للمؤلف) اور ہماری والدہ صاحبہ سے حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی عصمت جو ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئی اور ۱۸۹۱ء میں فوت ہو گئی الخ۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۴۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

غرض کہ مرزا صاحب کی دو شادیاں ہوئیں پہلی بیوی کو تو مندرجہ بالا الہام کے اعلان کے کچھ عرصہ بعد طلاق مل گئی تھی اور دوسری بیوی جو آخر تک باقی رہی وہ اس اعلان کے وقت بھی موجود تھی جس سے ۱۸۸۶ء میں پہلی لڑکی عصمت پیدا ہوئی مزید برآں مرزا صاحب نے بہت کوشش کی کہ محمدی بیگم کے ساتھ بھی شادی ہو جائے حتی کہ پہلے سے اعلان کر دیا کہ حق تعالیٰ آسمان پر نکاح ہو گیا اور زمین پر بھی ضرور ہوگا۔ چنانچہ اس کی تفصیل کتاب میں موجود ہے لیکن وائے قسمت کہ نکاح ہونا تھا نہ ہوا۔ پھر نہ معلوم اور کون خواتین مبارکہ تھیں جن کے ذکر کی اور جن سے نسل بڑھنے کی مرزا صاحب کو بشارت ملی تھی۔ اور نہ معلوم کس طرح ان سے نسل بڑھی۔ بظاہر تو صرف وہی ایک بیوی تھی جس سے بعد میں اولاد ہوتی رہی اور جو اعلان الہام کے وقت موجود تھی۔ للمؤلف۔

فصل نہم

معاملات

(۱) دہلی کی شادی

ستاسیواں نشان (نبوت)۔ یہ پیشگوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب یعنی اس خدا کی تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی۔ یعنی تمہارے نسب کو بھی شریف بنایا۔ اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئے گی۔ یہ الہام شادی کے لئے ایک پیشگوئی تھی جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر میں انجام دوں گا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر میں ہمیشہ کے لئے اس بوجھ کا متحمل ہو سکوں گا۔ تو میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تب یہ الہام ہوا کہ ؎

ہرچہ باید نو عروسی را ہمہ ساماں کنم　　　وانچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا۔ تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا۔ اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ شادی کے لئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا ان ضروری اخراجات کے لئے منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ لاہوری نے پانسو روپیہ مجھے قرض دیا۔ اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر میں طبابت

کرتے تھے دو سو روپیہ یا تین سو روپیہ بطور قرضہ دیا۔

اس وقت منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرما دیا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہو گیا! اور یا وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا۔ اور اب وہ وقت آ گیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اس کے کئی غربا اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں! اور یہ پیشگوئی لالہ شرمپت آریہ اور ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقفکاروں کو اس سے اطلاع دی گئی تھی اور منشی عبد الحق اکونٹنٹ لاہوری اگرچہ اس وقت مخالفین کے زمرہ میں ہیں مگر میں امید نہیں رکھتا کہ وہ اس سچی شہادت کا اخفا کریں۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) ٹیچی

نشان۔ ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی۔ کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا۔ اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے۔ ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی

..بان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدائے تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعے سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال وگمان نہ تھا۔ اور کئی ہزار روپیہ آگیا۔ چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کے لئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے آخر سال تک دیکھے اس کو معلوم ہو گا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) رانی۔درشنی (ج)

اس عاجز کو بھی اس بات کا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض اوقات خواب یا کشف میں روحانی امور جسمانی شکل پر متشکل ہو کر مثل انسان نظر آجاتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جب میرے والد صاحب غفر اللہ لہٗ جو ایک معزز رئیس اور اپنی نواح میں عزت کے ساتھ مشہور تھے انتقال کر گئے تو انکے فوت ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں میں نے دیکھی جس کا حلیہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارت سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں اور کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ گئی۔

انہی دنوں میں میں نے ایک نہایت خوبصورت مرد دیکھا اور میں نے اس سے کہا کہ تم ایک عجیب خوبصورت ہو اس نے اشارہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ میں تیرا بخت بیدار ہوں اور میرے اس سوال کے جواب میں کہ تو عجیب خوبصورت آدمی ہے اس نے یہ جواب دیا کہ ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔

(حیات النبی جلد اول ص۹۹ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۴) منی آڈر کی وحی

ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا "عبداللہ خاں ڈیرہ اسمٰعیل خاں" اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔ میں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں۔ ... اس الہام الٰہی کا ذکر کیا اور میں نے بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا تو میں حق پر نہیں۔ ان میں سے ایک ہندو بشن داس قوم کا برہمن۔ جو آج کل ایک جگہ کا پٹواری ہے بول اٹھا کہ میں اس کا امتحان کروں گا۔ اور میں ڈاکخانہ میں جاؤں گا ان دنوں بھی قادیان میں ڈاک دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی۔ وہ اسی وقت ڈاک خانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہو کر جواب لایا کہ درحقیقت عبد اللہ خاں نام شخص نے جو ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہو کر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا اور اس کے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونے کے آثار ظاہر تھے۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۶۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) ایک روپیہ کی شیرینی

خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آنے والے ہیں چنانچہ یہ الہام بھی ان ہی آریوں کو بتلایا گیا۔ جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور الہام میں یہ تفہیم ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اس روز وزیر سنگھ نامی ایک بیمار نے آکر مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس روپیہ شاید ڈاک کی معرفت آئیں گے چنانچہ ڈاک خانہ میں اپنا ایک معتمد بھیجا گیا۔ وہ

جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس آج صرف پانچ روپے ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں جن کے ساتھ ایک کارڈ بھی ہے۔

اس خبر کے سننے سے بہت حیرانی ہوئی کیوں کہ میں آریوں کو اس پیش گوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکیس روپیہ آئیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آ چکا ہے اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جس کا بیان نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس کی خبر سے کہ صرف پانچ روپے ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں۔ زیادہ روپیہ سے قطعاً نومیدی ہو گئی اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جن کو یہ اطلاع دی گئی تھی۔ دل میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج ہمیں تکذیب کا موقع مل گیا اور میں نہایت اضطراب میں تھا کہ ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا البست ویک آئے ہیں اس میں شک نہیں میں نے آریوں کو یہ الہام سنایا وہ اور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا کیوں کہ ایک ملازم سرکاری نے جو سب پوسٹ ماسٹر تھا علانیہ طور پر کہہ دیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں۔ بعد اس کے اتفاقاً ایک آریہ ان آریوں میں سے ڈاکخانہ گیا اور اس کو ڈاک منشی نے اس کے استفسار سے یا خود بخود کہا کہ دراصل بیس روپے آئے ہیں اور پہلے یوں ہی میرے منہ سے نکل گیا تھا کہ پانچ روپے آئے ہیں اور ساتھ اس کے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کا ایک کارڈ بھی تھا اور یہ روپیہ ۱۶ ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا جس دن یہ الہام ہوا پس اس مبارک دن کی یادداشت کے لیے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کے لیے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا۔ اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی کہ اگر یوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۰۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) نام کے دام (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عرب سوالی یہاں آیا۔ آپ نے اسے ایک معقول رقم دے دی بعض نے اس پر اعتراض کیا تو فرمایا یہ جہاں بھی جائے گا ہمارا ذکر کرے گا خواہ دوسروں سے زیادہ وصول کرنے کے لیئے ہی کرے مگر دور دراز مقامات پر ہمارا نام پہنچا دے گا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۵ء)

(۷) پچاس ہزار خواب والہام

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں۔ ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸) ٹیکس کا مقدمہ

بتیسواں نشان (ثبوت) ٹیکس کے مقدمہ میں پیش گوئی ہے جو بعض شریر لوگوں نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ مخبری کی تھی کہ ہزار ہا روپیہ کی آمدنی ہے ٹیکس لگانا چاہیئے اور خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ اس مقدمہ میں لوگ نامراد رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ (غالباً مرزا صاحب ٹیکس سے بچ گئے۔ للمولف)

(حقیقۃ الوحی ص ۲۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹) تلی ہوئی مچھلی

نوے واں نشان (نبوت) - ایک قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جس کی سزا پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ کی قید تھی اور بظاہر سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی تھی۔ تب بعد دعا خدائے تعالیٰ نے خواب میں میرے پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائے گا۔

اس مقدمہ کا مخبر ایک عیسائی رلیارام نام تھا جو امرتسر میں وکیل تھا۔ اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اس نے میری طرف ایک سانپ بھیجا ہے اور میں نے اس سانپ کو مچھلی کی طرح تل کر اسکی طرف واپس بھیج دیا چونکہ وہ وکیل تھا۔ اس لئے میرے مقدمہ کی نظیر گویا اس کے لئے کار آمد تھی اور تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی چنانچہ وہ مقدمہ پہلی پیشی میں ہی خارج ہو گیا۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) ہاتھی کے سر پر تیل (ج)

ایک دوست نے آپ کے روبرو اپنا ایک خواب سنایا کہ اس نے رات کو خواب میں ہاتھی دیکھا تھا اور یہ کہ حضرت (مرزا) صاحب اس کے سر پر تیل لگا رہے ہیں حضرت مسیح موعود نے اسکی تعبیر فرمائی کہ رات کے وقت خواب میں ہاتھی دیکھنا عمدہ ہوتا ہے اور تیل لگانا چونکہ زینت کا کام ہے اس لئے یہ بھی اچھا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۵۴ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۱) گھر کی بات

میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے اور بہ باعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی ایک دفعہ مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا جو اس زمین پر ایک بڑا چبوترہ ہے اور مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بن جائے گا اور مجھے دکھلایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت بننے کے لئے دعا کی ہے اور مغربی حصہ کی زمین افتادہ نے آمین کہی ہے چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے صدہا آدمیوں کو سنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آگئے اور ان کے بعض حصوں میں مکانات مہمانوں کے لئے بنائے گئے۔ حالانکہ ان سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا۔ اور کوئی خیال نہیں کرسکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئے گا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) ریل کا سفر (ج)

اوائل میں حضرت (مرزا) صاحب انٹر کلاس میں سفر کیا کرتے تھے اور اگر حضرت بیوی صاحبہ ساتھ ہوتی تھیں تو ان کو اور دیگر مستورات کو زنانہ تھرڈ کلاس میں بٹھا دیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کا یہ طریق تھا کہ زنانہ سواریوں کو خود ساتھ جا کر اپنے سامنے زنانہ گاڑی میں بٹھاتے تھے اور پھر اس کے بعد خود اپنی گاڑی میں اپنے خدام کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے ..... اور آخری سالوں میں حضور عموماً ایک سالم سیکنڈ کلاس کمرہ اپنے لئے ریزرو

کو (ایسا کرتے تھے اور اسی میں حضرت بیوی صاحبہ اور بچوں کے ساتھ سفر فرماتے تھے: اور حضور کے اصحاب دوسری گاڑی میں بیٹھتے تھے مگر مختلف اسٹیشنوں پر اتر کر وہ حضور سے ملتے رہتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۰۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۳) ریل کا الہام

ایک دفعہ ہم ریل گاڑی پر سوار تھے اور لدھیانہ کی طرف جا رہے تھے (الہام ہوا۔ نصف ترا نصف عمالیق را۔ اور اس کے ساتھ یہ تفہیم ہوئی کہ امام بی بی جو ہمارے جدی شرکا میں سے ایک عورت تھی مر جائے گی اور اس کی زمین نصف ہمیں اور نصف دیگر شرکا کو مل جائے گی۔ یہ الہام ان دوستوں کو جو اس وقت ہمارے ساتھ تھے سنا دیا گیا تھا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ عورت مذکور مر گئی۔ اور اس کی نصف زمین ہمیں اور نصف بعض دیگر شرکا کو مل گئی۔

(نزول المسیح صفحہ ۲۱۳ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴) بیعت (ج)

جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا تو مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا مولوی محبوب علی صاحب اس سے کشیدہ ہو جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۵۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب ابھی حضور نے سلسلہ بیعت

تشریح نہیں فرمایا تھا۔ میں نے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور پیری مریدی کیوں نہیں کرتے۔ حضور نے فرمایا پیر کا کام بھنگی کا سا کام ہے۔ اسے اپنے ہاتھ سے مرید کے گند نکال نکال کر دھونے پڑتے ہیں اور مجھے اس کام سے کراہت آتی ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صـ۹۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

لوگ ایک عرصہ سے آپ کو بیعت لینے کے لئے عرض کر رہے تھے آپ ہمیشہ ایسے طالبین کو یہ کہا کہ میں اس غرض کے لئے ابھی مامور نہیں ہوں اور آخر جب خداتعالیٰ کی وحی نے آپ کو بیعت لینے کے لئے مامور فرمایا تو آپ نے بیعت کے لئے اعلان کر دیا۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم حاشیہ صـ۵ مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحب کو بیعت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بیعت ہوئی ایک رجسٹر بیعت کنندگان تیار کیا گیا جس کی پیشانی پر لکھا گیا "بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت" اور نام مع ولدیت و سکونت لکھے جاتے تھے اول نمبر حضرت مولوی نور الدین صاحب بیعت میں داخل ہوئے۔ دوئم میر عباس علی صاحب ان کے بعد شاید خاکسار (میر عنایت علی صاحب) ہی سویم نمبر پر جاتا لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو قاضی خواجہ علی صاحب کے بلانے کے لئے بھیجا کہ ان کو بلا لاؤ۔ غرض ہمارے دونوں کے آتے آتے سات آدمی بیعت میں داخل ہو گئے ان کے بعد نمبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور نمبر نو میں خاکسار داخل ہوا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنے والے کو اندر بھیج دیں۔ چنانچہ میں نے چودھری رستم علی صاحب کو اندر داخل کر دیا۔ اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہو گئے اس طرح ایک ایک آدمی باری باری بیعت

کے لئے بند ہو جاتا تھا اور دروازہ بند کر لیا جاتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۱ء میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو حضور نے .... مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعویٰ کی صداقت میں تقریر فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں رہا۔ لیکن اگر بیعت نہ کی جاوے اور آپ پر ایمان رکھا جاوے کہ آپ صادق ہیں تو کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے پورے طور سے روحانی فیض حاصل نہیں کر سکتے بیعت سنت انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد اور حکمتیں ہیں ....

نیز مولوی شیر علی صاحب (قادیانی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب نے بیعت کے فوائد پر تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ کیا یہ فائدہ بیعت کا ادنیٰ کم ہے کہ انسان کے پہلے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۶۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے قادیان آیا تو اس وقت نماز ظہر کے قریب کا وقت تھا اور میں مہمان خانہ میں وضو کر کے مسجد مبارک میں حاضر ہوا اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ اور حضور کے بہت سے احباب حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ میں بھی مجلس کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا ....

جب حوالہ جات کے متعلق گفتگو بند ہوئی تو میں بیعت کی خواہش ظاہر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف آگے بڑھنے لگا جس پر سید احمد نور صاحب

کابلی نے کسی قدر بلند آواز سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے اسے بیعت دے دیا جائے میں دل میں حیران ہوا کہ مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونا مسلمان ہونا نہیں تو اور کیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہو گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۹۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء۔ مولوی جان محمد صاحب مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ آپ کی بیعت کرنے کے بعد پہلی بیعت کسی بزرگ سے کی ہو وہ قائم رہتی ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا اگر کسی کا مرشد اب زندہ بھی ہو تب بھی وہ ایسے حقائق و معارف ظاہر نہ کرے گا جو خدا تعالیٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے صرف مسیح موعود ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفاء ہو کر آیا ہے"۔

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۶ نمبر ۳۳ منقول از منظور الٰہی ص ۳۲۹ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۵) قادیانی مبلغے (ج)

بعد ازاں ترقی جماعت کے بارہ میں فرمایا کہ:۔

گذشتہ تین سالوں سے پہلے ہماری جماعت صرف چند سو تھی۔ جب ان تین سالوں میں بڑھ کر ایک لاکھ سے زیادہ ہو گئی۔ باوجودیکہ اندرونی

بڑی مخالفوں نے کوئی فرق مخالفت میں باقی نہ چھوڑا ہر قسم کی مزاحمت میں ناخنوں تک زور لگایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کیسا عظیم الشان امر ان تین سال میں ظاہر کیا کہ ہماری ترقی کئی گنا کر دی۔

(الفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۵ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

میں (مرزا غلام احمد قادیانی) حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اسقدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۶۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

یاد رہے کہ ہماری احمدی جماعت چار لاکھ سے کچھ کم نہیں ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا دعویٰ مندرجہ پیغام صلح مصنفہ مرزا صاحب موصوف)

ہم چار لاکھ احمدی صفائے قلب کے ساتھ آپ (ہندوؤں کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو تیار ہیں اگر آپ شرائط مندرجہ "پیغام" پر کاربند ہونے کو تیار ہیں۔

(خواجہ کمال الدین صاحب کا اعلان مندرجہ پیغام صلح ص ۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خواجہ حسن نظامی (صاحب) کا دعویٰ ہے کہ میاں (محمود احمد خلیفہ قادیان) صاحب بیس ہزار مریدین کی فہرست کبھی نہیں دے سکتے کیونکہ خواجہ صاحب کے نزدیک کل ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ معلوم نہیں خواجہ صاحب کو ایسے کون سے یقینی وجوہ ہاتھ آگئے ہیں کہ انہوں نے چار پانچ لاکھ کی جماعت کو اٹھارہ ہزار کی جماعت کہہ دیا۔ ال اس میں شک نہیں کہ میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہ چار پانچ لاکھ

کے امام ہیں۔ قطعًا بے بنیاد ہے .... ہم تو صرف یہی دیکھیں گے کہ میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہ چار پانچ لاکھ کی جماعت کے امام ہیں یا یہ کہ ۹۵ فیصدی جماعت میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں یا ان کا یہ بیان کہ اس حصہ جماعت کی تعداد جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی کل دو فیصدی ہے کہاں تک صحیح ہے۔ یا کون سی بات ان میں سے سچی ہے اور کون سی جھوٹی ..... کیونکہ میاں صاحب اور ان کے مریدین آئے دن یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) جماعت احمدیہ کے کسی بھی حصہ کی قائم مقام نہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۷ فروری ۱۹۱۸ء)

مقدمہ اخبار مباہلہ میں قادیانی گواہوں نے قادیانیوں کی تعداد دس لاکھ بیان کی تھی۔ ۱۹۳۰ء میں کوکب دری کے قادیانی مؤلف کے قول کے مطابق بیس لاکھ قادیانی دنیا میں موجود تھے۔ ستمبر ۱۹۳۲ء میں بھیرہ (پنجاب) کے مناظرہ میں مولوی مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان نے قادیانیوں کی تعداد پچاس لاکھ بیان کی۔ حال ہی میں عبدالرحیم درد قادیانی مبلغ نے انگلستان میں مسٹر فلبی کے سامنے بیان کیا تھا کہ پنجاب کے مسلمانوں میں غالب اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ پنجاب میں قریبًا ڈیڑھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اس حساب سے بقول عبدالرحیم صاحب گویا ۷۵ لاکھ سے بھی زیادہ قادیانی پنجاب میں موجود ہیں۔

(رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) جلد ۵ نمبر ۱۰)

لیکن سرکاری مردم شماری کا خدا بھلا کرے کہ سارا بھانڈا پھوٹ گیا اور بالآخر ناچار ہو کر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو اصلی تعداد تسلیم کرنی

پڑی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

جس وقت ہماری تعداد آج کی تعداد سے بہت کم یعنی سرکاری مردم شماری کی رو سے اٹھارہ سو تھی اس وقت اخبار بدر کے خریداروں کی تعداد ۱۴۰۰ تھی اس وقت سرکاری مردم شماری کی رو سے پنجاب کے احمدیوں کی تعداد ۵۶ ہزار ہے اور اگر پہلی نسبت کا لحاظ رکھا جائے تو ہمارے اخبار کے صرف پنجاب میں ۴۰۰۰۰ سے زائد خریدار ہونے چاہئیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۲۱ء)

ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں ۵۶ ہزار ہے (گویا بالکل غلط ہے بے شک غلط ہے۔ سرکاری رپورٹ ۱۹۲۱ء میں مجموعی تعداد ۵۵ ہزار درج ہے جس میں لاہوری جماعت کے کئی ہزار لوگ بھی شامل ہیں۔ اس طرح میاں محمود احمد صاحب کی جماعت کی تعداد پچاس ہزار بھی نہیں رہتی۔ للمولف) ۔ ۔ ۔ ۔ مگر فرض کر لو کہ یہ تعداد درست ہے اور فرض کر لو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں۔ تب بھی یہ چھہتر ہزار آدمی بن جاتے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۲ء)

(گویا پچاس سال کی سعی در تبلیغ کے بعد تمام ہندوستان میں خود خلیفہ صاحب قادیان کے حساب سے قادیانیوں کی فرضی تعداد زیادہ سے زیادہ چھہتر ہزار قرار پاتی ہے۔ کیا مضائقہ ہے چھہتر لاکھ اور چھہتر ہزار میں صرف دو نقطوں کا فرق ہے۔ کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ خود مرزا صاحب بھی ایسے فرق کو فرق نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ (حساب کا کیسا

سچا اصول ہے (للمولف)

(۱۶) مرزا صاحب کے مرید

اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے معزز عہدہ دار ہیں جو ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں کے آدمی ہیں ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار ... اکثر تعلیم یافتہ ایف اے۔ بی۔ اے اور ایم۔ اے اور بڑے بڑے تاجر ... جماعت میں داخل ہیں غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقتدار رکھتے تھے یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے رئیس اور جاگیردار اور تعلقدار اور نوابوں کی اولاد تھے اور یا ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل تھے جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوتے ... ہوتے جاتے ہیں۔

(کتاب البریہ صا حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیساکہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گذاری کی جائے سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کے لیئے بہت سی کتابیں عربی فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں پھر اس مبارک اور امن بخش

گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے یہ کتابیں ہزار ہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔

(تحفہ قیصریہ ص ۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۷) فرمانِ واجب الاذعان

یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں ہے۔ بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے میرا انہی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے سے عہد کرکے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے...... اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے لئے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ چندہ ماہواری اس سلسلہ کی امداد کے لئے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہیں آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کرکے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی تو اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں

اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔
المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان
(لوح الہدیٰ صد مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) فتوے (ج)

بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتوے دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی اس نے اس حالت میں بہت روپیہ کمایا پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی اب میں اس مال کو کیا کروں حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے۔ (اور اسلام کی خدمت خود مرزا صاحب کے سپرد تھی۔ ان سے زیادہ اس مال کا مستحق اور کون ہو سکتا تھا۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول صـ۲۳۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۹) مرزا صاحب کے فتوحات

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر ؛ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی ؛ میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسے رجوع جہاں ہوا ؛ اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

(درثمین اردو صـ۸۹ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک قسم

... عصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیش گوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں

مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپے ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے بھی زیادہ ہو۔

اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہزارہا روپیے کی آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱ و ۲۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تیسری پیش گوئی یہ تھی کہ لوگ کثرت سے آئیں گے سو اس کثرت سے آئے کہ اگر ہر روزہ آمدن اور خاص وقتوں کے مجمعوں کا اندازہ لگایا جائے تو کئی لاکھ تک ان کی تعداد پہنچتی ہے۔

اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کیے جائیں تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(مرزا صاحب نے ۱۸۸۰ء سے علمی اور مذہبی زندگی شروع کی جب کہ براہین احمدیہ کا اعلان کیا اور ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ گویا کل (۲۷) سال یہ مشغلہ رہا ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کی تحریک نے بتدریج ترقی شروع کی۔ ابتدا میں چند سال کم رہا بعد کو فروغ ہوا۔ تاہم اگر کل ۲۷ سال مساوی مان لیئے جائیں تو بھی مرزا صاحب کے بیان کے مطابق خطوں اور مہمانوں کا روزانہ اوسط بلاناغہ ایک ہزار پڑتا ہے اور اگر حسب واقعہ سال غیر مساوی مانے جائیں تو آخری سالوں کا روزانہ اوسط کئی ہزار پڑنا چاہیئے۔ خوب حساب ہے۔ (الموٗلف)

(۲۰) تحصیل و تشفی (ج)

محب بکرنگ مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب اللہ رکھا سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں بذریعہ تار مبلغ پانسو روپیہ مرسلہ آں مکرم مجھ کو پہنچ گیا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان للّہی خدمات کا دونوں جہان میں وہ اجر بخشے جو اپنے مخلص اور وفادار بندوں کو بخشتا ہے آمین ثم آمین یہ بات فی الواقع سچ ہے کہ مجھ کو آپ کے روپیہ سے اس قدر دینی کام میں مدد پہنچ رہی ہے کہ اسکی نظیر میرے پاس بہت ہی کم ہے میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو ان خدمات کا وہ بہ رحمت پاداش بخشے کہ تمام حاجات دارین پر محیط ہو اور دینی محبت میں ترقیات عطا فرمائے محض اللہ کے لئے اس پر آشوب زمانہ میں جو دل سخت ہو رہے ہیں آگے سے آگے بڑھانا کچھ تھوڑی بات نہیں ہے۔ انشاء اللہ القدیر آپ ایک بڑے ثواب کا حصہ پانے والے ہیں۔

کچھ تھوڑے دن ہوئے کہ مجھ کو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ میں بیٹھا ہوں یک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہو گیا ہے۔

ہیں حیران ہوں کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری یہ رائے ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے
فرشتہ نے ہماری حاجات کیلئے یہاں رکھ دیا ہے۔ پھر ساتھ الہام ہوا۔ انی
مرسل الیکم ھدیۃ کہ میں تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہوں۔ اور ساتھ ہی میرے
دل میں پڑا کہ اس کی یہ ہی تعبیر ہے کہ ہمارے مخلص دوست حاجی سیٹھ عبدالرحمن
صاحب اس فرشتہ کے رنگ میں متمثل کئے گئے ہوں گے اور غالباً وہ روپیہ بھیجیں گے
اور میں نے اس خواب کو عربی زبان میں اپنی کتاب میں لکھ لیا۔ چنانچہ کل
اس کی تصدیق ہوگئی۔ الحمد للہ یہ قبولیت کی نشانی ہے کہ مولیٰ کریم نے خواب
اور الہام سے تصدیق فرمائی .... والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۶ مارچ ۱۸۹۵ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی محبی فی اللہ حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آں
محب مجھ کو پہنچا اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپیہ کے پہنچنے
سے تخمیناً سات گھنٹے پہلے مجھ کو خدائے عزوجل نے اس کی اطلاع دی سو آپ کی
اس خدمت کے لئے یہ اجر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہے اس کی رضا
کے بعد اگر تمام جہان ریزہ ریزہ ہو جائے تو کچھ پرواہ نہیں یہ کشف اور الہام
آپ ہی کے بارے میں مجھ کو دو دفعہ ہوا ہے۔ فالحمد للہ ..... والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲ اکتوبر ۱۸۹۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
عنایت نامہ پہنچا جو کچھ آپ نے لکھا ہے آپ کے صدق و اخلاص پر قوی نشانی ہے۔

میں نے جو خط لکھا تھا اس کے لکھنے کے لئے یہ تحریک پیدا ہوئی تھی جو چند ہفتے ہوئے ہیں مجھے الہام ہوا تھا۔ غثم لہ۔ دفع الیہ من مالہ دفعۃ" اس کی تعبیر یہ ہوئی تھی کہ کوئی شخص کسی مطلب کے حصول پر بہت سا حصہ اپنے مال میں سے بطور نذرانہ بھیجے گا۔ میں نے اس الہام کو اپنی کتاب میں لکھ لیا تھا۔ بلکہ اپنے گھر کے قریب دیوار مسجد کی نہایت خوش خط یہ الہام لکھا کر چسپاں کر دیا اس الہام میں نہ کسی مدت کا ذکر ہے کہ کب ہوگا اور نہ کسی انسان کا ذکر ہے کہ کس شخص کو ایسی کامیابی ہوگی یا ایسی مسرت ظہور میں آئے گی۔ لیکن چونکہ میرا دل آں مکرم کی کامیابی کی طرف لگا ہوا ہے اس لئے طبیعت نے یہی چاہا کہ کسی وقت اس کے مصداق آپ ہی ہوں اور خدا تعالیٰ ایسا کرے۔ کیا اللہ جل شانہ کے نزدیک لاکھ دو لاکھ روپیہ کچھ بڑی بات ہے۔

دعاؤں میں اثر ہوتے ہیں مگر صبر سے ان کا ظہور ضرور ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ میں آپ کے شدت اخلاص کی وجہ سے اس پر لگا ہوا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کی زندہ دعا آپ کے حق میں ہو جائے اور جس طرح شکاری ایک جگہ سے دام اٹھاتا ہے اور دوسری جگہ بچھاتا ہے تا کسی طرح شکار مارنے میں کامیاب ہو جائے اسی طرح میں ہر طرح سے دعا میں روحانی حیلوں کو استعمال میں لاتا ہوں اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ القدیر والموفق میں اس بات کو اسی قادر کے فضل و کرم اور توفیق سے دکھلاؤں گا کہ زندہ دعا اس کو کہتے ہیں۔ باقی خیریت ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۳۰ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہلے خط کے روانہ کرنے کے بعد آج مبلغ سو روپیہ مرسلہ آں مکرم مجھ کو ملا

پچھ دکھلائیں آپ کے اس صدق و اخلاص سے نہایت امیدوار ہوں کہ
اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ مجھے آپ کے روپیہ سے اپنے کاروبار
میں اس قدر مدد ملتی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء
...علی حالت ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بہت ہی امید دلاتی
ہے چونکہ مجھے اپنے سلسلہ طبع کتب میں ایسی حاجتیں پیش آتی رہتی ہیں اور
مجھے اس سے زیادہ دنیا میں کوئی غم نہیں کہ جو میں روپیہ نہ میسر آنے کی سے
کے طبع کتب دینیہ سے بے بہرہ رہ جاؤں اس لئے میں ایک ہی حکمت عملی
آپ کے متعلق دیکھتا ہوں کہ آپ دل میں ایک نذر مقرر کر چھوڑیں کہ اگر
ایک عمدہ کامیابی امور تجارت میں آپ کو میسر آوے تو آپ یک مشت نذر
اس کارخانہ کے لئے ارسال فرماویں کیا تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے اس
صدق و اخلاص پر نظر کر کے وہ کامیابی آپ کے نصیب کرے کہ جو فوق العادت
ہو۔ اس ذریعہ سے اس اپنے سلسلہ کو بھی کافی مدد پہنچ جائے۔ کیونکہ
اب یہ سلسلہ مشکلات میں پھنسا ہوا ہے اور شاید یہ کام طبع کتب کا آگے
...بند ہو جاوے۔ آپ کی طرف سے جو مدد آتی ہے وہ لنگر خانہ میں خرچ ہو جاتی
ہے اور مجھے جس قدر آپ کے کاروبار کے لئے توجہ ہے یہ ایک دلی خواہش
ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ میں پیدا کی ہے اور میں یقین جانتا ہوں کہ یہ خالی نہیں
جائے گا کیا تعجب کہ اس نیت کے پختہ کرنے پر خدا تعالیٰ فوق العادت کے
طور پر آپ سے کوئی رحمت کا معاملہ کرے۔ میں سچ جانتا ہوں آپ نہایت
خوش نصیب ہیں۔ آپ کی دنیا بھی اچھی ہے اور آخرت بھی اچھی ہے کیونکہ آپ اس طرف
دل سے اور پورے اعتقاد سے جھک گئے ہیں۔ سو اگر تمام دنیا کا کاروبار
تباہی میں آجائے تب بھی میں یقین نہیں کرتا کہ آپ ضائع کئے جائیں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ معہ مبلغ ایک سو روپیہ آج مجھ کو ملا جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ آمین۔ جسقدر یہ عاجز آپ کو تسلی اور اطمینان کے لفظ لکھتا ہے۔ یہ لغو اور بیہودہ نہیں ہے بلکہ بوجہ آپ کے نہایت درجہ کے اخلاص کے اس درجہ پر آپ کے لئے دعا ظہور میں آتی ہے کہ دل گواہی دیتا ہے کہ یہ دعائیں خالی نہیں جائیں گی۔۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔ مبلغ ایک سو روپیہ سیٹھ دال جی صاحب کی طرف سے بھی پہنچ گیا تھا میری طرف سے دعا اور شکر ان کو پہنچا دینا۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۲۲ نومبر ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۲۲ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ آں مکرم اور نیز مبلغ ایکسو روپیہ مجھ کو پہنچا جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں آپ کا ہر ایک خط جس میں تفرقہ خاطر اور خوف خطر کا ذکر ہوتا ہے۔ پہلی دفعہ تو میرے پر ایک دردناک اثر ہوتا ہے مگر پھر بعد اس کے جب اللہ جل شانہ کی طاقت اور قدرت اور اس کے وہ الطاف کریمانہ جو میرے پر ہیں ملاتو وقت یاد آجاتی ہیں تو وہ غم دور ہو کر نہایت یقینی امیدیں دل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آپ کے لئے میرے دل میں عجب جوش تضرع اور دعا ہے اگر عمیق مصالح جس کا علم بشر کو نہیں ملتا توقف کو نہ چاہتیں تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید تھی کہ اسقدر توقف ظہور میں نہ آتا۔ بہر حال میں آپ کی بلاؤں کی دفع کیلئے ایسا کھڑا ہوں جیسا کوئی شخص لڑائی میں کھڑا ہوتا ہے۔ خداداد قوت

اور ثابت قدمی اور صدق و یقین ہتھیاروں سے اور عقد ہمت کی پیش قدمی سے اس میدان میں خدا تعالیٰ سے کامیابی چاہتا ہوں ...... میں پہلے اسکی اطلاع دے چکا ہوں کہ میرے پر ایک فوجداری مقدمہ سرکار کی طرف سے دائر ہوگیا ہے ...... میں نے اول خیال کیا تھا کہ شاید آں مکرم کی تحریک سے مدرس میں کسی قدر چندہ ہو. مگر پھر مجھے خیال آتا ہے کہ ہر ایک انسان اس ہمدردی کے لائق نہیں جب تک انسان سلسلہ میں داخل ہو کر جان نثار مرید ہو تب تک ایسے واقعات روح پر قوی اثر نہیں کرتے. دلوں کا خدا مالک ہے. اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے باوجود اس تفرقہ کے اور ایسی حالت کے جو قریب تباہی کے ہے آپ کو وہ اخلاص بخشا ہے کہ جو وفادار جاں نثار جواں مردوں سے ہوتا ہے. میں نے پہلے بھی لکھا تھا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ آپ ہر وقت مالی امداد میں مشغول ہیں اس لئے ایسے چندہ سے آپ مستثنیٰ ہیں. آپ کا بہت سا چندہ پہنچ چکا ہے. والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۱۲ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا مجھ کو سخت افسوس ہے جس کو میں بھول نہیں سکتا کہ مجھ کو قبل اس حادثہ وفات کے اس کامل دعا کا موقع نہیں ملا جو اکثر کرشمہ قدرت دکھلاتی ہے. میں دعا تو کرتا رہا مگر وہ اضطراب جو سینہ میں ایک جلن پیدا کرتی ہے اور دل کو بےچین کر دیتی ہے سو وہ اس کے لئے کامل طور پر پیدا نہ ہوئی۔ آپ کے عنایت ناموں جو حال میں آئے تھے یہ فقرہ بھی درج ہوتا رہا کہ اب کسی قدر آرام ہے. اور آخری خط آپ کا جو نہایت اضطراب سے بھرا ہوا تھا

اس تار کے بعد آیا جس میں وفات کی خبر تھی۔ اس خانہ ویرانی سے جو دوبارہ وقوع میں آگئی رنج اور درد و غم تو بہت ہے۔ نہ معلوم آپ پر کیا کیا قلق اور رنج گزرا ہوگا۔ لیکن خداوند کریم و رحیم کی اس میں کوئی بڑی حکمت ہوگی .... باقی خیریت ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۶ ستمبر ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر اول ص ۲۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہوں اور نہ کسی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں۔ میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز ضائع نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو میں اس کو ممکن جانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں۔ ہاں میرے خدائے کریم و قدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کی قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں .... میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہ ہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لئے بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے .... سو خلاصہ تمام نصیحتوں کا یہی کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلا دیں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصباب مصائب ہو کہ سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہوں ؎

زکار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار ۔ کہ آب چشمۂ حیواں درون تاریکی ست

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۲۲ مئی ۱۹۰۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۲۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا یہ سچ ہے کہ بنا ہوا کام بگڑنے سے اور وسائل معاش کے یا معدوم ہونے کی حالت میں بے شک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے۔ مگر وہ خدا تعالیٰ جو وہی بنانے پر قادر ہے پس دنیا میں شکستہ دلوں کے اور تباہ شدہ لوگوں کے خوش ہونے کے لئے ایک ذریعہ ہے کہ اس خدائے ذوالجلال کو اپنی یقین کے ساتھ یاد کریں کہ جیسا کہ وہ ایک دم میں تخت پر سے خاک مذلت میں ڈالتا ہے ایسا ہی وہ خاک پر سے ایک لحظہ میں تخت پر بٹھا دیتا ہے ...... اور وہ کریم و رحیم ہے ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا جو اس کے آستانہ پر گرتے ہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲ جولائی ۱۹۰۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۳۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا غم و اندوہ کی کثرت اور بار گراں قرضہ ایسی حالت پر جب کہ انسان اپنی کمزوری اور بے سامانی اور عدم موجودگی اسباب کا مطالعہ کر رہا ہو بہت آزار دہ چیز ہے لیکن اگر دوسرے پہلو میں کہ خداداری چہ غم داری سوچا جائے تو ایسے غم کہ بہت مجبوریوں کے ساتھ لاحق ہوں تاہم ایک غفلت کا نتیجہ ثابت ہوں گے یعنی قادر حقیقی کے عجائب در عجائب قدرتوں پر ایمان نہیں ہوتا جو ہونا چاہئے یہ خیال درحقیقت ایک تسلی اور شکر اور ہزار ہا امیدوں کے سلسلہ کا موجب ہے کہ ہمارا خدا قادر خدا ہے اس کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں یہ ایسی باتیں نہیں ہیں کہ محض طفل تسلی کے طور پر دل خوش کن باتیں ہوں....

اس تار کے بعد آیا جس میں وفات کی خبر تھی۔ اس خانہ ویرانی سے جو دوبارہ وقوع میں آگئی رنج اور درد و غم تو بہت ہے نہ معلوم آپ پر کیا کیا قلق اور رنج گزرا ہوگا۔ لیکن خداوند کریم و رحیم کی اس میں کوئی بڑی حکمت ہوگی .... باقی خیریت ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۶ ار ستمبر ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر اول ص۲۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا۔ موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہوں اور نہ کسی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں۔ میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو میں اس کو ممکن جانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں۔ ہاں میرے خدائے کریم و قدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کی قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں .... میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے .... سو خلاصہ تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلادیں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصباب مصائب ہو کہ سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہوں ؎

زکار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار　　کہ آب چشمۂ حیواں درون تاریکی ست

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۲۲ مئی ۱۹۰۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۳۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا یہ سچ ہے کہ بنا ہوا کام بگڑنے سے اور وسائل معاش کے گم یا معدوم ہونے کی حالت میں بے شک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے۔ مگر وہ جو بگاڑتا ہے وہی بنانے پر قادر ہے پس دنیا میں شکستہ دلوں کے اور تباہ شدہ لوگوں کے خوش ہونے کے لئے ایک ذریعہ ہے کہ اس حضرت ذو الجلال کو ایسی یقین کے ساتھ یاد کریں کہ جیسا کہ وہ ایک دم میں تخت پر سے خاک مذلت میں ڈالتا ہے ایسا ہی وہ خاک پر سے ایک لحظہ میں تخت پر بٹھا دیتا ہے ..... اور وہ کریم و رحیم ہے ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا جو اسکے آستانہ پر گرتے ہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۷ جولائی ۱۹۰۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۳۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
عنایت نامہ پہنچا۔ غم و اندوہ کی کثرت اور بار گراں قرضہ ایسی حالت میں جب کہ انسان اپنی کمزوری اور بے سامانی اور عدم موجودگی اسباب کا مطالعہ کر رہا ہو بہت آزار دہ چیز ہے لیکن اگر دوسرے پہلو میں کہ خداداری چہ غم داری سوچا جاوے تو ایسے غم کہ بہت مجبوریوں کے ساتھ لاحق ہوں تاہم ایک غفلت کا شبہ ثابت ہوں گے یعنی قادر حقیقی کے عجائب در عجائب قدرتوں پر ایسا یقین نہیں ہوتا جو ہونا چاہئیے۔ یہ خیال درحقیقت ایک تسلی اور شکر اور ہزار ہا امیدوں کے سلسلہ کا موجب ہے کہ ہمارا خدا قادر خدا ہے اس کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں یہ ایسی باتیں نہیں ہیں کہ محض طفل تسلی کے طور پر دل خوش کن باتیں ہوں....

باقی سب طرح خیریت ہے خدا آپ کا حافظ ہو زیادہ خیریت والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۳ اگست ۱۹۰۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۳۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ آپ بہت مضبوطی سے اپنی استقامت پر قائم رہیں کیونکہ جو آپ کے لئے کوشش کی گئی ہے وہ ضائع نہیں جائے گی ضرور ہے کہ اول یہ ابتلا انتہا تک پہنچ جائے عسر کے ساتھ یسر ہوتی ہے اور غم کے بعد خوشی ہے ایسا نہ ہو کہ آپ بشریت کے وہم سے مغلوب ہو کر سلسلہ امید کو ہاتھ سے چھوڑ دیں کہ ایسا کرنا دعا کی برکت کو کم کر دیتا ہے میں بڑی سرگرمی سے آپ کے لئے مشغول ہوں مگر قریباً پندرہ روز سے ریزش کی شدت سے بیمار ہوں اور ضعف بہت ہے اس لئے میں خط لکھنے سے اکثر مجبور و معذور رہتا ہوں اکثر بباعث ضعف میرے دل پر ایسے عوارض کا ہجوم ہوتا ہے کہ میں بہت کمزور ہو جاتا ہوں .... خدا آپ کو استقامت بخشے اور آپ کے دل میں صبر ڈالے صبر وہ کیمیا ہے جس کا سونا کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ خدا ابتلا کے طور پر آگ میں ڈالتا ہے۔ مگر صابر اور وفادار کو پھر محبت سے پکڑ لیتا ہے اور دوسری حالت اس کی پہلی سے اچھی ہوتی ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۳۷ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدت ہوئی آں مکرم کا کوئی خط میرے پاس نہیں پہنچا نہایت تردد اور تفکر ہے خدا تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے اس طرف طاعون کا اس قدر زور ہے

کہ نمونہ قیامت ہے۔ گرمی کے ایام میں بھی ندور چلا جاتا ہے میں آپ کے لئے برابر دعا کر رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آخر کار یہ پریشانی دور کرے گا مناسب ہے کہ آپ ارسال خطوط میں سستی نہ کریں کہ اس سے تفکر پیدا ہوتا ہے خدا حافظ ہو۔ چند روز سے میری طبیعت بعارضہ زحیر علیل ہے انشاء اللہ القدیر شفا ہو جائے گی۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول صہ۹۰ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد)

قادیانی صاحب

(۲۱) خانگی زندگی

اور سب لوگ مسجد کے چندہ کے واسطے کڑیانوالے کی طرف جا رہے تھے اور جناب نواب خاں صاحب تحصیلدار کے تانگہ پر ہم تینوں سوار تھے کوچبان اور جناب خواجہ (کمال الدین) صاحب آگے تھے ہیں (یعنی سید سرور شاہ صاحب) اور جناب (یعنی مولوی محمد علی صاحب) پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تو خواجہ صاحب نے یہ فرما کر کہ راستہ باتوں سے طے ہوا کرتا ہے۔ اور میرا ایک سوال ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا۔ میں اسے پیش کرتا ہوں۔ آپ اس کا جواب دیں۔ سوال شروع کیا صحیح اور یقینی مضمون اس کا یہ تھا کہ:۔

پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہیئے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہیئے۔ غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے لیکن جب ہماری بیبیاں خود

قادیان گئیں وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آ کر ہمارے سر پر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا تو عشر عشیر بھی باہر نہیں حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہوتا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے۔ لہذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بول کر اس عرصہ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے اور آئندہ ہم ہرگز تمہارے دھوکہ میں نہ آویں گی۔ پس اب وہ ہم کو روپیہ نہیں دیتے کہ ہم قادیان بھیجیں۔

اس پر خواجہ (کمال الدین) صاحب نے خود ہی فرمایا تھا کہ ایک جواب تم لوگوں کو دیا کرتے ہو۔ پھر تمہارا وہ جواب میرے آگے نہیں چل سکتا کیونکہ میں خود واقف ہوں اور پھر بعض زیورات اور بعض کپڑوں کی خرید کا مفصل ذکر کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان اعتراضات کے باعث مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ غضب خدا نازل ہو رہا ہے۔ اور میں متواتر دعا میں مشغول تھا۔ اور بار بار جناب الہی میں یہ عرض کرتا تھا کہ مولا کریم ایسی اس قسم کی باتوں کے خلاف ہوں میں اس مجلس سے بھی علیحدہ ہو جاتا۔ مگر مجبور ہوں۔ پس تیرا غضب جو نازل ہو رہا ہے اس سے مجھے بچانا۔

(کشف الاختلاف ص ۱۳ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۲۲) محبت کا تقاضا (ج)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم

سے بہت محبت تھی اور یہ اسی محبت کا تقاضا تھا کہ آپ مولوی صاحب کی تکلیف کو نہ دیکھ سکتے تھے چنانچہ باہر مسجد میں کئی دفعہ فرماتے تھے کہ مولوی صاحب کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے مگر میں ان کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا چنانچہ آخر مولوی صاحب اسی مرض میں فوت ہو گئے مگر حضرت صاحب ان کے پاس نہیں جا سکے بلکہ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کی بیماری میں اپنی رہائش کا کمرہ بھی بدل لیا تھا کیوں کہ جس کمرے میں آپ رہتے تھے وہ چونکہ مولوی صاحب کے مکان کے بالکل پیچھے تھا اسلئے وہاں مولوی صاحب کے کراہنے کی آواز پہنچ جاتی تھی جو آپ کو بیتاب کر دیتی تھی اور مولوی صاحب مرحوم چونکہ مرض کاربنکل میں مبتلا تھے اس لئے ان کا بدن ڈاکٹروں کی چیر پھاڑ سے چھلنی ہو گیا تھا اور وہ اس کے درد میں بیتاب ہو کر کراہتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صد ۲۷۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۳) لنگر کا قصہ

پھر جناب کو (یعنی مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو) یاد ہو گا کہ جب میں نے (یعنی مولوی سرور شاہ صاحب قادیانی نے) جناب کو کہا تھا کہ آج مجھے پختہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے گھر میں بہت اظہار رنج فرمایا ہے کہ باوجود میرے بتانے کے کہ خدا کا منشا یہی ہے کہ میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو لنگر بند ہو جائے گا۔ مگر یہ خواجہ وغیرہ ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دو اور مجھ پر بدظنی

کرتے ہیں۔ اور یہ سنا کر ہیں نے بوجہ محبت آپ کو (یعنی مولوی محمد علی صاحب کو) یہ کہا تھا کہ آپ آئندہ کبھی اس معاملہ میں شریک نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ حضرت اقدس کی زیادہ ناراضگی کا موجب ہو جائے اور آپ کو نقصان پہنچے (کشف الاختلاف ص۱۴ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

اور خواجہ (کمال الدین) صاحب بار بار تاکید کرتے تھے کہ ضرور کہنا۔ لو یہ باتیں کر رہے تھے کہ دفعتاً آپ کی (یعنی مولوی محمد علی صاحب کی) طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب۔ اب مجھے وہ طریق معلوم ہو گیا ہے جس سے لنگر کا انتظام فوراً حضرت (مرزا) صاحب ہمارے سپرد کر دیں ......
پس آپ نے کہا کہ خواجہ صاحب میں تو اب ہرگز پیش نہ کروں گا تو خواجہ صاحب نے یہ سنتے ہی آنکھیں سرخ کر لیں اور غصہ والی شکل اور غضب والے لہجہ میں کہنا شروع کیا کہ قومی خدمت ادا کرنے میں بڑے بڑے مشکلات پیش آیا کرتے ہیں اور کبھی جو ملامت نہ کرنا چاہیئے اور یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کے لئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جس قدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں۔ اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہیں ہو سکے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں اگر یہ لنگر کا روپیہ ٹھیک طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں۔
آپ اچھے خادم قوم ہیں کہ یہ جانتے ہوئے پھر ایک ذرا سی بات سے کہتے ہیں کہ میں آئندہ ہرگز پیش نہیں کروں گا میں تو کہتا ہوں میں ضرور پیش کروں گا اس پر آپ نے کہا کہ میں ساتھ چلا جاؤں گا مگر بات نہیں کروں گا تو خواجہ صاحب نے کہا کہ میں بھی

ساتھ ہی جاننے کے لئے کہتا ہوں بات کو بیت پرستی کر اتنا باعث تردید خود کرے گا

غرض اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے اس بات کا صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ... ایسا ہی ایک ... اعتراض کا ذریعہ ...

(کشف الاختلاف صفحہ ۱۴ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۴۲) مالی مناقشہ

باقی آپ سے اپنی مولوی حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول ایک اور بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ... بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سلسلہ حضرت ... صاحب ... تو ان کے زمانہ میں بھی آتا کیونکہ یہ لوگ یعنی خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب لاہوری اندر ہی اندر تیاری کر رہے تھے چنانچہ نواب صاحب نے بتایا کہ ان سے انہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ حضرت مرزا احمد صاحب سے ... لیا جائے چنانچہ حضرت صاحب نے اپنی وفات سے پہلے جس دن وفات ہوئی اسی دن بیماری سے پہلے کہا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں ان کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی صاحب کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے

اور گھر میں آکر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں۔ ان کو اس روپیہ سے کیا تعلق۔ اگر آج میں الگ ہو جاؤں تو سب آمدن بند ہو جائے۔

پھر خواجہ صاحب نے ایک ڈیپوٹیشن کے موقع پر جو عمارت مدرسہ کا چندہ لینے گیا تھا۔ مولوی محمد علی سے کہا کہ حضرت (مرزا) صاحب آپ تو خوب عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے خرچ گھٹا کر بھی چندہ دو جس کا جواب مولوی محمد علی سلنے یہ دیا کہ ہاں اس کا انکار تو نہیں ہو سکتا مگر بشریت ہے کیا ضرور کہ ہم نبی کی بشریت کی پیروی کریں۔

میرا ان باتوں کے لکھنے سے یہ مطلب تھا کہ یہ ابھی بات شروع نہیں ہوئی بلکہ حضرت اقدس کے زمانہ سے ہے وہ (یعنی مرزا صاحب) لنگر کا چندہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ نے وہ بھی ان کے (یعنی خواجہ صاحب وغیرہ کے) حوالے کر دیا اب ان کو خیال سوجھا کہ چلو اور بھی سب کچھ چھینو باقی رہا ان کا تقویٰ وہ تو ان کے بلوں اور رجٹوں سے بہت کچھ ظاہر ہو سکتا ہے کہ جس پر شور مچا رہے ہیں۔ وہ کام روزمرہ خود کرتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب کا خط بنام مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول مندرجہ حقیقت اختلاف صفحہ ۵ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

اس خط کے آخری فقرہ سے میاں صاحب کی گھبراہٹ جو ان کو اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ سب کچھ انجمن کے ہاتھ میں چلا گیا تھا اور جا رہا ہے کس قدر عیاں ہے حضرت مولوی (نور الدین) صاحب مرحوم کا بھی اسے بڑا قصور قرار دیا گیا ہے کہ انھوں نے لنگر کا چندہ بھی انجمن کے حوالہ کر دیا اور اب ان کو خیال

سوچا کہ چلو اور سب کچھ چھینو ...... " مگر یہ سب کچھ چھین کر ہم کہاں لیجاتے ہیں کیا اپنی جائداد بڑھا رہے تھے یا قوم پر ہی صرف کر رہے تھے ..... ہاں میاں محمود احمد صاحب کی ذاتی جائداد بیشک بہت بڑھ گئی ہے اور مریدوں کے بھی مکانات بن گئے ہیں۔

(حقیقت اختلاف صفحہ ۲۲ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

میں (یعنی مولوی محمد علی صاحب لاہوری) اس سے انکار نہیں کرتا کہ میاں محمود احمد صاحب نے چند مقامات پر مبلغین بھیجنے کا اچھا کام کیا ہے مگر حق تو یہ ہے کہ اس راہ میں بھی سابق وہی شخص ہے جسے میاں صاحب منافق کہہ رہے ہیں اور میں اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ سالانہ جلسہ پر بہت سے دوست جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ قادیان میں بہت سے احمدیوں نے سکونت اختیار کر لی ہے اور مکانات بنائے ہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ سلسلہ پیری مریدی میں میاں صاحب نے نمایاں ترقی کی ہے اور نذر و نیاز کی آمدنی بھی بڑھ گئی ہے اور جناب میاں صاحب کی ذاتی جائداد بھی بہت بڑھ گئی ہے

(حقیقت اختلاف صفحہ ۲ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

۲۵) قادیان کی برکتیں

پھر ایک اور بڑا ذریعہ تزکیہ نفوس کا ہے جو مسیح موعود (مرزا صاحب) نے کہا ہے اور میرا یقین ہے کہ وہ بالکل درست ہے وہ ہجرت ہے اس کا سچا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر شخص جو قادیان نہیں آتا۔ یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو ...... قادیان کی

نسبت اللہ تعالیٰ نے انا اوینا القریۃ فرمایا یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے تھے۔

زمین قادیاں اب محترم ہے ✿ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(منصب خلافت صفحہ ۳۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۲۶) بہشتی مقبرہ (۴)

(۱) صبح کو نماز کے لئے اٹھنے سے کوئی ۵-۴ منٹ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جائیں تو کہا گیا کہ اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم صفحہ ۹۶۹۴ و ۹۷ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور یہی الہام ہوا کہ کل مقابر الارض لا تقابل ہذہ الارض یعنی زمین کی تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مکاشفات صفحہ ۵۹ مولفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں ...... چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ ...

اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں . . . . .

پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف تکمیل احاطہ وغیرہ کے لئے چندہ داخل کرے

دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے . . .

تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو

ہر ایک میت جو قادیان کی زمین پر فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا جائز نہ ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم از کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں . . . . .

اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کے مرض سے فوت ہوں . . . . ان کی نسبت یہ ضروری ہوگا کہ ان کو دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں . . . .

اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں

اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔
اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثنار رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

(الوصیت صلاتا۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۷) طاعون کی دعا،

حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی

(حقیقۃ الوحی ص۲۲۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۸) طاعون کا فلسفہ (ج)

براہین احمدیہ کے آخری اوراق کو دیکھا تو ان میں یہ الہام درج تھا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا اور دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اس کو قبول کرے گا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا" اس پر مجھے خیال آیا کہ اس وقت دنیا کہاں تھی اور ہمارا دعویٰ بھی نہ تھا لیکن اس الہام میں ایک پیشگوئی تھی جو اس وقت طاعون پر صادق آرہی ہے اور زور آور حملوں سے طاعون

مراد ہے

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۵۲۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

ہوشیارپور اور جالندھر کے اضلاع میں ابھی چند وارداتیں طاعون کی ہوئی تھیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر پیشگوئی کی تھی کہ یہ وبا پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھی پھیل جائے گی۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہشتم ص۲۵۴ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اسی طرح سے طاعون سے محفوظ رہنے کا جو نشان مجھے دیا گیا ہے۔ میں اس سے کیوں کر انکار کرسکتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ بدون ٹیکہ طاعون مجھے اس بیماری سے بچایا گیا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۵۰۰ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی اب بھی کئی مخالف یہی کہتے ہیں کہ ان کو طاعون کیوں نہیں آتی۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بدکار لوگ انبیاء سے خود ہی عذاب طلب کیا کرتے تھے کم بخت لوگ یہ نہیں کہتے کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیکی کی ہدایت دے بلکہ الٹا طاعون ہی مانگتے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۵۲۱ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اگر خدانخواستہ کوئی شخص ہماری جماعت سے اس مرض سے وفات پا جائے تو گو وہ ذلت کی موت ہوئی لیکن ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے خود اشتہار دے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہماری جماعت سے وعدہ ہے کہ وہ متقی کو اس سے بچائے گا اس لئے تم کو چاہیئے کہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرو۔ تاکہ دوسروں کے طعن اور خدا کے عذاب سے محفوظ رہو۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۴۹۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اگر ہماری جماعت کا کوئی شخص طاعون سے مرجائے اور اس وجہ سے ہماری جماعت کو ملزم گردانا جائے تو ہم کہیں گے یہ محض دھوکہ اور مغالطہ ہے کیونکہ طاعونی موت ثابت کرتی ہے کہ وہ فی الحقیقت جماعت سے الگ تھا ورنہ ایک موت تو دوسری موت کا کفارہ ہو جاتی ہے اگر اس کے نفسانی جذبات اور خواہشات پر موت آچکی ہوتی اور دنیا کے فریبوں اور مکاریوں سے علیحدہ ہو چکا ہوتا تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ دوبارہ ہلاک کیا جاتا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم صفحہ ۳۵۸ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

قمیص تو ہم دے دیں گے لیکن سچی بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کی قمیص انسان نہ پہنے کوئی دوسری چیز حفاظت نہیں کر سکتی دیکھو میں جانتا ہوں کہ گو اللہ تعالیٰ نے بار بار وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری اور میری جماعت کی اس ذلت کی موت سے محافظت فرمائے گا لیکن اس حفاظت کے وعدہ کے ساتھ تقویٰ کی شرط ہے محض رسمی طور پر مسلمان کہلانا یا رسمی طور پر بیعت کر لینا کسی کام نہیں آسکتا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم صفحہ ۴۹۰ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۲۹) ایمانُ اسباب (ج)

ایک مومن کا جس قدر ایمان اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ہوتا ہے اسی قدر وہ اسباب پرستی پر بھروسہ کرنے سے دور ہوتا ہے اور یہ ہے بھی سچ کیونکہ جب انسان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر کامل ہو جاتا ہے تو اس کی ایمانی نظر میں اسباب کا سلسلہ بالکل معدوم ہو جاتا ہے اور اس کا سارا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی ہو جاتا

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم صفحہ ۵۰۸ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عنایت نامہ پہنچا بدریافت خیر و عافیت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ اس جگہ بھی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے ہم اس وقت تک مع اپنی جماعت کے باغ میں ہوں اگرچہ اب قادیان میں طاعون نہیں ہے لیکن میں اس خیال سے کہ جو زلزلہ کی نسبت مجھے اطلاع دی گئی ہے اس کی نسبت میں توجہ کر رہا ہوں۔ اگر معلوم ہوا کہ وہ واقعہ جلد تر آنے والا ہے تو اس واقعہ کے ظہور کے بعد قادیان میں جاؤں۔ اگر معلوم ہو کہ وہ واقعہ کچھ دیر کے بعد آنے والا ہے تو پھر قادیان میں چلے جائیں بہر حال دس یا پندرہ جون تک انشاء اللہ میں اسی باغ میں ہوں۔ آپ تشریف لے آویں انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور آنے سے پہلے مجھے اطلاع دیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء

(مکتوب ۹۳ مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۳۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صفائی کا بہت خیال تھا خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فنائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تاکہ ضرر رساں جراثیم مر جاویں آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی بھی منگوائی ہوئی تھی جسے کوئلہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا۔ اور اس وقت دروازے بند کر دئے جاتے تھے اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی

وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصّہ دوم صہ ۵۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۰) طاعونی جہاد

جن لوگوں کو خدا کا خوف نہیں ہے وہ ایسی نکتہ چینیاں کرتے ہیں جن کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے اعتراض کے نیچے آجاتے ہیں چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہوگئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم ایسے متعصبوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ لڑائیوں میں شہید ہوتے تھے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ۱۳۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۱) طاعون کی برکت

اسی طرح میں کہتا ہوں اور بڑے دعوی اور زور سے کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے مرتا ہے تو بجائے اس کے سو آدمی یا زیادہ ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے اور یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کے لئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون

رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائے گا۔۔۔۔۔
پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۱۳۱ تا ۱۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۲) طاعون کا مجرب علاج

چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہٗ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جس میں ہمارا حصہ ہے۔ اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا۔ نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدے سے حصہ ملیگا اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہیئے۔ میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

(کشتی نوح ص۷۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۳) مرزا صاحب کا عتاب (م)

"تلک کتب ینظر الیہا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفہا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبہم فہم لا یقبلون"

(ترجمہ:- ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مجھے قبول کرتے ہیں اور میرے دعوی کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالی نے مہر کر دی ہے)۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

علی ہذا مرزا صاحب ایک دوسرے موقع پر اپنے مخالف مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کو عربی میں گالی دے کر خود ہی اس کا اردو ترجمہ فرماتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"رقصت کرقص بغیۃ فی مجالس"۔ تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا۔

(حجۃ اللہ عربی ص۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م)(۱) "ویتزوجون البغایا"

"ودر نکاح خود می آرند زنان بازاری"۔ ص۸۶

(۲) "فلا شک ان البغایا قد خربن بلد اننا"

"پس ہیچ شک نیست کہ زنان فاحشہ ملک مارا خراب کردہ اند"۔ ص۸۷

(۳) "ان البغایا حزب نجس فی الحقیقۃ"۔

"زنان فاحشہ درحقیقت پلید اند"۔ ص۸۹

(۱۴) "ان نساء دارایت کن بغایا فیثبوت رجالہا دیوثین دجالین"
اگر در خانہ زنان آں فاسقہ باشد پس مردان آں خانہ دیوث و دجال می باشند صن۹۰

(الحجۃ النور۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم وحیا کو کام نہیں لائے گا...... اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں...... ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور ناانصافی کی راہوں سے پیار کرتا رہے۔

(انوار الاسلام صن۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سو چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بد گوہری ظاہر نہ کرتے بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔

(ضمیمہ انجام آتھم صن۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں
(ضمیمہ انجام آتھم صن۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) ہمارے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اوران کی عورتیں کتیوں سے بدتر۔

(نجم الہدیٰ ص۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۴) اخراج (ج)

بیان کیا مجھ سے حضرت خلیفہ ثانی نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۂ اول رضؓ کا ایک رشتہ دار جو ایک بھنگی چرسی اور بدمعاش آدمی تھا۔ قادیان آیا۔ اور اس کے متعلق کچھ شبہ ہوا کہ وہ کسی بد ارادے سے یہاں آیا ہے۔ اور اس کی رپورٹ حضرت صاحب تک بھی پہنچی آپ نے حضرت خلیفۂ اول کو کہلا بھیجا اسے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں لیکن جب حضرت خلیفۂ اول نے اسے قادیان سے چلے جانے کو کہا تو اس نے یہ موقعہ غنیمت سمجھا اور کہا کہ اگر مجھے اتنے روپیے دے دو گے تو میں چلا جاؤں گا۔

حضرت خلیفہ ثانی بیان کرتے تھے کہ جتنے روپئے وہ مانگتا تھا۔ اس وقت اتنے روپے حضرت خلیفۂ اول کے پاس نہ تھے اسلیے آپؓ کچھ کم دیتے تھے اسی جھگڑے میں کچھ دیر ہو گئی۔ چنانچہ اس کی اطلاع پھر حضرت صاحب تک پہنچی کہ وہ ابھی تک نہیں گیا اور قادیان میں ہی ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے حضرت خلیفہ اول کو کہلا بھیجا کہ یا تو اسے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں یا خود بھی چلے جاویں۔ حضرت مولوی صاحب تک یہ الفاظ پہنچے تو انہوں نے فوراً کسی سے قرض لے کر اسے رخصت کر دیا۔

حضرت خلیفہ اول کا یہ رشتہ دار آپ کا حقیقی بھتیجا تھا اور اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ یہ ایک نہایت آوارہ گرد اور بدمعاش آدمی تھا۔

(شاید سخت مخالف ہو۔ للمؤلف) اور اس کے متعلق اس وقت یہ شبہ کیا گیا تھا کہ ایسا ہو کہ یہ شخص قادیان میں کسی فتنہ عظیمہ کے پیدا کرنے کا موجب ہو (کوئی گہرا راز معلوم ہوتا ہے۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۵۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۵) بدزبانی کا فیصلہ

اول قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی تحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کسی طرح امام زماں نہیں ہو سکتا۔

(ضرورۃ الامام ص۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اس کے ان پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے۔ بس اپنی زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔

(خاتمہ چشمہ معرفت ص۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۶) عدالت کی ہدایت

ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب پر زیر دفعہ (۱۰۷) ضابطہ فوجداری۔ اگست ۱۸۹۷ء میں خوب زور شور سے فوجداری مقدمہ چلا۔ اس کی مکمل مسل مرزا صاحب کی تالیف کتاب البریہ میں درج ہے اس مقدمہ کا جو فیصلہ ہوا کافی عبرت آموز ہے چنانچہ آخری حصہ جو کل فیصلہ کا خلاصہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"یہ ظاہر ہے کہ یہ پیش گوئیاں ڈلیفک delphic الہاموں کی طرح دو پہلو رکھتی ہیں۔ اور اسی میں فائدہ ہے کہ وہ ایسی ہوں۔ مرزا صاحب کچھ مطلب بیان کرتے ہیں اور ڈاکٹر کلارک کچھ اور۔ اس صورت میں اس امر کا ثابت کرنا ناممکن ہے کہ ڈاکٹر کلارک کے معنے ٹھیک ہوں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ انھوں نے ڈاکٹر کلارک کی موت کی نسبت کبھی کوئی پیش گوئی نہیں کی۔ اور جس قدر مطبوعہ شہادت پیش کی گئی ہے ہم منجملہ اس کے کسی میں بھی کوئی صاف اور صریح امر نہیں پاتے جس سے مرزا صاحب کے بیان کی تردید ہوتی ہو۔

جہاں تک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ سے تعلق ہے۔ ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کے لئے ضمانت لی جائے۔ یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے لہذا وہ بری کئے جاتے ہیں لیکن ہم اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انھوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے

والے رسالے شائع کئے ہیں۔ جن سے ان لوگوں کی ایذا مقصود ہے جن کے مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔

جو اثر کہ اس کی باتوں سے اس کے بے علم مریدوں پر ہوگا اس کی ذمہ داری ان ہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ ترمیانہ روی کو اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی زد سے بچ نہیں سکتے بلکہ اس کی زد کے اندر آجاتے ہیں۔

دستخط ایم۔ ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور ۲۳؍ اگست ۱۸۹۷ء

(ترجمہ انگریزی مندرجہ کتاب البریہ صفحہ ۲ مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۷) مرزا صاحب کا عہد

میں حکام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز یہ میری عادت میں داخل نہیں کہ خود بخود کسی کو آزار دوں اور نہ ایسی عادت کو میں پسند کرتا ہوں بلکہ جو کچھ سخت الفاظ میں لکھا گیا وہ سخت الفاظ کا جواب تھا مگر مخالفوں کی سختی سے نہایت کم۔ تاہم یہ طریق بھی میری طبیعت اور عادت سے مخالف ہے اور جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آئندہ اشتعال کو روکنے کے لئے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ کو استعمال کیا جائے میں اسی پر کاربند رہنا چاہتا ہوں۔ اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہیں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے کاربند رہیں اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰؍ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۹۶)

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بطور نوٹس ہے چونکہ ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے اس لئے حفظ امن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کاربند ہوں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۶۸)

(۳۸) صاحب مجسٹریٹ ضلع کی اجازت (م)

بعض ہمارے مخالف جن کو افترا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیش گوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے خاصکر ڈرانے والی پیش گوئیوں اور عذاب کی پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں۔ ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی اور عذابی پیشگوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرنا اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں

(کتاب البریہ اشتہار صفحہ ۹ حاشیہ مولفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیشگوئی کی ہے لیکن نہ اپنی طرف سے۔ بلکہ اس وقت اور اس حالت میں جب کہ ان لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیش گوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں جن میں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل مسل کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیشگوئیوں

کا ذکر کیا۔ اور اصل واقعات کو چھپایا۔ اس لئے آئندہ میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کسی ایسی درخواست پر انذاری (ڈراؤنی) پیش گوئی کی جائے۔ بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے نہ پیش کرے (کتاب البریہ اشتہار صہ ۹ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مولفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م) میں نے مسٹر ڈوئی کے سامنے لکھ دیا تھا کہ آئندہ کسی کی نسبت موت کا الہام شائع نہیں کروں گا جب تک کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لیوے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور میں مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ ع ۲۹ منقول از منظور الٰہی صہ ۲۴۵ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۳۹) عدالتی اقرار نامہ (م)

اقرار نامہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بمقدمہ فوجداری۔ اجلاس مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور مرجوعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء نمبر بستہ قادیان نمبر مقدمہ ⅟۱ سرکار دولت مدار بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم۔ الزام زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

اقرار نامہ

میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا

ہوں کہ آئندہ:۔

(۱) میں ایسی پیشگوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جا سکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

(۲) میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

(۳) میں کسی چیز کو الہام بتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

(۶) جہاں تک میرے احاطۂ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر کچھ میرا اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اس طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ ۱ تا ۵ میں اقرار کیا ہے۔

العبد گواہ شد

مرزا غلام احمد بقلم خود خواجہ کمال الدین بی اے۔ ایل ایل بی

دستخط:۔ جے۔ ایم۔ ڈوئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور) کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان کو (مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو) کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۰) مسلمانوں سے بیزار

کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا عمل و درآمد کسی پر مخفی ہے آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو کسی اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا۔ (ابتداء میں تو مدت تک مرزا صاحب نے مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا۔ بلکہ اسی سے بنیاد جمی۔ البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کی رفاہ میں مرزا صاحب نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا۔ للمؤلف)

حتی کہ ایک دفعہ علیگڈھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی اور وہاں کے جناب سکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہو۔ لہذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں۔ مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی کوشش کے حضور نے انکار ہی فرمایا۔ پھر سر سید صاحب کے چندہ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے۔ لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا۔ حالانکہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا

(کشف الاختلاف صد ۲۱ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۴۱) سکھوں سے پیار (ج)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف

سے ایک وفد نے جو جناب سردار محمد یوسف صاحب اڈیٹر اخبار نور اور مولانا جلال الدین صاحب شمس پر مشتمل تھا۔ ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء کو کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی و سکرٹری گوردوارہ پٹنہ صاحب کمیٹی کو مبلغ پانسو روپیہ کی رقم گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کے لئے پیش کی۔ یہ وفد ہز ہائی نس مہاراجہ ادھیراج پٹیالہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ جو گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیری کمیٹی کے صدر ہیں۔ ہز ہائی نس نے جماعت احمدیہ کے اس طریق عمل کی بہت تعریف کی۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۴۲) مسلمانوں سے مقابلہ

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرے تو ایک مومن دس پر بھاری ہو جاتا ہے اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہؓ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں چھپن (۵۶) ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے۔ اور صرف اسی ضلع گورداسپور میں تیس ہزار احمدی ہیں مگر فرض کر لو یہ تعداد درست ہے اور فرض کر لو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں تب بھی یہ ۷۵۔۷۶ ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی دو کے مقابلہ میں رکھا جاوے تو ہم ۷۵ لاکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر ہمارا ایک آدمی ہو تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے۔ (کیسے صحیح اور سچ

سلومات ہیں ملفوظ) پس سارے مسلمان مل کر بھی جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں پھر آج کل تو جسمانی مقابلہ ہے ہی نہیں اس لیئے اس لحاظ سے بھی ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۴ء)

(۴۳) ہتھیار بندی (ج)

حالات کی نزاکت اور بدامنی کی بڑھتی ہوئی رو کو دیکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس مشاورت کے موقع پر اپنی جماعت کو جو ارشاد فرمایا ہے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس پر پوری طرح عمل کرے۔ حضور نے فرمایا جو اصحاب بندوق کا لائسنس حاصل کر سکتے ہیں وہ بندوق کا لائسنس حاصل کریں اور جہاں جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے: ہاں تلوار رکھیں لیکن جہاں اس کی اجازت نہ ہو وہاں لاٹھی ضرور رکھنی چاہیئے۔

جو لوگ اس قسم کی کوئی چیز اپنے پاس رکھیں گے وہ نہ صرف ضرورت کے موقع پر گورنمنٹ کے لیئے بہت مفید اور کار آمد ثابت ہو سکیں گے اور نہ صرف ملک میں بدامنی کا انسداد کرنے میں حصہ لے سکیں گے بلکہ اپنی جان و مال کی بھی حفاظت کر سکیں گے اور یہ ایسے شریفانہ مقاصد ہیں کہ کوئی عقلمند اور دور اندیش انسان انہیں ناجائز اور ناروا نہیں قرار دے سکتا اور ان کی خاطر کسی قسم کا سامان رکھنا غیر ضروری نہیں سمجھا جا سکتا بس ہر ایک احمدی کو چاہیئے کہ ضروریات زمانہ اور حالات پیش آمدہ

کا لحاظ رکھتے ہوئے ضروری سامان مہیا کرے اور اس سے کام لینا سیکھے۔

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۹۰ جلد ۱۷۔ مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۰ء)

فصل دہم

سیاسیات

(۱) اپنا تعارف (م)

چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام میرزا غلام مرتضےٰ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کا رہنے والا۔ ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے۔ اور نیز ہندوستان کے اکثر ضلاع اور حیدرآباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہٰذا قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلےٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کرلیں۔

اور یہ مؤلف تاج عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلےٰ افسروں اور معزز حکام کے ادب گذارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سُن لیا جائے۔

(کشف الغطاء ابتداء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(م) میں تاجِ عزت عالیجناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ

ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے حکام عالی مرتبہ توجہ سے اوّل سے آخر تک پڑھیں۔
(کشف الغطاء صا مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) خاندانی خدمات

میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے۔ اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہونچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کی گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔

پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنے قلم سے کام لیتا ہوں اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی۔ اور جہاد کی مخالفت کے بارہ میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور

اشاعت پر ہزار ہا روپے خرچ ہوئے! اور وہ تمام کتابیں عرب و بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں میں یقین رکھتا ہوں کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا...... اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب و بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی۔

(کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے...... اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔

(درخواست مرزا صاحب بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۲)

میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیوں کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔

(درخواست مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۷)

(۳) پچاس الماری

میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کیجائیں تو پچاس

المار یاں اُن سے بھر سکتی ہیں ہیں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب و مصر و شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔

(تریاق القلوب ص۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) بے نظیر کارگذاری

پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا کیا اس کام کی. اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ (کوئی نہیں

ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند للمؤلف)

(کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء ص مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) اسلام کے دو حصے (جم)

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالےٰ کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے ...... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ جس کا عنوان ہے "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" صفحہ ۶ مصنفہ مرزا صاحب موصوف)

(۶) خدا کی طرف مشغول

والد صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد یہ عاجز (یعنی مرزا صاحب) دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شایع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعاگو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شایع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دئیے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے انکے دلوں میں تھے یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔

(ستارۂ قیصرہ ص۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) فقیرانہ زندگی (ج)

اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اس لئے میں ایسے درویشانہ

طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس ۱۹ برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیئے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھکر دکھلانا چاہیئے۔ اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شایع کیا اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں اور یہ کتابیں بلاد عرب و بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔

(کشف الغطاء صفحہ ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸) بیعت کی شرط

اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہی اصول ہے۔ جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔

(ضمیمہ کتاب البریہ صفحہ ۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عام اصلاح کے علاوہ بھی ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں اور وہ حضرت مسیح موعود کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے۔ آپ نے قریباً اپنی کل کتب میں اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے۔ کہ وہ جس گورنمنٹ کے ماتحت رہیں اس کی پورے طور پر فرمانداری

کریں۔ اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص ہی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔

سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقع پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرمانبرداری کا اظہار کیا ہے اور کبھی خفیف سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا۔

(تحفۃ الملوک ص۱۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔)

(۹) یاجوج و ماجوج

ایسا ہی یاجوج و ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے یہ دونو پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور انکی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ . . . . . . یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے گا فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں اس لئے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گذار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے ہرگز نہیں پا سکتے۔

(ازالہ اوہام ص۵۰۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) مسلمان اور قادیانی

آج سے کچھ سال پہلے مسلمانوں میں سے وہ طبقہ جو علماء کے قبضہ میں تھا۔ گو وہ عملاً امن پسند تھا اور گورنمنٹ کے راستہ میں کسی قسم کی رکاوٹیں نہ ڈالتا تھا مگر علماء کی تعلیم کے ماتحت وہ اس امر کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی شخص عقیدۃً اس امر کو تسلیم کرے کہ کسی غیر مذہب کی حکومت کے نیچے مسلمان اطاعت و فرمانداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اور یہ جماعت (قادیانی) نہ صرف عملاً ہر قسم کے فساد کے طریقوں سے دور رہتی ہے بلکہ عقیدۃً بھی حکومت وقت کی فرمانداری کو ضروری جانتی ہے اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔

(تحفۂ شہزادہ ویلز ص۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جو ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء کو شہزادہ پرنس آف ویلز کی خدمت میں خلیفہ صاحب قادیان نے بمقام لاہور پیش کیا)

(۱۱) اسلامی ممالک پر توجہ

میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ (۱۵۲) میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔

(تحریر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۲۶)

(۱۲) حکومتوں کا فرق (م)

ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں

ہیں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صہ)

(۲) بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذارا ہو سکتا ہے اور قسطنطنیہ میں۔ تو پھر کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اول ص۲۴ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں کیونکہ جدہر تیرا منہ اُدہر خدا کا منہ ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۶۹)

میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم کہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے اگر یہ امن یہ آزادی اور بے تعصبی اس وقت کے قیصر اور کسریٰ کی گورنمنٹوں میں ہوتی تو وہ بادشاہتیں اب تک قائم رہتیں۔

(ازالہ اوہام ص۵۶ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔)

(۱۳) گرم و سرد

لیکن اس گورنمنٹ (سرکار ہند) کے خلاف جو گو ایسا مذہب رکھتی تھی جیسے اس جماعت (احمدیہ) کے مذہب کے ساتھ سب سے زیادہ اختلاف تھا لیکن سیاستاً ایک امن پسند حکومت تھی کسی قسم کی بدی اپنے دل میں رکھنی پسند نہ کی! ورہمیشہ اس کی نیکیوں کا اظہار کیا اور اس کی کمزوریوں سے چشم پوشی کی۔

(تحفۂ شہزادہ ویلز صفحہ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۴) توجّہ کی آرزو

بار ہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گذاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شایع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کا قدر کرے گی۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۲)

ایسی (ممانعت جہاد کی) کتابیں چھاپنے اور شایع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں۔

(درخواست مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۱)

مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پُرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ

محسنے نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔

(درخواست مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بحضور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص۱۱)

(۱۵) جواب کی استدعا

اس عاجز (یعنے مرزا صاحب) کو وہ اعلے درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اسکے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کرسکوں۔ اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کرکے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی۔ اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا...... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔

(ستارۂ قیصرہ ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے (یعنی مرزا صاحب نے) تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں

بھیجا گیا۔ یہی حالات اور خدمات اور دعوات گذارش کئے تھے اور میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاص وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعاگو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ ضرور آتا ضرور آتا اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرۂ ہند کے پُر رحمت اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے اس یاددہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا۔ اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا ہے۔ بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پُر ارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالےٰ اس خط کو حضور قیصر ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے۔ اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرماویں۔

(ستارۂ قیصریہ ۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۶) شدت تمنّا

(۱) قیصر ہند کی طرف سے شکریہ۔ (تشریح۔ یہ الہام متشابہات میں سے ہے اور یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت سے اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں میرا شکریہ کیسا)۔

(۲) مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔

(الشریٰ جلد دوم ص۵۹ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۷) تبلیغی معروضہ

اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ہم (مرزا صاحب اور قادیانی صاحبان۔ للمولف) عاجزانہ ادب کے ساتھ تیری حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت میں جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر۔

(تحفۂ قیصریہ ص۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) شکایت و غیبت

اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں میرے قتل کے لئے ان لوگوں نے فتوے دئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھیرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شایع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر کہ اس نے سلطنت انگریزی کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے۔

(حضور گورنمنٹ عالیہ میں (مرزا صاحب کی) ایک عاجزانہ درخواست مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص۵۳)

گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں ...... اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔

(برکات خلافت ص۹۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے مالابار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویش ناک ہو گئی تھی ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ مردے دفن کرنے سے روک دئیے گئے چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا .... گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو .... ڈپٹی کمشنر نے یہ حکم دیا کہ اب اگر احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔

(الفضل ۲۹ ص۹۶ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۹) راز کا مشورہ

قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دار الحرب قرار دیتے ہیں ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی .... ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ و نشان یہ ہیں۔

(تحریر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد پنجم ص۱۱)

(۲۰) بیجا الزام

جناب عالی جماعت احمدیہ کا سیاسی مسلک ایک مقرر شاہراہ ہے جس سے وہ کبھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتے اور وہ حکومت وقت کی فرماں برداری اور امن پسندی

ہے اگر خدا تعالےٰ کے رسول دنیا کو امن دینے کے لئے نہیں آتے تو وہ یقیناً دنیا کے لئے رحمت نہیں کہلا سکتے بعض لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کی اس تعلیم سے یہ دھوکا کھایا ہے کہ شاید جماعت احمدیہ حکومت ہند سے ساز باز رکھتی ہے لیکن جناب سے زیادہ کوئی اس امر کی حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتا کہ جس قدر شدت سے یہ الزام لگایا جاتا ہے اتنا ہی یہ الزام بے بنیاد ہے۔

جناب کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ یہ الزام نہ صرف ہندوستان میں لگایا جاتا ہے بلکہ بیرون ہند میں بھی چنانچہ چند سال ہوئے ایک احمدی عمارت کی بنیاد کے موقع پر جرمن وزیر تعلیم نے شمولیت کی تو اس کے خلاف لوگوں نے یہ الزام لگایا کہ حکومت برطانیہ کی جاسوس جماعت کے ساتھ اس نے اظہار تعلق کیا ہے اور مجلس وزارت نے اس کے اس فعل پر جواب طلبی کی۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس جس کو قادیانی اکابر کے وفد نے بتاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۳۶ء ہز ایکسیلنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کی خدمت میں بمقام دہلی پیش کیا۔)

سلسلہ احمدیہ کی سیاسیات کے متعلق یہ تعلیم ہے کہ حکومت اور رعایا کے تعلقات کی بنیاد قانون کے احترام اور پرامن جدوجہد پر ہونی چاہیئے ..... اس تعلیم کے ماتحت ہماری جماعت جس جس حکومت کے ماتحت بستی ہے ہمیشہ فتنہ کی راہوں سے الگ رہتی ہے اور چونکہ اکثر حصہ جماعت احمدیہ کا انگریزی حکومت کے ماتحت ہے لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ جماعت انگریزوں کی جاسوس ہے لیکن آپ سے بہتر اسے کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ امر غلط ہے ہم نے ہمیشہ دلیری سے ہندوستانیوں کے حقوق کا مطالبہ کیا ہے۔

(تحفہ لارڈ ارون ص۱۲ از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۲۱) سیاسی شبہات

جناب عالی کو بعض وجوہ سے جن کی تفصیل میں ہم نہیں پڑنا چاہتے بعض مقامی حکام یہ شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ سیاسیات میں خلاف اپنی سابقہ روایات کے حصہ لینے لگ گئی ہے لیکن چونکہ ہماری وفاداری مذہبی جذبات پر مبنی ہے ہم ان شبہات کی پروا نہیں کرتے ہم نے جب بھی کوئی کام کیا ہے دیانتداری سے کیا ہے اور قانون کے اندر رہ کر کیا ہے۔ ہمارا یہ دستور رہا ہے کہ جب کسی امر میں حکومت برطانیہ کو غلطی پر سمجھیں تو ادب سے اور قانون کے اندر رہ کر اس کا اظہار کر دیا کرتے ہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ صحیح برطانوی روح اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے پس بعض افراد کے شکوک یا مخالفت ہم کو برطانیہ کی وفاداری سے منحرف نہیں کر سکتی۔

(قادیانی جماعت کا اڈریس جس کو قادیانی اکابر کے وفد نے بتاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۳۲ء ہز ایکسلنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کی خدمت میں بمقام دہلی پیش کیا)

(۲۲) سرکاری بے اعتباری

احمدیت کی ابتدا میں انگریز مخالف نہ تھے سوائے چند ابتدائی ایام کے جب کہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ ہمیں غصہ سے دیکھتے ہیں! اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔ انگریز شاید خیال کرنے لگے ہیں کہ اتنی بڑی منظم جماعت اگر مخالف ہو گئی تو ہمارے لئے بہت پریشانیوں کا موجب ہوگی اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ جماعت

احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی فرماں برداری کی جائے۔ تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالف ہو کس طرح سکتی ہے لیکن شاید وہ گریشن راد و زاول کے مطابق ہیں ایسا دنیا ضروری سمجھتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ جو اخبار الفضل ۵ ارمارچ ۱۹۳۵ء میں شایع ہوا)

(۲۳) ہز ایکسیلنسی لارڈ ارون وائسرائے ہند

لارڈ ارون کا جواب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے نام

جناب محترم!

آپ نے نہایت مہربانی سے مجھے جو کتاب بھجوائی ہے اور جو ہز ہولینیس کے نمائندہ وفد نے کل مجھے دی اس کے اور نیز اس خوبصورت کاسکٹ کے لئے جس میں کتاب یہ لکھی ہوئی تھی آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ ان تمام کاسکٹوں سے جو میں نے آج تک دیکھے ہیں بے نظیر ہے اور جماعت احمدیہ کے ممبروں کے ساتھ مختلف مواقع پر میری جو ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں یہ کاسکٹ ان کے لئے ایک خوشگوار یادگار کا کام دے گا۔ یہ امر میرے لئے بے حد دلچسپی کا باعث ہے کہ آپ کے قریباً دس ہزار پیرؤوں نے اس خوبصورت تحفہ کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ کو خدا حافظ کہتا ہوں۔ آپ یقین رکھیں کہ ہندوستان سے جانے کے بعد آپ کی جماعت سے میری دلچسپی اور ہمدردی کا سلسلہ منقطع نہ ہو گا بلکہ بدستور جاری رہے گا اور میری ہمیشہ یہی آرزو رہے گی کہ مسرت و خوشحالی پوری طرح آپ نیز آپ کے متبعین کے شامل حال رہے۔

(تحفہ لارڈ ارون مصنفہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۲۴) ہز ایکسیلنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند

ہز ایکسلنسی (لارڈ ولنگڈن) وائسرائے ہند نے ہمارے (یعنی قادیانی) ایڈریس کا جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

مجھے آپ کا ایڈریس سن کر بہت خوشی ہوئی اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے واقفیت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ باوجود مخالفت کے اس سلسلہ نے اس قدر ترقی حاصل کی ہے۔ مجھے اس سے پہلے معلوم نہ تھا کہ جماعت احمدیہ اس قدر دور دراز ممالک میں پھیلی ہوئی ہے آپ کی وفاداری کے اظہار کو میں ملک معظم کے حضور پہنچا دوں گا میرے اور لیڈی ولنگڈن کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم ہر ایک فرقہ اور جماعت کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر حکومت سے کسی غلطی کا ارتکاب ہو تو میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے اطلاع دیں گے۔ آپ کا اصول حکومت سے تعاون کرنے کا اور حکومت سے غلطی ہو تو اس سے اطلاع کر دینے کا قابل تعریف ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی وفاداری ہمیشہ قائم رہے گی اور یہ امر حکومت کے واسطے بہت ہی حوصلہ افزا ہے۔ میں آپ کے کام میں ترقی اور کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔

(اخبار الفضل قادیان۔ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۳۲ء)

(۲۵) قادیانی رنگروٹ (ج)

گورنمنٹ کی جس قدر بھی فرماں برداری کی جائے تھوڑی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر خلافت کا بار نہ ہوتا تو میں مسجد کا موذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر خلافت کا بار میرے کندھوں پر نہ ہوتا تو میں رنگروٹ ہو کر بھرتی ہو جاتا۔

(انوارِ خلافت ص۹۶ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

لارڈ چیمسفورڈ نے میرے نام ایک چٹھی میں اس کا ذکر کیا کہ حکومت نے ایک کمیونک شائع کیا ہے کہ آپ کی جماعت نے بہت مدد دی ہے۔ پھر کابل کی لڑائی ہوئی اور اس موقع پر بھی میں نے فوراً حکومت کی مدد کی۔ اپنے چھوٹے بھائی کو فوج میں بھیجا جہاں انھوں نے بغیر تنخواہ کے چھ ماہ کام کیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۶) سیاسی مشورے (ج)

غرض جو کام اب کیا جائے گا جماعت پہلے بھی یہ کام کرتی رہی ہے جیسے گورنمنٹ کی طرف سے جب کانگریس کے جتھوں پر لاٹھی چارج شروع ہوئی اور بعض جگہ ظلم ہونے لگا تو میں نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ حکومت کو توجہ دلائی کہ یہ امر گورنمنٹ کو بدنام کرنے والا ہے میرے اس توجہ دلانے پر لارڈ ارون نے مجھے لکھا کہ آپ اپنی جماعت کا ایک وفد اس امر کے متعلق تفصیلی مشورہ دینے کے لئے بھیجیں اور انہوں نے سر جافری سابق گورنر پنجاب کو تاکید کی کہ ان کی باتوں کو غور سے سنا جائے اور ان پر عمل کیا جائے چنانچہ ہمارا وفد گیا اور انہوں نے نہایت خوشی سے ہماری باتوں کو سنا اور اس کے بعد سر جافری نے مجھے شکریہ کی ایک لمبی چٹھی اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجی۔ میں نے اس وقت انہیں یہی بتایا تھا کہ آپ بغیر بدنام ہوئے کانگریس کے اثر سے لوگوں کو بچا سکتے ہیں۔ یہ ایک سیاسی بات تھی مگر ہم نے اس وقت اس میں دخل دیا۔ بس سیاسی کاموں میں ہم پہلے بھی حصہ لیتے رہے ہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء)

انگریزوں کا اصل یہ ہے کہ ملک میں ایجی ٹیشن ہونی چاہئے۔ میں نے حکام سے

کئی دفعہ اس امر پر بحث کی ہے کہ یہ غلط پالیسی ہے۔ میں نے سرڈ وائر پر اس کے متعلق زور دیا سر میکلیگن پر زور دیا اور انہیں سمجھایا کہ جب تک یہ پالیسی ترک نہ کی جائے گی نہ امن قائم ہو سکتا ہے نہ انصاف۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۵ء)

مجھے ایک کانگریسی لیڈر نے بتایا کہ ایک ہندوستانی جج اپنی تنخواہ کا بیشتر حصہ کانگریس کو بطور چندہ دیتا ہے۔ تا اس سے ان مسلمان مولویوں کو تنخواہیں دی جائیں جو مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے کانگریس نے رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس امر کے متعلق ایک دفعہ دوران گفتگو میں سابق گورنر پنجاب سر جافری سے ذکر کیا کہ سرکاری ملازم اس طرح کی بد دیانتیاں کرتے ہیں تو انہوں نے ایک جج کا نام لیا اور مجھ سے دریافت کیا کہ یہ تو نہیں ہے اور کہا کہ ہمیں بھی اس کے متعلق شکایات پہنچی ہیں۔ مگر چونکہ ہمارا طریق جاسوسی اور شکایت کرنے کا نہیں اس لئے میں نے نام تو نہ بتایا مگر جس کا نام انہوں نے لیا وہ نہیں تھا جس کا مجھ سے ذکر کیا گیا تھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۷) پچاس ہزار روپیہ (ج)

اس کے بعد ہر موقع پر جب کانگرس نے شورش کی ہم نے حکومت کی مدد کی گذشتہ گاندھی موومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کئے اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کر سکتے ہیں سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں۔ اعلیٰ مشورے ہم نے دئے جنہیں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۸) قادیانی کہانی (ج)

ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آئے کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی ٹٹو ہے بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں، پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی چک اور نئے زمینداری محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے ..... دراصل ان اعتراضات کی وجہ سے ہمیں رنج نہیں۔ بلکہ ہمیں رنج دو وجہ سے ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم نے گورنمنٹ کے ساتھ دوستی کی۔ ظاہر و باطن دوستی کی۔ مگر گورنمنٹ نے اس کے صلہ میں بغیر تحقیق کئے ہم پر ایک خطرناک الزام لگا دیا..... پھر دوسری وجہ ہمارے شکوہ کی یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ایسا راستہ اختیار کیا ہے جس پر چلنے سے فساد برپا ہوتا ہے اور ملک کا امن برباد ہوتا ہے۔

ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ ہم ہمیشہ یہ فخر کرتے رہے ہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو سیکرٹری آف اسٹیٹ کے نام امیری جماعت کے سکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی۔ اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے۔ ان لوگوں کے تمغوں کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لئے فدا کیں۔ یہ اتنے ٹوکرے ہیں کہ ایک افسر کے وزن سے بھی ان کا وزن زیادہ ہے۔ مگر ان تمام خدمات کے بعد اس تمام اظہار وفاداری کے بعد۔ اور اس تمام ثبوت وفاداری کے بعد گورنمنٹ نے بلاوجہ اور بغیر کسی حق کے بغیر اس کے کہ وہ انصاف اور عدل کے ماتحت فیصلہ کرتی۔ اندھا دھند اپنا قلم اٹھایا اور ہمیں باغی اور سلطنت کا

تحفہ الٹ دینے والا اور سول ڈس او بیڈینس کا مرتکب قرار دے دیا۔
(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

(۲۹) قادیانی اسناد (ج)

ہم نے پچاس سال سے دنیا میں امن قائم کر رکھا ہے۔ ہم نے لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کی بہبودی کے لئے قربان کیا ہے۔ اور کوئی شخص بتا نہیں سکتا کہ اس کے بدلے ایک پیسہ بھی ہم نے گورنمنٹ سے کبھی لیا ہو۔ ہمارے پاس وہ کاغذات موجود ہیں جس میں گورنمنٹ نے ہمارے خاندان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ اور یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ اس خاندان کو وہی اعزاز دیا جائے گا جو اسے پہلے حاصل تھا۔ ہمارے پردادا کو ہفت ہزاری کا درجہ ملا ہوا تھا۔ جو مغلیہ سلطنت میں صرف شہزادوں کو ملا کرتا تھا۔ پھر عضد الدولہ کا خطاب حاصل تھا یعنی حکومت مغلیہ کا بازو (تو گویا ایسی اولوالعزمیاں خاندانی وراثت ہے لمؤلف) مگر ہم نے کبھی گورنمنٹ کے سامنے ان کاغذات کو پیش نہیں کیا۔ (غنیمت ہے کہ ان کا ذکر آگیا۔ ایسا بھی کیا انکسار اور استتار ہے۔ کم از کم ہفت ہزاری کی سند تو شایع کر دینی چاہیئے۔ لمؤلف) اور نہ اپنی وفادارانہ خدمات میں کمی کی۔ بلکہ ہر روز زیادتی کرتے چلے گئے ہم نے کانگریس کا مقابلہ کیا۔ ہم نے احرار موومنٹ کا مقابلہ کیا۔ اور اس مقابلہ میں لاکھوں روپیہ صرف کیا۔ (اپنی خاطر یا سرکار کی خاطر۔ لمؤلف) جانیں قربان کیں جنگ کے موقع پر اپنی جماعت کے بہترین آدمی پیش کئے۔

سر او ڈوائر۔ لارڈ چیمسفورڈ۔ اور لارڈ ہارڈن سر میلکم ہیلی سر جعفر ڈی مانٹ مورنسی اور دیگر اعلیٰ حکام کی تحریریں جن میں سے بعض ان کی

دخل ہیں اور بعض ان کے نائبین کی ہیں میرے پاس موجود ہیں جن میں وہ ہماری جماعت کی وفاداری اور انتہائی قربانی کا اعتراف کرتے ہیں۔
مگر آج گورنمنٹ کے حکام ہمیں یہ سناتے ہیں کہ تم امن کو برباد کرنے والے ہو۔
(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۳ر اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۳۰) پچاس سالہ خدمات (ج)

تمہاری پچاس سالہ خدمات کا حکومت پر ایک بوجھ تھا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے جنگ یورپ میں آدمیوں اور روپیوں سے مدد کی اس پر بوجھ تھا کہ تم نے رولٹ ایکٹ کی شورش کا مقابلہ کیا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم لوگوں نے ہجرت کی تحریک کا مقابلہ کیا اور اس نے تم کو کوئی بدلہ نہیں دیا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے ان کو آپریشن کا مقابلہ مفت لٹریچر تقسیم کر کے اور جلسوں اور لکچراروں کے ذریعہ کیا اور حکومت اس کا بدلہ دینے سے عاجز رہی۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے سول ڈس او بیڈیینس کا مقابلہ کیا۔ ریڈ شرٹ کا مقابلہ کیا۔ بنگال میں ٹیررزم کا مقابلہ کیا اور اس نے کوئی قدر دانی نہ کی۔
(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

ہم حکومت کی ایسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپیہ تنخواہ پانے والے بھی کیا کریں گے۔
(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان یکم اپریل ۱۹۳۰ء)

(۳۱) شکوہ شکایت (ج)

حکومت نے بے انصافی اور ظلم کیا جب اس نے ہمارے لئے اس قانون کو استعمال

کیا جو باغیوں اور انارکسٹوں کے لئے بنایا گیا ہے اور جسے پاس کرتے وقت حکومت نے ملک کے نمائندوں کو یقین دلایا تھا کہ اسے بڑی احتیاط سے استعمال کیا جائے گا ..... کیا کوئی معقول انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ صحیح استعمال ہے اس قانون کا اس کے لئے (یعنی خلیفۂ قادیان کے لئے) جس نے خود اس کے بنانے والوں سے بھی زیادہ قیام امن کی کوشش کی ہے جس نے اور جس کی جماعت نے اس وقت سول نافرمانی اور اس قسم کی دوسری موومنٹوں کا مقابلہ کیا جب یہ افسر جو آج ہمیں باغی قرار دے رہے ہیں۔ آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوا کرتے تھے۔ پھر یہ لوگ تنخواہیں لے کر کام کرتے تھے۔ اور میں نے اور میری جماعت نے لاکھوں روپیہ اپنے پاس سے خرچ کر کے بدامنی پیدا کرنے والی تحریکات کا مقابلہ کیا۔ پھر کس قدر ظلم ہے کہ جو قانون ان تحریکات کے انسداد کے لئے وضع کیا گیا وہ سب سے پہلے ہمیں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ جب حکومت پر مصیبت آئے تو وہ ہم سے استمداد کرتی ہے۔ اس کی مصیبت کے وقت ہمارے لکچرار جاتے ہیں اور مخالف تحریکوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جنگ میں ہم نے تین ہزار والنٹیرز دئے۔ روپیہ ہم خرچ کرتے تھے۔ مگر آج احمدیوں کی حفاظت کے لئے وہ ہمیں باغی بتا رہے ہیں۔

ابھی ہی کا واقعہ ہے کہ وائسرائے ہند کی طرف میں نے ایک خط لکھا تھا کہ جماعت احمدیہ کے اڈریس کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید حکومت کا خیال ہے کہ ہم بعض مواقع پر اس سے تعاون نہیں کرتے اس کے جواب میں ان کے پرائیوٹ سکریٹری نے لکھا ہے کہ ہز ایکسلینسی کو یہ خیال ہرگز نہیں بلکہ حضور وائسرائے اس کے برعکس ہمیشہ سے جماعت احمدیہ کو سب سے زیادہ قانون کی پابند وفادار جماعتوں میں ایک جماعت سمجھتے چلے آتے ہیں۔

ہم نے ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لئے ملک کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔ احرار کی تقریریں پڑھو۔ ان کو زیادہ غصہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چک ہیں۔ وہ صاف کہتے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں۔ . . . . کانگریس سے ہمیشہ ہماری یہی جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم غلام ہیں مگر ہم کہتے ہیں۔ ہم ہرگز غلام نہیں ہیں۔ اب ہم انہیں کیا منہ دکھائیں گے کیوں کہ اب تو پنجاب گورنمنٹ نے اپنے عمل سے ثابت کردیا ہے کہ وہ ہندوستانیوں کو (جتنے کہ قادیانیوں کو) غلام سمجھتی ہے اور ان کی عزت کی قیمت اس کی نظر میں ایک کوڑی کی بھی نہیں۔

اس حکم کے جاری کرنے والے افسروں نے یہ خطرناک غلطی کی ہے کہ ہم پر اس کام کا الزام لگایا ہے۔ جسے ہم حرام سمجھتے ہیں۔ اور جس کے لئے ہم باوجود اس کے کہ اس نے ہماری عزت کا پاس نہیں کیا۔ تیار نہیں ہیں۔ ورگرنہ غالب کی طرح ہم بھی کہہ سکتے تھے کہ۔ بے وفا ہیں تو بے وفا ہی سہی۔ مگر نہیں۔ ہمارے مذہب نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ حکومت کے وفادار رہیں اس لئے وہ اگر ہمیں قید کردے۔ پھانسی دے دے تب بھی ہم وفادار ہی رہیں گے۔

(خطبۂ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۳۲) عہدوں کی تقسیم (ج)

ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ ہم جماعت احمدیہ کی وفاداری کے بدلے اُسے عہدے نہیں دے سکتے۔ یہ ایسی غلطی ہے جو کئی انگریزوں کو لگی ہوئی ہے۔ وہ ایسے وقت جب کہ انہیں کسی وفادار جماعت کی ضرورت ہو جماعت احمدیہ کو مدد کے لئے بلاتے ہیں۔ مگر جب عہدے دینے کا سوال ہو تو کانگریسیوں کو دے دیتے ہیں۔ مگر اس کا

خمیازہ بھی گورنمنٹ بھگت رہی ہے۔ اور اب حالت یہ ہے کہ حکومت کے اپنے راز بھی محفوظ نہیں۔

ایک دفعہ گورنمنٹ کے ایک سکریٹری شملہ میں جا، پر میرے پاس آئے۔ میں نے انھیں کہا کہ آپ کی ہر بات کانگریس کے پاس پہنچتی رہتی ہے آپ کو بھی کوئی ایسا انتظام کرنا چاہیئے کہ ان کی باتیں آپ کو پہنچتی رہیں۔ انھوں نے کہا آپ کو یہ کس نے بتایا ہے۔ کہ ہم نے کانگریس میں اپنے آدمی نہیں رکھے ہوئے ہیں۔ ہماری باتیں انہیں پہنچتی رہتی ہیں۔ اور ان کی باتیں ہمیں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ یہ حالت اس لئے ہوتی ہے کہ گورنمنٹ خیال نہیں رکھتی کہ وفادار جماعتوں کو اعلیٰ عہدوں پر پہنچائے۔ اگر اعلیٰ عہدوں پر اس کی وفادار جماعت کے ارکان ہوں تو اس کے راز مخفی رہیں۔ اور کبھی بھی وہ حالت نہ ہو جو آج کل ہے۔

(خطبۂ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۲ رنومبر ۱۹۳۴ء)

(۳۳) ایک خط (ج)

اس دوران میں مجھے ایک خط ملا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے لحاظ سے ممکن ہے کہ اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگ بھی ہماری جماعت میں ہوں۔ ۔ ۔ ۔ جس خط کا میں نے ذکر کیا ہے اس کا مضمون یہ تھا کہ ہم دیر سے محسوس کر رہے ہیں کہ انگریز لوگ بغیر شورش اور فساد کے کوئی بات نہیں مانا کرتے۔ اور یہ کہ (اس دوست کے نزدیک) اب وقت آگیا ہے کہ ہم گورنمنٹ کے متعلق اس وفاداری کی تعلیم پر جو ہمارے سلسلہ میں موجود ہے، دوبارہ غور کریں اور سوچیں کہ کیا اس کی تشریح حد سے بڑھی ہوئی تو نہیں۔ اور کیا وفاداری کا جو مفہوم ہم سمجھتے چلے آرہے ہیں۔ وہ خوشامد اور

اس دوست نے اپنے خط میں ایک واقعہ بھی پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ ایک دفعہ پبلک پراسیکیوٹر کے سلسلہ میں اسسٹنٹ سکرٹری کے لئے بطور امیدوار پیش تھے۔ لاہور کے سینیر سپرنٹنڈنٹ مسٹر ارڈنگ کے سامنے جب انہوں نے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں احمدیہ جماعت میں سے ہوں۔ اور احمدیہ جماعت وہ ہے جو حکومت برطانیہ کی ہمیشہ وفادار رہی ہے۔ تو مسٹر ارڈنگ نے کہا کہ میں احمدیہ جماعت کی وفاداری کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔

وہ دوست لکھتے ہیں کہ جب ہماری جماعت کی وفاداری کے کوئی معنے ہی نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم لاکھوں روپیہ حکومت کی بہبودی کے لئے خرچ کریں۔ اور اپنی سینکڑوں قیمتی جانوں کو خطرات میں ڈالیں اور حکومت کی وفاداری ان معنوں میں کرتے چلے جائیں کہ نازک اور مشکل مواقع پر اس کی حمایت کریں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۲ نومبر ۱۹۳۴ء)

(۴۷) ناقدری کا راز (ج)

میں نے پہلے ہی لکھا تھا کہ جس وقت سے ملک میں حکومت خود اختیاری کا سوال پیدا ہوا ہے حکومت ہمیشہ زبردست کا ساتھ دینے کی کوشش کرتی ہے کیوں کہ کوئی خواہ کتنا ہی دیانت دار ہو اگر اس میں دین داری اور روحانیت نہیں تو وہ قومی مفاد کے مقابلہ میں دیانت داری کی کوئی زیادہ پرواہ نہیں کرتا جس کے اخلاق کیسی ہوں وہ جہاں بھی قومی سوال پیدا ہو گا انہیں خیرباد کہدے گا۔ اس لئے میں نے پہلے بھی کئی بار کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ جوں جوں ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کا سوال زور پکڑتا جائے گا۔ انگریز زبردست کی طرف جھکتے جائیں گے کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں زبردست کی حمایت کے بغیر ہم یہاں

نہیں رہ سکتے۔

آئرلینڈ میں دیکھ لو کیا ہوا۔ جن لوگوں نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حکومت کا ساتھ دیا تھا۔ حکومت نے جب دیکھا کہ ملک میں مخالفت بڑھ گئی ہے۔ تو اس نے ان جانبازوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور ایسے ایسے قوانین پاس کر دیئے جنہیں ان بہادروں نے اپنی حق تلفی سمجھا۔ وہ لوگ ان کے ہم مذہب، ہم قوم اور وفادار تھے لیکن ان تعلقات کے ہوتے ہوئے جب زبردست کے مقابلہ میں ان کی پرواہ نہیں کی گئی۔ تو صرف وفاداروں (مثلاً قادیانیوں) کا جو نہ ان کے ہم مذہب ہیں اور نہ ہم قوم۔ ساتھ چھوڑ دینا کون سی اچنبھے کی بات ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(۴۵) وفاداری کا سودا (ج)

افسروں نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہم نے کانگریس کو دبا لیا ہے باغی جماعتوں کو توڑ دیا ہے۔ اور اب ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ہمیں وفاداروں کی بھی ضرورت نہیں۔ اور جب یہ بات دنیا کے سامنے آئے گی۔ تو ہر وہ شخص جس کے دماغ میں عقل ہے یہی سمجھنے پر مجبور ہو گا کہ اس حکومت کے پاس جانا خطرناک ہے یہ دوست کو چھوڑتی ہے نہ دشمن کو سب کو مارتی ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

میں اس امر کے آثار دیکھتا ہوں کہ حکومت کو جلد وفادار جماعتوں کی امداد کی پھر ضرورت پیش آئے گی۔ میں یہ کسی الہام کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ زمانہ کے حالات کو دیکھ کر عقل کی بناء پر کہتا ہوں میں نے کانگریس کی تحریک کو خوب

غور سے دیکھا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اب کانگریس ایک ایسی اسکیم تیار کر رہی ہے جس سے گو بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ میدان سے ہٹ گئی۔ مگر عنقریب وہ گورنمنٹ کو ایسی مشکلات میں ڈالدے گی جس کے لئے پھر اسے وفاداروں کی ضرورت محسوس ہوگی۔ اور ہم پھر اپنے جھگڑے کو ایک طرف رکھ کر اس کی مدد کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ مگر حکومت نے ہمیں سبق دیدیا ہے کہ سودا کئے بغیر تعلق نہیں رکھنا چاہیئے۔ ہم خود بھی آئندہ حکومت سے سودا کریں گے۔ اور دوسروں کو بھی سودا کرنے کا سبق پڑھائیں گے۔ سوائے اس صورت کے کہ حکومت ہم پر جو ظلم ہوا ہے اُسے دور کر دے تب ہمارے تعلقات پہلے کی طرح ہو جائیں گے لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری مدد سودا کرنے کے بعد ہوگی۔ اور ہم اپنی خدمات کا معاوضہ طلب کریں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۳۴ء)

(۳۶) سلطنت برطانیہ کا زوال (ج)

حضرت مرزا صاحب نے وہ کام تو کر دیا ہے جو آنے والے مسیح کے لئے مقرر تھا۔ اب آنے والے کے لئے کوئی اور کام باقی نہیں۔ اور اس لئے کسی اور کے آنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔ یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے کہ کسی کے لئے خدا تعالیٰ نے کوئی کام مقرر کیا ہو اور اسے دوسرا آکر کر جائے۔ عیسائیت میں بھی تنزل کے آثار شروع ہو چکے ہیں اور عیسائیوں کا غلبہ ٹوٹ رہا ہے۔ آج سے پچاس سال قبل کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ انگریز کبھی ہندوستان کو حقوق دے دیں گے۔ لیکن اب وہ آہستہ آہستہ دے رہے ہیں پھر ان کی تجارتی طاقت بھی ٹوٹ رہی ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ انگریز کہتے تھے ہم یورپ کی دو

بڑی سی بڑی طاقتوں سے دوگنا بحری بیڑا رکھیں گے۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے پیش گوئی فرمائی ؎

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں آثار ضعف و اختلال

اس کے کچھ عرصہ بعد جب ملکہ وکٹوریا فوت ہوئیں تو ان کی سلطنت میں آثار ضعف شروع ہو گئے۔ ہندوستان میں جو زور آج نظر آرہی ہے یہ دراصل جنگ ٹرانسوال کے زمانہ ہی میں شروع ہو گئی تھی۔ اس وقت ہندوستان نے خیال کیا کہ اگر یہ تیس لاکھ انسان انگریزوں کو تنگ کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اسی وقت سے یہ کشمکش شروع ہوئی اور پھر روز بروز ضعف زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔

(خطبۂ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل، مارچ ۱۹۳۰ء)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مجلس میں جس میں حاجی عبدالمجید صاحب نے یہ روایت بیان کی میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی پرانا ہے۔ حضرت صاحب نے خود مجھے اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا اور مجھے الہام اس طرح پر یاد ہے ؎

سلطنت برطانیہ تا ہفت سال
بعد ازاں باشد خلاف و اختلال

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے۔ کہ دوسرا مصرع تو مجھے پتھر کی لکیر کی طرح یاد ہے کہ یہی تھا اور ہفت کا لفظ بھی یاد ہے۔ جب یہ الہام ہمیں حضرت (مرزا) صاحب نے سنایا تو اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف نہیں تھا۔

سے شیخ حامد علی نے لسے بھی جا سنایا۔ پھر جب وہ مخالف ہوا تو اس نے حضرت صاحب کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لئے اپنے رسالہ میں شایع کیا کہ مرزا صاحب نے یہ الہام شایع کیا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کے مختلف معنی کیے گئے ہیں بعضوں نے تاریخ الہام سے میعاد شمار کی ہے بعضوں نے کہا ہے۔ کہ ملکۂ وکٹوریا کی وفات کے بعد سے اس کی میعاد شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ ملکہ کے لئے حضرت نے بہت دعائیں کی تھیں بعض اور معنی کرتے ہیں۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ میرے نزدیک آغاز صدی میوی سے اس کی میعاد شروع ہوتی ہے چنانچہ وہ کہتے تھے کہ واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں! ور واقعات کے ظہور کے بعد ہی میں نے اس کے یہ معنے سمجھے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وفات سے اس کی میعاد شمار کی جائے کیونکہ حضرت صاحب نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لئے بطور حرز کے بیان کیا ہے پس حرز کی موجودگی میں میعاد کا شمار کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔ اس طرح جنگ عظیم کی ابتداء اور ہفت یا ہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں ملجاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں۔ ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالے اسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۷) شامی شربت (ج)

خود مجھے ایک عجیب تجربہ ہوا جب میں انگلستان جاتے ہوئے شام گیا

تو وہاں میں نے ایک تبلیغی رسالہ چھپوایا مسلمانوں نے اس پر شور مچایا اسے ضبط کر لینا چاہیئے۔ اتفاقاً میں اسی دن فرانسیسی گورنر سے ملنے گیا تھا جب میں وہاں پہنچا تو وہ نہایت میٹھی زبان میں مجھ سے ہمکلام ہوا۔ اور کہنے لگا آپ کیا پئیں گے شربت پئیں گے۔ کافی پئیں گے طبیعت کیسی ہے آپ کی کیا تواضع کروں۔ بالکل وہی طریق تھا جو ہمارے ہاں مروج ہے۔

دوران گفتگو میں اس ٹریکٹ کا بھی ذکر آگیا کہ لوگ اس کے خلاف بلاوجہ شور کر رہے ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ حکومت اسے ضبط کرنا چاہتی ہے تو وہ کہنے لگا کہ یہ بالکل غلط بات ہے ہم مذہبی معاملات میں دخل دینے کا کیا حق ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ حکومت نے واقعہ میں اسے ضبط کر لیا تھا جب بعض افسران کے پاس شکایت کی گئی کہ گورنر تو اس فعل کو ناجائز قرار دیتا ہے پھر کیس طرح ضبط ہوا تو انہوں نے بتایا کہ خود گورنر کے حکم سے ایسا ہوا ہے۔ اور ہمارے آدمیوں کو بتایا گیا۔ کہ جب وہ آپ کو شربت پلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ کہ ہم مذہبی معاملات میں دخل نہیں دیا کرتے تو اس سے پہلے وہ اس نوٹس پر دستخط کر چکا تھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۲ نومبر ۱۹۳۴ء)

فصل یازدہم

قادیانیوں کی جماعت قادیان

(۱) نادر شاہی (ج)

مجھے (مولوی نورالدین صاحب کو) خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۹ نمبر ۱۱ صفحہ ۱۴۲ بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء)

(۲) مریدوں کی روک تھام

چنانچہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جب حضرت حکیم الامتہ رضی اللہ عنہ (یعنی حکیم نورالدین صاحب قادیانی) نے کوئی ایسی بات کی۔ تو بعض ایسے احباب نے اس کو اپنی شان کے خلاف خیال کر کے منہ پر کہہ دیا کہ ہم ایسا درس نہیں سن سکتے۔ پھر سالہا سال وہ درس قرآن میں نہ آئے۔ اسی طرح بعض اوقات ایسی باتوں سے وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی صحبت اور خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین صاحب) کی

صحبت اور دار ہجرت (قادیان) کو چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور پھر ذی وجاہت احباب و حضرات کی کوشش سے رُکے (صلہ)

آپ یونہی غور فرمایئے کہ جن احباب نے خلیفۃ المسیح کے وعظ نصیحت سے رنج ہو کر ان کے درس میں شریک ہونے کو ترک کر دیا تھا۔ اور سالہا سال ترک رکھا اور اس وقت رنج اور جوش طبع سے اپنی حرکت کو نہایت عمدہ خیال کرتے تھے۔ اور اس کے خلاف عرض کرنے والوں کو بیوقوف اور بے غیرت وغیرہ سمجھتے تھے۔ پر جب بہت زمانہ گذر گیا اور وہ جوش بھی کم ہو گیا۔ تو پھر خود ان کو اپنی اس حرکت سے پشیمان ہو کر اُن کے درس میں آنا ہی پڑا۔ .... پھر اسی جوش سے بارہا وہ قادیان جیسے متبرک دار ہجرت کے ترک پر آمادہ ہوئے لیکن ذی وجاہت اور خاص احباب کی سعی بلیغ سے وہ رُکے۔ پر اب وہ غور کریں کہ اگر اسی وقت وہ جوش میں چلے جاتے تو کس قدر اپنا نقصان کرتے۔ ہاں اُن پہلے جوشوں اور اب کے جوش میں ایک عظیم فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اسوقت ذی وجاہت اور خاص یار جوش کے برخلاف ساعی تھے ...... لیکن اب کا جو جوش ہے اس میں وہ ذی وجاہت اور خاص یار جوش کے محرک اور مؤید اور اس کے مقتضا کے مطابق چلنے پر سعی بلیغ کرنے والے ہیں۔ (صـ۳)

(کشف الاختلاف مصنفہ سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۳) خلیفۂ قادیان

اس کے بعد میں ایک ایسی پیشگوئی کو لیتا ہوں جو آپ سے مجھ سے بلکہ ساری دُنیا سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے اِنّی معک یا رسول اللہ۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ علیٰ دِینٍ وَاحد۔

(۱۷ نومبر ۱۹۱۴ء یعنی اے اللہ کے رسول (غلام احمد قادیانی) کے بیٹے (محمود احمد قادیانی)

میں تیرے ساتھ ہوں۔ تم سب دنیا کے مسلمانوں کو ایک سلسلہ میں جمع کرو اور ایک دین کا پابند بناؤ۔

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا۔ اس وقت میں طالب علم تھا اور طالب علم بھی ایسا جو ہمیشہ فیل ہوتا تھا اور میں سمجھتا ہوں اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی ورنہ اگر کچھ پاس کر لیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ میں یہ ہوں، وہ ہوں۔ لیکن اب تو اس حقیقت کا انکار نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ مجھے آتا ہے یہ اللہ ہی کا فضل ہے۔ میری اس میں کوئی خوبی نہیں۔

کچھ عرصہ ہوا لاہور میں دو مولوی صاحبان مجھ سے ملنے آئے اور بطور تمسخر ایک نے پوچھا کہ آپ کی تعلیم کہاں تک ہے۔ میں سمجھ گیا کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں۔ کہنے لگے۔ آخر کچھ تو ہوگی۔ میں نے کہا صرف قرآن جانتا ہوں۔ کہنے لگے۔ بس قرآن۔ مجھے ان پر تعجب کہ ان کے نزدیک قرآن جاننا کوئی چیز ہی نہیں۔ اور انہیں اس پر خوشی کہ ان کی تعلیم کچھ نہیں۔ پھر ایک نے پوچھا۔ انگریزی پڑھی ہوگی۔ میں نے کہا پڑھتا تو تھا۔ مگر ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ کہنے لگے کہ تو پھر انگریزی بھی نہ ہوئی۔ اس کے بعد پوچھنے لگے۔ پرائیویٹ طور پر تو کچھ تعلیم حاصل کی ہوگی۔ میں نے کہا وہ بھی قرآن ہی پڑھا ہے۔

اور واقعی یہ امر واقعہ ہے۔ میں ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ میری صحت کمزور تھی اور اطباء نے کہا تھا کہ اس کی تعلیم پر زور نہ دیا جائے ورنہ اسے سل ہو جائے گی ایسے شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام کرتا ہے کہ اے ابن رسول اللہ اٹھ۔ اور ساری دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کر دے۔

(میاں محمود احمد صاحب کی تقریر لائل پور مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۲۰۔ مئی ۱۹۳۴ء)

الغرض نبی کا کام بیان فرمایا۔ تبلیغ کرنا۔ کافروں کو مومن کرنا۔ مومنوں کو شریعت

پر قائم کرنا۔ پھر باریک در باریک راہوں کا بتانا۔ پھر تزکیۂ نفس کرنا۔ یہی کام خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ اب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کام اس وقت میرے رکھے ہیں۔ صفحہ ۹

پس آپ (قادیانی) وہ قوم ہیں جس کو خدا نے چن لیا۔ اور یہ میری دعاؤں کا ایک ثمرہ ہے۔ جو اس نے مجھے دکھایا۔ اس کو دیکھ کر میں یقین رکھتا ہوں کہ باقی ضروریات بھی وہ آپ ہی کرے گا اور ان بشارتوں کو عملی رنگ میں دکھائے گا۔ اور اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہو گی۔ اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گذرے گا۔ جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے کیوں کہ آپ لوگ جو کام کریں گے وہ میرا ہی کام ہو گا۔ صفحہ ۱۷

(منصب خلافت صفحہ ۹ و صفحہ ۱۷ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴) جگت خلیفہ (ج)

میں صرف ہندوستان کے لوگوں کا ہی خلیفہ نہیں۔ میں خلیفہ ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ اور اسی لئے خلیفہ ہوں افغانستان کے لوگوں کے لئے۔ عرب۔ ایران چین جاپان۔ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ سماٹرا۔ جاوا اور خود انگلستان کے لئے۔ غرض کہ کل جہان کے لوگوں کے لئے میں خلیفہ ہوں۔ اس بارے میں اہل انگلستان بھی میرے تابع ہیں۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جس پر میری مذہبی حکومت نہیں۔ سب کے لئے یہی حکم ہے کہ میری بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہوں۔

آج یہاں انگریزوں کی حکومت ہے اور ہم اس کے وفادار ہیں۔ لیکن کل یہ بدل گئی تو ہم اس نئی حکومت کے وفادار ہوں گے۔ اس کے بالمقابل خلافت نہیں بدل سکتی۔ اس وقت میں خلیفہ ہوں اور میری موت سے پہلے کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے میری ہی اطاعت فرض ہے۔۔۔۔ اس میں جو

تفرقہ کرتا ہے وہ فاسق ہے اور جماعت کا ممبر نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۵) بیعت کا مفہوم (ج)

ہر شخص جو سلسلہ میں داخل ہے جس نے میرے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ آپ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کے ذریعہ خدا کی بیعت کی ہے۔ وہ اپنی جان۔ مال۔ عزت۔ آبرو۔ اولاد۔ جائداد۔ غرض کہ ہر چیز خدا۔ رسول اور اس کے نمائندوں کے لئے قربان کر چکا ہے۔ اب کوئی چیز اس کی اپنی نہیں۔ میں یہ کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس کے دل میں بیعت کے اس مفہوم کے متعلق ذرا بھی شبہ ہے۔ وہ اگر منافق کہلانا نہیں چاہتا تو وہ اب بھی بیعت کو چھوڑ دے۔ جس بیعت میں نفاق ہو وہ کسی فائدہ کا موجب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ ایک لعنت ہے۔ جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ پس جو شخص سمجھتا ہے کہ اس نے میری بیعت کسی شرط کے ساتھ کی ہوئی ہے۔ اور کوئی چیز اس کی اپنی باقی ہے۔ اور اس کے لئے میری اطاعت مشروط ہے۔ وہ میری بیعت میں نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۶) میاں صاحب کا انکار (ج)

جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار شاہ نعمت اللہ ولی کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے جنہوں نے میرا نام محمود رکھا۔ اور مجھے موعود بیٹا

ٹھہراکر میری تعیین کی۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان۔ جلد ۵ نمبر ۲۳۔ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۷ء)

(ج) (۷) شخصیت پرستی

میاں محمود احمد صاحب صاف طور پر خطبوں میں اعلان کر رہے ہیں کہ جو میں کہوں گا وہ ماننا پڑے گا۔ خواہ سمجھ میں نہ آئے اور عقل اسے قبول نہ کرے۔ کیونکہ بیعت کا منشاء ہی یہی ہے کہ نامعقول باتیں بھی مانی جائیں۔ ورنہ معقول باتوں کو ماننے کے لئے بیعت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میاں صاحب نے خدا و رسول صلعم کے احکام کو پہلے برائے نام مقدم بنایا۔ پھر ساتھ ہی چٹکی میں مسل کر رکھ دیا۔ کہ خدا و رسول کے احکام میں اجتہاد وہی مقبول ہوگا جو میں کروں گا۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جو خلیفہ حکم دے وہی کرو۔ قرآن اس کے خلاف ہو تو ہوا کرے کیوں کہ خلیفہ نے خواہ کتنا ہی غلط سمجھا ہو وہ سب ٹھیک ہے۔ شخصیت پرستی کی اس سے بدتر مثال اور نہیں مل سکتی۔ قرآن و حدیث پر غور کرنے اور اسے سمجھ کر کسی استنباط اور اجتہاد کرنیکا دروازہ جب تمام قوم پر بند کر دیا گیا تو قرآن و حدیث کو مقدم کرنے کا نام لینا محض ایک ڈھونگ ہے۔ جس کے نیچے کوئی حقیقت نہیں۔ خلیفہ بجائے خود خدا و رسول کا قائم مقام بن گیا۔ یہ شرک ہے اور خدا و رسول کی سخت بے ادبی ہے۔ جس کے دماغ میں تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ان امور کو سمجھ سکتا ہے۔ لیکن ساری قوم کی آنکھیں بند ہیں۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ بیٹا ہے اور بخشا ہوا ہے۔ کیا بیٹے کے سوا کوئی اور یہ باتیں کرتا تو قوم مان لیتی؟ ہرگز نہیں۔ محض بیٹا ہونا اس ساری اسکیم کو چلائے جا رہا ہے۔ بیٹا ہے۔ اس کے لئے دعائیں ہو چکی ہیں بخشا ہوا ہے۔ اس لئے سچا ہے۔

اور اب کی دفعہ تو سنا ہے خود میاں محمود احمد صاحب نے بھی سالانہ جلسہ پر اعلان کیا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی صاحبان سب بخشے ہوئے جنتی ہیں۔ انہیں جنت کے لئے کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ اُن کے اعمال فقط شکریہ کے طور پر ہیں۔ اور قوم سُن سُن کر سر دُھنتی رہی۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے "بیٹے"۔

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۳۔ فروری ۱۹۳۵ء از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری)

(۸) قادیان کی گدّی (ج)

"قدرت ثانیہ کا وہ نظارہ ہمیں نظر نہیں آیا جب تک کہ ۱۹۱۴ء کو جماعت دو حصوں میں منقسم نہیں ہوگئی۔ حضرت مولانا نور الدین مرحوم کے زمانہ میں بنا بنایا کام چلتا رہا۔ اور ترقی کرتا رہا اور آج میاں محمود صاحب کی گدی کے زمانہ میں جو کچھ ترقی اس فریق کو ہے وہ محض اس وجہ سے ہے کہ بنا بنایا کام۔ بنی بنائی جماعت۔ بنی بنائی قومی جائدادیں۔ اسکول۔ بورڈنگ۔ روپیہ۔ خزانہ۔ سبھی کچھ مل گیا۔ قادیان کا مرکز اور مسیح موعود کا بیٹا ہونا کام بنا گیا۔

قادیان کی گدی نہ ہوتی۔ مسیح موعود کا بیٹا نہ ہوتے۔ اور کہیں باہر جا کر میاں محمود احمد صاحب اپنے عقیدہ تکفیر و نبوت کو پھیلا کر دکھاتے اور پھر نئے سرے سے جماعت بنتی۔ اور ترقی کرتی تو کچھ بات ہوتی۔ شکر کریں کہ قادیان ویسے بھی آباؤ اجداد کی میراث تھا اور پھر مسیح موعود کی مل گئی گدی۔ اشتہاروں میں سے مل گئیں کچھ مبہم اور متشابہ پیشگوئیاں۔ اس طرح لوگوں پر رعب جما کر اور پسر موعود کا مبہم سا چولا پہن کر لوگوں پر خلافت کا وہ رعب جمایا کہ پوپ روما گرد ہو کر رہ گیا۔ اس کا نام نصرت الٰہیہ نہیں اس کا نام ہے دُنیا۔ اور اس کے اسباب سیاست اس کی

چالیس۔ پیری اور اس کے کرشمے۔ ورنہ اس طرح تو پھر دنیا بھر کے پیروں کی گدیاں قدرت ثانیہ کا مظہر بن جائیں گی۔

(اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۴ء از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری)

(۹) ہتھکنڈے (ج)

مجھے بچپن میں شوق تھا کہ تماشا گر جو ہتھکنڈے وغیرہ کرتے ہیں انہیں سیکھوں ایک دفعہ ہمارے ایک احمدی دوست یہاں آئے اور انہوں نے بہت سے تماشے دکھائے۔ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑ گیا کہ آپ مجھے بھی سکھا دیں۔ آپ پہلے تو انکار کرتے رہے مگر پھر میرے اصرار پر آپ نے اس احمدی دوست کو رقعہ لکھا کہ اگر آپ کے اوقات میں حرج نہ ہو تو میرے بچے کو یہ کھیلیں سکھا دیں۔ انہوں نے مجھے کئی باتیں سکھا دیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لاہور گئے تو میرے شوق کو دیکھ کر شعبدوں کی چار پانچ کتابیں میرے لئے لے آئے۔ اس طرح میں سینکڑوں شعبدے جانتا ہوں۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی شعبدہ دکھایا جائے تو بڑے بڑے سمجھدار آدمی پاگلوں کی طرح حیران ہو کر رہ جاتے ہیں۔ مگر بچے بات کی تہ کو آسانی پہنچ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے گھر میں کوئی ایسا ہی شعبدہ دکھایا تو سب حیران ہو گئے مگر میرا چھوٹا بھتیجا جو ابھی آداب سے ناواقف تھا اور جو میرے پاس ہی بیٹھا تھا کہنے لگا "چچا ابا جان بھی دیہو۔ میں جانداں تہاڈی چلاکیاں نوں" تو بعض دفعہ سادہ لوح بچ جاتا ہے مگر چالاک پھنس جاتا ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔ مندرجہ اخبار الفضل قادیان

نمبر ۹ جلد ۲۲۔ مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۰) لَاحَولَ وَلَاقُوّۃ (ج)

اسی کا نام ہے قدرت ثانیہ جو مومنوں کی جماعت کے ساتھ ہوتی ہے اور جس کا وعدہ خدا نے حضرت مسیح موعود سے کیا تھا۔ کس طرح کچھ نہ تھا اور کس طرح سب کچھ بنا دیا۔ اور چھوٹی سی جماعت سے وہ خدمت دینی لی جو قادیان کی گدی بمعہ اپنے کثیر التعداد مریدوں کے اب تک نہ کر سکی۔ وہاں خدمتِ قرآن اور تبلیغ اسلام کی توفیق نہ ملی۔ ان برٹش گورنمنٹ کی خفیہ خدمت ہوتی رہی۔ جس میں قوم کا لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا رہا۔ اور سینکڑوں آدمی خفیہ طور پر کارروائیاں کرتے رہے۔ میاں محمود صاحب (خلیفۂ قادیان) کے خطبے پڑھ لو۔ صاف اقرار موجود ہے۔

قدرت ثانیہ وہ نصرت الٰہی ہے جو خدمتِ دین کے لئے ہے۔ ان (خلیفہ قادیان) سے تو جو کچھ نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ قوم سے روپیہ تو لیا گیا مذہب کے نام پر۔ اور خرچ کیا گیا گورنمنٹ کی خفیہ کارروائیوں اور سیاست کی چالوں پر۔ اور رسوخ بڑھایا اپنا اور اپنے خاندان کا۔ کیا کمال ہے۔ کیا قدرت ثانیہ اسی کا نام ہو سکتا ہے۔ لَاحَولَ وَلَاقُوّۃ۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح۔ مورخہ ۱۵۔ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(۱۱) قادیانی منافق (ج)

میں نے متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ جب بھی کوئی فتنہ اٹھتا ہے۔ منافقوں کے ذریعہ اٹھتا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ جماعت سے کہا ہے کہ منافقوں کو ظاہر کرو۔ اور ان کی پوشیدہ کارروائیوں کو کھولو۔ مگر جماعت اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے ایک درجن سے زاید آدمی قادیان میں ایسے رہتے

ہیں جن کی مجالس میں فتنہ انگیزی کی گفتگوئیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور جو باہر سے آنے والوں کو ورغلاتے رہتے ہیں۔ (خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ للمؤلف) مجھے شریعت اجازت نہیں دیتی کہ میں بغیر ثبوت قائم کئے انہیں سزا دوں۔ اس لئے میں خاموش رہتا ہوں۔ مگر میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایسے منافقوں کا پتہ لگا کر ان کی منافقت کا میرے سامنے ثبوت مہیا کریں۔ تاکہ میں ان اختیارات کو استعمال کروں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دئے ہیں۔

بعض دفعہ بغیر کسی عدالتی ثبوت کے یوں ہی میرے پاس ایک بات بیان کر دی جاتی ہے۔ میں سمجھ رہا ہوتا ہوں کہ شکایت کرنے والا سچ کہہ رہا ہے مگر جب میں اسے کہتا ہوں کہ اس کا ثبوت مہیا کرو تو وہ شکوہ کر کے چلا جاتا ہے کہ میری بات پر توجہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ جب تک شرعی اور عدالتی طور پر میرے پاس ثبوت مہیا نہ کیا جائے میں سزا دینے کا مجاز نہیں چاہے مجھے یقین ہو کہ فلاں آدمی میرے اور جماعت کے خلاف فتنہ انگیزی کرتے رہتے ہیں۔ باقی اگر ذرا بھی کوشش کی جائے تو اس قسم کے ثبوت مہیا کرنے مشکل نہیں ہوتے۔۔۔۔۔۔ مگر لوگ کوشش نہیں کرتے۔

تھوڑے ہی دن ہوئے احراریوں کے ایک لیڈر نے قادیان کے ایک شخص کے متعلق بیان کیا کہ اس کے ذریعہ قادیان کی خبریں انہیں ملتی رہتی ہیں۔ اس شخص کے متعلق اپنی جماعت کی طرف سے اگر کوئی اطلاع مجھے پہنچتی ہے تو وہ خبر احاد ہوتی ہے۔ جس پر گرفت نہیں کی جا سکتی۔ سالہا سال میں نے اس شخص کے متعلق عفو سے کام لیا ہے۔ مگر اب ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو الگ کیا جائے۔۔۔ ۔۔۔۔۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہاں یقینی طور پر چند منافق موجود ہیں۔ اور مجھے ان کا پتہ ہے۔ مگر تم انہیں ظاہر کرو۔ یعنی ان کے متعلق ثبوت قائم کرو۔

میرا یہ طریق نہیں ہے کہ میں اُن کی طرف اشارہ کردں۔ ...... ان منافقوں کو صرف میں ہی نہیں جانتا اور بھی بیسیوں لوگ جانتے ہیں۔ کسی کو ایک منافق کا علم ہوگا۔ کسی کو دو کا۔ کسی کو زیادہ کا۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں ذکر ہوا کہ فلاں شخص نے آپ کی بہت تعریف کی ہے .... مگر اس مجلس کے بعد نہ تو اسی دوست نے اور نہ کسی اور نے اس بارہ میں میری مدد کی کہ اس کے خلاف ثبوت بہم پہنچاتے۔ ...... کیوں کہ ایک دوست سے علیحدگی طبعاً ناگوار گذرتی ہے اس لئے انسان یہ نہیں چاہتا کہ اپنے واقف کے خلاف کوئی ثبوت مہیا کرکے اس سے بگاڑ پیدا کرے جب تک تم منافقین کے اخراج کے لئے عملی رنگ میں جدوجہد نہیں کروگے اُس وقت تک اندرونی فتن سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اور جب تک اندرونی فتن سے محفوظ نہیں ہوگے اس وقت تک مرض کی جڑ موجود رہے گی۔ اور جب تک جڑ رہے گی حقیقی شفا حاصل نہیں ہوسکے گی۔ بلکہ اندر بیماری کا رہنا زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ باہر کا تپ اگر ٹوٹ جائے اور اندر رہنے لگے تو وہ سل کا رنگ اختیار کرلیتا ہے۔ پس بیرونی مخالفت کو چھوڑ دو۔ وہ خود بخود مٹ جائے گی۔ تم اندرونی مخالفت مٹانے کی طرف توجہ کرو .... اگر اب بھی آپ لوگ توجہ نہیں کریں گے تو میں خدا تعالیٰ کے حضور بری الذمہ ہوں گا۔ اور اس صورت میں اگر آپ پر کوئی عذاب یا تکلیف آئے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ آپ لوگوں پر ہی ہوگی۔ کیوں کہ میں نے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ عہد کو آپ لوگوں نے توڑا ہوگا۔ اور اسی نقض عہد کی وجہ سے آپ دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان
مندرجہ اخبار الفضل قادیان۔ ۵ر اگست ۱۹۳۴ء)

(۱۲) دماغی کلیں (ج)

میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ تینوں شخص جنہوں نے اعتراض کئے مخلص ہیں منافق ہرگز نہیں۔ مگر ان تینوں کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے۔ میں انہیں منافق قرار نہیں دیتا بلکہ مخلص سمجھتا ہوں۔ مگر میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ ان تینوں کی دماغی کلیں بگڑی ہوئی ہیں۔ ان ہی میں سے ایک کی مجلس میں ہمیشہ نظام سلسلہ کے خلاف باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور ہمیشہ میرے پاس رپورٹیں پہنچتی رہتی ہیں۔ مگر اس خیال سے میں رکا رہتا ہوں کہ یہ مخلص شخص ہے صرف دماغی بناوٹ کی وجہ سے معذور ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵۔ فروری ۱۹۳۵ء)

مجھے ان لوگوں کو ڈھیل دیتے دیتے ایک لمبا عرصہ ہوگیا ہے اور اب بھی میں انہیں کچھ نہیں کہتا۔ مگر میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سوچیں ان کا اپنا طریق عمل کیا ہے ان کی اپنی تو یہ حالت ہے کہ وہ اس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کہ ہمیں فلاں عہدہ کیوں نہیں دیا گیا۔ فلاں کیوں دیا گیا۔ فلاں کے ماتحت ہم رہنا نہیں چاہتے۔ کبھی تنخواہ پر جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں بتلاتی ہیں کہ ان کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگر برا بھلا کہا جائے تو انہیں غصہ نہیں آتا۔ لیکن اپنی کوئی بات ہو تو جھگڑے بغیر رہ نہیں سکتے۔ میں متکبر نہیں اور نہ مجھے ظاہری علوم کے حاصل ہونے کا دعویٰ ہے۔ مگر جو علم خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اس کے ماتحت میں کہتا ہوں کہ یہ تینوں اپنی نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کر رہے ہیں۔ اور اگر یہ توبہ نہیں کریں گے تو کسی دن کوئی ایسی ٹھوکر انہیں لگے گی جس کے نتیجہ میں ان کا سارا اخلاص جاتا رہے گا۔ آخر وجہ کیا ہے کہ دنیا جہان کے تمام

اعتراض ان ہی پر کھولے جاتے ہیں۔ اور جو بات ان کے ذہن میں آتی ہے وہ کسی اور کے ذہن میں نہیں آتی لیکن کسی شعبہ میں کسی پائیدار خدمت کا موقعہ انہیں نہیں ملتا۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ سلسلہ کے تمام کام تو خدا تعالیٰ مجھ سے لے لیکن میری غلطیوں سے ہمیشہ انہیں آگاہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی تقسیمیں نہیں کیا کرتا۔ پس میں ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ توبہ کریں۔ ورنہ میرے ہاتھوں یا خدا تعالیٰ کے ہاتھوں کسی دن ان پر ایسی گرفت ہو گی کہ رہا سہا ایمان ان کے ہاتھوں سے بالکل جاتا رہیگا۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵۔ فروری ۱۹۳۵ء)

(۱۴۳) چوکی پہرہ (ج)

پہرے کے متعلق بھی دوستوں نے عجیب عجیب قسم کی تحریکیں کی ہیں بعض نے لکھا ہے کہ رات کو جب آپ سوئیں تو کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کس کمرہ میں ہیں حتیٰ کہ بیویوں کو بھی یہ علم نہیں ہونا چاہئے بعضوں نے لکھا ہے کہ خیر بیویوں کو علم ہو تو کوئی حرج نہیں۔ کسی اور کو معلوم نہیں ہونا چاہئے۔ یہ تمام باتیں جماعت کے اخلاص او محبت کا نہایت اچھی طرح اظہار کرتی ہیں گو ان پر عمل نہیں ہو سکتا کیوں کہ اگر ایسا کیا جائے تو زندگی دو بھر ہو جائے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵۔ فروری ۱۹۳۵ء)

(۱۴۴) کتوں کی ضرورت (ج)

"الفضل" ۲۔ اکتوبر میں "پہرہ کے لئے کتوں کی ضرورت" کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے:۔

" اچھی نسل کے کچھ کتوں کی ضرورت ہے۔ جن سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

کی کوٹھی دارالحمد کے لئے پہرہ کا کام لیا جائے گا۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں یا وہ مہیا کر سکتے ہوں تو ایڈیٹر "الفضل" کو اطلاع دیں۔ تا کہ ان کے منگوانے کا انتظام کیا جائے!

اس اعلان پر خدا جانے کیوں عوام میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ مثلاً کیا وجہ کہ جناب خلیفۂ قادیان نے اپنے نئے قصر خلافت پر آدمیوں کے بجائے کتوں کا پہرہ لگانا پسند کیا ہے۔ کیا کوئی بھروسہ کا چوکیدار نہ ملتا تھا؟ یا یہ کہ قادیان میں ان کو کوئی کتا نہ ملا کہ اس اعلان کی ضرورت پیش آئی؟ یا یہ کہ جناب خلیفہ صاحب کے مرید یہ کس طرح گوارا کریں گے کہ قصر خلافت کے پہرہ کی سعادت ان کی بجائے کتوں کے حصہ میں چلی جائے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۱۵) خصی جماعت (ج)

میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی اشتعال انگیزی بھی ہم پر اثر نہیں کر سکتی کیونکہ ہمیں ایسی تعلیم دی گئی ہے جس نے ہمیں کلیۃً جکڑ رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے "سچا مومن خصی ہو جاتا ہے"۔ پس حکومت کے افسروں کو۔ اور سول کے حکام کو اور احراریوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ باوجود اشتعال انگیزیوں کے جو وہ کر رہے ہیں ہم بالکل پُرامن ہیں کیونکہ ہم سچے مومن ہیں۔ اور مومن خصی ہو جاتا ہے۔ ہمیں جوش آتا ہے اور آئے گا۔ مگر وہ دل ہی میں رہے گا ہمیں غیرت آئے گی مگر وہ ظاہر نہ ہوگی۔ ہمارے قلوب ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے مگر زبانیں خاموش رہیں گی۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰۔ جنوری ۱۹۳۵ء)

ہمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصی کر دیا ہے۔ مگر ساری دنیا تو خصی نہیں۔ (خدانخواستہ۔ للمؤلف) ایسے لوگ بھی ہیں جو حکومت سے مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اس وقت حکومت کو ہماری مدد کی ضرورت ہوگی ہم خواہ اس وقت اس کی مدد کریں۔ لیکن حکومت کو اخلاقی طور پر اس وقت کس قدر شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ کہ جن کی عزتوں پر حملہ ہوتا دیکھ کر ہم خاموش رہے آج انہی کی مدد کا طالب ہونا پڑا۔ (لیکن بقول خود خصی جماعت خود معذور ہے۔ للمؤلف)

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰۔ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۶) بہادری کی تمنا (ج)

جو لوگ بہادر ہوں ان سے لوگ ہمیشہ ڈرا کرتے ہیں۔ ہمارے صوبہ میں کبھی کوئی پٹھان آجائے اور اس کا کسی سے جھگڑا ہو جائے تو زمیندار اسے دیکھ کر جھٹ کہنے لگ جاتا ہے کہ پٹھان ہے جانے بھی دو کہیں خون نہ کردے۔ حالانکہ ہمارے بعض پنجابی ایسے ایسے مضبوط ہوتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی پٹھان کو پکڑ لے تو اسے ہلنے نہ دے۔ مگر اس کا رعب ہی ایسا ہوتا ہے کہ پنجابی کہنے لگ جاتے ہیں خاں صاحب آگئے۔ اور ان کی ساری شیخیاں کافور ہو جاتی ہیں۔ پس جو قوم مرنے کے لئے تیار ہو اس سے ہر قوم ڈرا کرتی ہے۔ اسی طرح ہم بھی اگر اپنی جانیں دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ تو لوگ ہم سے بھی ڈرنے لگ جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان
مندرجہ اخبار الفضل قادیان۔ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۷) نابالغ جماعت (ج)

میں ابھی جماعت کی کمزوری پر زیادہ کلام نہیں کرتا کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی جماعت میں وہ بلوغت نہیں آئی جب کہ عقل پختہ ہوتی ہے۔ ابھی یہ حالت ہے اگر کوئی عیب بیان کیا جائے تو قطع نظر اس سے کہ وہ کہاں تک اور کس حد تک ہے لوگ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ جس میں یہ عیب پایا جاتا ہے اس سے زیادہ ذلیل چیز اور کوئی نہیں اور اسے جس قدر جلد ممکن ہو مٹا دینا چاہئے۔ اور اگر کوئی خوبی بیان کی جائے تو بجائے کہ غور کریں کہ وہ خوبی کتنی اہمیت رکھتی ہے۔ کہنے لگ جائیں گے کہ اس سے زیادہ مفید اور اچھی چیز کوئی نہیں۔ اس وقت ہماری جماعت کے دوستوں کی مثال اس جھولے کی سی ہے جو میلوں پر لگایا جاتا ہے۔ جب اس کا ایک سرا نیچے جاتا ہے تو دوسرا اوپر کو اٹھ جاتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ وسطی مقام قبول کرنے کو کبھی تیار نہیں ہوتے اور بسا اوقات میں کسی چیز کے متعلق اپنی رائے اس لئے بیان نہیں کرتا کہ جماعت کی حالت ابھی بچوں کی سی ہے۔ اگر کوئی نقص بیان کیا جائے تو کہہ اٹھیں گے کہ یوں ہی مال برباد ہو رہا ہے۔ اور اگر کوئی خوبی بیان کروں تو کہیں گے بھلا کوئی عیب ہو سکتا ہے۔ کوئی کالا داغ تک نہیں۔ اور اس لئے کہ بعض کے لئے اس رنگ میں ٹھوکر کا موجب نہ ہو جاؤں۔ بسا اوقات میں اپنی رائے کو مخفی رکھتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں ہر عقلمند خلیفہ جس نے ربانی ہونے کا مقام حاصل کیا ہو ایسی ہی احتیاط کرے گا۔ جب تک جماعت میں بلوغت نہ آجائے۔ اپنے ایسے خیالات کو اپنے تک ہی محدود رکھے گا۔ اس جذبہ کے ماتحت میں بہت دفعہ اپنی رائے کو چھپائے رکھتا ہوں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۹ جون ۱۹۳۳ء)

(۱۰) اصحاب قادیانی خود اپنی زبانی

پس جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مسیح موعود کی جماعت و آخرین منھم کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۵ر جولائی ۱۹۱۵ء)

اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کرچکے ہیں کہ ہماری جماعت سے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائے کہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آئیں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں پر نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب و سعید بھی ہماری جماعت میں بہت ہیں بلکہ یقیناً وہ سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے...
لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور حیران ہوں کہ یا الٰہی یہ کیا حال ہے۔ یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۶ر دسمبر ۱۸۹۳ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۶۰)

میاں (بشیر الدین محمود احمد) صاحب کے مریدین میں ایک حیرت انگیز بات جو میں نے دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ ان کو کبھی بھی اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ ہم کوئی متناقض باتیں کہہ رہے ہیں یا ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جو واقعات کے خلاف ہیں بلکہ نہیں صرف اس قدر رتبہ ہونا چاہیے کہ یہ بات میاں صاحب نے لکھ دی ہے۔ پھر اس کے حسن و قبح سے اس کے موافق یا خلاف قرآن و حدیث ہونے سے اس کے مطابق یا خلاف واقعات و عقل ہونے سے کوئی بحث نہیں ہوتی ہے آ اسی طرح مانتے چلے جاتے ہیں جس طرح میاں صاحب فرمائیں (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۲۶۵ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری امیر جماعت لاہور)

(۱۹) قادیان کی زندگی

بعض لوگ پانچوں وقت مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور پانچوں وقت ہی قطار باندھ کر مصافحہ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں حالانکہ مصافحہ کے معنی ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ جب کوئی شخص باہر سے آئے یا باہر جائے۔ یا دیر سے ملے تو مصافحہ کر لیا جائے۔ لیکن روزانہ ہی پانچ بار بے تحاشہ مصافحہ کرتے چلے جانا بے معنی بات ہے۔ یہ طریقہ نہ سنت سے ثابت ہے اور نہ عقل سے یہ محض وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔

منہ سے السلام علیکم کہنا ہی مسنون ہے۔ مگر یہ مصافحہ سوائے ضیاع وقت کے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ پھر اس میں بعض دفعہ روشناس کرنے والی بات بھی نہیں ہوتی بعض دفعہ بغل کے نیچے سے کوئی ہاتھ نمودار ہو رہا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ میں آگے ہوتا ہوں۔ اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہوتا ہے اور میں قیاس سے سمجھتا ہوں کہ کوئی مصافحہ کرنا چاہتا ہے۔ پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے۔ بعض لوگ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ ہم نے تو بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ بڑے چھوٹوں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اس کی غرض برکت دینا ہوتی ہے۔ لیکن بچوں کا باپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا یا مریدوں کا امام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا بالکل عجیب بات ہے۔ اسی طرح میں نے کئی دوستوں کو دیکھا ہے اور توجہ بھی دلائی ہے کہ وہ دبانے بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ دیگر فنون کی طرح دبانا بھی ایک فن ہے اور ہر شخص اسے نہیں جانتا ..... جتنے لوگ دماغی کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کی اعصابی حس بہت تیز ہوتی ہے..... پھر میری یہ حالت ہے کہ اگر میرے بدن پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے

اور دم گھٹنے لگتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ وہ تو برکت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مگر مجھے ایسی گدگدی اور کھجلی ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوتا ہے۔ پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ دبانے لگتے ہیں۔ مگر دو چار بار دباکر پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو برابر کے دوست کے لئے بھی معیوب بات ہے چہ جائیکہ امام جماعت کے لئے۔ ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آکر بیٹھتے ہیں اور عام طور پر ہماری جماعت کو مہذب اور شائستہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہوگا۔

بعض اوقات میں نے دیکھا ہے۔ بیعت ہونے لگتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قرآن کریم میں صراحت ہے کہ بیعت ہاتھ سے کی جاتی ہے۔ لیکن بعض لوگ بیعت کے وقت پاؤں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ پھر بیعت کے وقت بعض دوست پیٹھ کی طرف آکر بیٹھ جاتے ہیں اور بغل کے نیچے سے یا اوپر کی طرف سے ہاتھ نکالتے ہیں۔ اس وقت کا نظارہ بیعت کا نظارہ نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک ماہی گیر جال کے اندر ہاتھ ڈال کر مچھلی نکال رہا ہے۔

پھر میں یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شخص اتنی عقل نہ رکھتا ہو کہ وہ خیال کر سکے۔ جب میں رقعہ بھیجوں گا تو ممکن ہے کوئی ضروری کام کر رہے ہوں اور اس میں حرج ہو۔ جو بھی رقعہ لے کر آئے گا مجھے کام چھوڑ کر اس کی طرف دیکھنا پڑے گا۔ رقعہ لینا پڑے گا اور اس طرح کام کا حرج ہوگا اور وقت ضائع ہوگا۔ اگر یہ کیفیت کبھی کبھی پیش آئے تو خیر لیکن یہاں تو یہ حالت ہے کہ سارا سارا دن بچوں کے ہاتھ رقعوں پر رقعے چلے آتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ رقعے لینے کے لئے مجھے ۲۰۔ ۳۰ بار اٹھنا پڑتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کچھ لکھنے بیٹھا ہوں۔ دو سطریں

لگی ہیں کھٹ کھٹ ہوئی اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ تو ایک بچے نے رقعہ دے دیا کہ فلاں صاحب نے دیا ہے پھر دروازہ بند کر کے بیٹھا اور دو سطریں لکھا کہ پھر کسی نے آکر کھٹ کھٹانا شروع کر دیا اور لاکر رقعہ دے دیا۔ ایسے رقعوں کے متعلق میرا تجربہ ہے کہ ان میں سے (۹۹) فی صدی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے فوری طور پر بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (۹۹) فی صدی بھی نہیں ہزار میں سے (۹۹۹) ایسے ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے شاید ایک ایسا ہو جس کے متعلق کہا جاسکے کہ جائز طور پر بھیجا گیا ہے۔ ان میں فی ہزار (۹۹۹) ایسے ہوتے ہیں جن میں دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ ان کو بھلا آئیں میں کیوں نہیں ڈالا جاسکتا۔

متابعت یا استقبال صحابہ سے ثابت ہے یہ چیزیں محبت اور بعض حالات میں قومی وقار کو بڑھانے والی ہیں لیکن جب کوئی مبلغ آتا جاتا۔ یا میں باہر جاتا ہوں تو ہمیشہ ایسے موقع پر ایسی غلطیاں ہوتی ہیں جن کی اصلاح کی طرف منتظم توجہ نہیں کرتے۔ رستہ ایسا تنگ بناتے ہیں کہ دھکے پر دھکے پڑتے ہیں۔ مثلاً کل ہی جب میں آیا تو ہزار کے قریب لوگ ہوں گے اور یہاں کونسا ایسا خطرہ ہے کہ کوئی شخص بم یا گولی نہ چلا دے مگر پھر بھی انتظامی لحاظ سے ایسی گھبراہٹ تھی۔ جو مضحکہ خیز تھی۔ میں نے دیکھا کہ انتظام کرنے والے لوگوں کے ساتھ درشتی سے پیش آتے تھے۔ جس طرح مجسٹریٹ مجرم سے پیش آتا ہے۔ وہ سینہ سے سینہ ملا کر کھڑے تھے۔ رستہ کسی کو دیتے نہ تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دھکے پڑتے تھے اور مجھے بھی ساتھ ہی تکلیف ہوتی تھی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اتنی گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے مثلاً کل میں نے دیکھا کہ بعض تنگ گلی میں سے گذرتے ہوئے مجھ بھی آگے بڑھ جاتے اور پھر بھی منتظم ان پر ہنستے حالانکہ اس کی وجہ جگہ کی تنگی تھ

پھر مجبور کیا جاتا ہے کہ ایک ایک کر کے گزر دو۔۔۔۔۔ اگر تین تین چار چار آتے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ ان میں کون سے ایسے لوگ آجائیں گے کہ جو نہ پہچانے جا سکیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۴ر جون ۱۹۳۴ء)

(۲۰) ولیمہ کا لطیفہ (ج)

جناب خلیفہ قادیان کے بڑے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی شادی خانہ آبادی کی خبر سے قارئین کرام واقف ہو گئے۔ ماہ رواں کے پہلے ہفتہ میں رخصتی عمل میں آئی برات نہایت دھوم دھام سے مالیر کوٹلہ گئی۔ واپسی پر دولھا دلہن کا قادیان میں شاہانہ استقبال ہوا اور بہت بڑا جشن منایا گیا۔ اس کے دو تین روز بعد جناب خلیفہ صاحب نے دعوت ولیمہ دی جس میں صرف منتخب اصحاب مدعو تھے۔ موصوف کے دوسرے "مریدان باصفا" کو یہ بات پسند نہ آئی انہوں نے سوچا کہ پیر صاحب تو کیا بلائیں گے ہم خود ہی چلیں۔ چنانچہ عین اس وقت جب کہ خلیفہ صاحب کے نئے "قصر خلافت" یعنی کوٹھی "دار الحمد" میں دستر خوان بچھنے والا تھا سینکڑوں بن بلائے مہمان آدھمکے۔ اس طرح خلیفہ صاحب اور ان کے مصاحبین کو نہایت پریشانی اور بے لطفی ہوئی۔ ان بن بلائے مہمانوں کی بدتمیزی کا ذکر جناب خلیفہ صاحب نے ۱۰ر اگست کے خطبہ جمعہ میں نہایت تفصیل سے کیا ہے جس سے قادیانیوں کے اخلاق خودداری اور تنظیم پر کافی روشنی پڑتی ہے اگر کبھی فرصت ملی تو اس کے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ

۲۸ر اگست ۱۹۳۴ء)

لیکن خلیفہ صاحب نے اس خطبہ میں ایک نہایت قابل قدر بات ارشاد فرمائی جس کا ذکر ہم ضروری سمجھتے ہیں ارشاد ہوا کہ " بعض لوگ طبعی طور پر محبت کے جذبات ماتحت یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ ہماری دعوت کھانے سے محروم رہیں۔ میں ان کی محبت کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہئے۔ جب عقل کا قبضہ اٹھ جاتا ہے تو محبت بے وقوفی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے "

یہ کہنا تو مشکل ہے کہ ان بن بلائے مہمانوں کا نزول محبت کی وجہ سے تھا یا پلاؤ، زردے اور روغن جوش کی اشتہا انگیز خوشبوئیں انہیں " دارالحمد " کی طرف لے آئیں۔ البتہ خلیفہ صاحب کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہئے۔ جب عقل کا قبضہ اٹھ جاتا ہے تو محبت بے وقوفی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ کاش پیر پرست قادیانی اس نصیحت کو گوش ہوش سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔

لیکن گذارش ہے کہ پیر پرستی اور عقل دو متضاد چیزیں ہیں مریدوں کی اندھی عقیدت و تقلید تو ایک طرف رہی جناب خلیفہ صاحب کے وضع کردہ اکثر عقائد اور احکام بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔ مسئلہ نبوت ہی کو لے لیجئے یا خلافت آپ کے اس جلالی فرمان پر غور کریں کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی تباہ ہو جائے گا۔ اگر قادیانی جماعت عقل سے کام لینے لگ جائے تو اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ مگر اس کی امید بہت کم ہے بہر حال کچھ ہو تو ہو جناب خلیفہ صاحب نے بات عقل کی کہی جس کی ہم تعریف و تائید کرتے ہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت، کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۸ راگست سنہ ۱۹۳۴ء)

(۲۱) سؤروں کا حملہ (ج)

مجھے نہایت افسوس سے معلوم ہوا کہ جامعہ احمدیہ میں جو طلبار تعلیم پاتے ہیں انہیں کنوؤں کی مینڈکوں کی طرح رکھا گیا ہے ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی ان میں کوئی شان دار امنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کرید کرید کر ان کے دماغ میں داخل ہو جانا چاہا مگر چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کر لو انہیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی ...... میں نے جس سے بھی سوال کیا معلوم ہوا کہ اس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا اور جب کبھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کریں گے اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کروگے تو یہ جواب دیا کہ جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے۔ یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیالی ہے جس طرح ہوگا تو سؤر کہا کرتا ہے۔ اگر سور کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کریگا وہ یہی کہتا کہ جس طرح ہوگا کروں گا بس سؤر کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے آگے نیزہ لے کر بیٹھو تو وہ نیزہ پر حملہ کر دے گا۔ بندوق لے کر بیٹھو تو بندوق کی گولی کی طرف دوڑتا چلا آئے گا پس یہ تو سوروں والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے اور عواقب کا کوئی خیال نہ کیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۲) قادیان (ج)

پس قادیان اور باہر کی اینٹوں میں فرق ہے۔ اس مقام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اسے عزت دیتا ہوں جس طرح بیت الحرام۔ بیت المقدس یا مدینہ و مکہ کو برکت دی ہے اور اب اگر ہماری غفلت کی وجہ سے اس کی تقدیس میں فرق آئے تو یہ امانت میں خیانت ہوگی اس لئے یہاں کی اینٹیں بھی انسانی جانوں سے زیادہ قیمتی ہیں اور یہاں کے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے اگر ہزاروں احمدیوں کی جانیں بھی چلی جائیں تو پھر بھی ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی جتنی ایک کرنڈ رتی کے لئے ایک پیسہ کی ہوتی ہے۔ پس قادیان اور قادیان کے وقار کی حفاظت زیادہ سے زیادہ ذرائع سے کرنا ہمارا فرض ہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۴ء)

میں ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنے کا جو مطالبہ کر رہا ہوں اس کے لئے پہلے قادیان والوں کو لیتا ہوں۔ یہاں کے احمدی محلوں میں جو اونچے نیچے گڑھے پائے جاتے ہیں گلیاں صاف نہیں نالیاں گندی رہتی ہیں۔ بلکہ بعض جگہ نالیاں موجود ہی نہیں ان کا انتظام کریں۔ وہ جو اوسیر ہیں وہ سرے کریں اور جہاں جہاں گندہ پانی جمع رہتا ہے اور جو اردگرد بسنے والے دس ہیں کو بیمار کرنے کا موجب بنتا ہے، اسے نکالنے کی کوشش کریں۔ اور ایک ایک دن مقرر کرکے سب مل کر محلوں کو درست کرلیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(۴۳) محمودی اور بہائی (ج)

چنانچہ محمودی اور بہائیوں میں اگر فرق ہے تو یہ ہے کہ محمودی تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی اور رسول مانتے ہیں اور بہائی بہاء اللہ کو مظہر اللہ سمجھتے ہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کو منسوخ کرنے میں دونوں آپس میں متفق ہیں۔ گویا محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی عمارت کو مسمار کرنے ہی میں دونوں نے اپنی اپنی بنیادیں اٹھائی ہوئی ہیں۔ گو نئی تعمیر ان کی جدا جدا قسم کی ہو مگر تخریب میں دونو منفق ہیں۔ البتہ بہائی زیادہ اخلاقی جرأت رکھتے ہیں کہ وہ زبان سے بھی رسالت محمدیہ کے نسخ کا اعلان کرتے ہیں اور محمودی اس امر میں بزدلی دکھاتے ہیں کہ منہ سے اس کا انکار کرتے ہیں لیکن عملاً وہ رسالت محمدیہ کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے رسالت محمدیہ پر ایمان لانے والے کو وہ مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک رسول زمانہ اب حضرت محمد صلعم نہیں۔ بلکہ حضرت مرزا غلام احمد ہیں۔ اسی طرح بہائی صاف طور پر شریعت محمدیہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں۔ محمودی منہ سے ایسا نہیں کہتے۔ لیکن ایمانیات کی فہرست میں ایک مومن بہ نبی کا اضافہ کرکے "الیوم اکملت لکم دینکم" کے خلاف محمدی اسلام کے نقص پر ایمان رکھتے اور اقرار کرتے ہیں۔ کیا ایمانیات دین اور شریعت کا ایک اہم جزو نہیں ہے؟ پھر ایمانیات میں ایک نبی کا اضافہ دین اور شریعت میں کیا صریح اضافہ نہیں ہے؟ شریعت میں اسی صریح اضافہ کی طرف سے آنکھیں بند کرلینا اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۳ فروری ۱۹۴۳ء)

(۴۴) خاتم الانبیاء (ج)

ہمیں تو ان احمدی مبلغوں پر اسی وجہ سے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت کچھ تدبر نہیں کرتے اور خاتم النبیین کا نام سن کر ہی انہیں جنون کی طرح ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے کہ جس طرح بھی ہو خاتم النبیین کے اصل مفہوم کی تردید کی جائے یا اس کا صحیح مفہوم بدلا جائے۔ اور اس کے معنی افضل لے کر حضرت (مرزا صاحب) کو بھی خاتم الانبیاء کہا جائے۔ چنانچہ جامعہ احمدیہ کا رسالہ جو قادیان سے نکلتا ہے۔ اس کے دسمبر ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں جو بتقریب جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء شائع ہوا ہے پر خصوصیات حضرت مسیح موعود کے عنوان کے تحت تیسری خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ آپ خاتم الانبیاء والخلفاء ہیں۔ یعنی حضرت مرزا صاحب خاتم الانبیاء والخلفاء ہیں۔ گویا مطلب یہ ہے کہ اس میں بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصیت باقی نہ رہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خاتم الانبیاء کے معنی اگر افضل الانبیاء کے ہیں تو کیا جامعہ احمدیہ کے لکھنے والوں کا منشا یہ ہے کہ اب حضرت مرزا صاحب کو تمام انبیاء سے افضل سمجھا جائے جن میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۴۵) مسئلہ نبوت (ج)

قادیانی محمودی خاتم النبیین کے معنی نبیوں کے ختم کرنے والے

نہیں کرتے بلکہ اس سے اجرا نبوت نکال کر حضرت مسیح موعود کو نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور آپ کی بیعت نہ کرنے والے کو خواہ اس نے آپ کا نام بھی نہ سنا ہو کافر خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ اور خاتم النبیین اور ظلی نبوت کے الفاظ استعمال کرکے اسلامی دنیا کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم برخلاف تمام امت کے ان کے ہاں اپنی مہر سے نبوت کو جاری کرنے والے کے ہیں۔ اور ظلی نبی سے مراد اصلی نبی ہے۔ ظلی کا لفظ فقط طریق حصول نبوت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لئے یا لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ ان کے ہاں ظلی نبی نبی ہوتا ہے۔ غرض کہ مسئلہ نبوت میں نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول کر وہ آں حضرت صلعم کی ختم نبوت کا بیڑا غرق کرکے دم لیتے ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح۔ مورخہ ۵ رجنوری ۱۹۳۵ء)

(۴۶) مسئلہ تکفیر (ج)

قادیانی محمودی تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور اس طرح محمد رسول اللہ صلعم کے کلمہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اس کو پڑھ کر اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر اور اسلام سے خارج کرکے تیرہ سو برس کی آں حضرت صلعم اور آپ کے صحابہ اور تمام امت کی محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۵ رجنوری ۱۹۳۵ء)

قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں لیکن ان کے سامنے اپنے ...

عقیدہ کو ظاہر کرنے کے خیال سے ہی ان پہ لرزہ طاری ہوجاتا ہے ان کو
اپنے عقیدہ تکفیر کی تائید کے لئے کہیں سے کوئی معقول دلیل نہیں ملتی
جب ان پر ان کے مخصوص عقائد کے متعلق کوئی اعتراض کیا جاتا ہے
تو وہ جواب نہیں دے سکتے ان کی عملی کیفیت یہ ہے کہ قرآن دانی کے
بڑے بڑے دعوی کرتے ہیں لیکن قرآن کی اشاعت کے لئے ایک قدم
بھی نہیں اٹھا سکتے لے دے کے ان کے خلیفہ نے ایک تفسیر لکھی جسے عیب
کی طرح چھپا رکھا ہے۔ یہ باتیں یقیناً سبکی اور تذلیل کا باعث ہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۴۷) معمہ (ج)

میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود
کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی
نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

(آئینہ صداقت ص۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفۂ قادیان)

لیکن جماعت احمدیہ لاہور ایسے لوگوں کو مسلمان قرار دیتی ہے گویا ہم نے
قادیانیوں کے عقائد کے مطابق کافروں کو مومن قرار دیا ہے۔ اب حضرت مسیح موعود
علیہ السلام فرماتے ہیں: "کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے"
حقیقۃ الوحی ص۱۶۵۔ تو اس لحاظ سے جماعت احمدیہ لاہور بھی (نعوذ باللہ)
کافر ہو گئی۔

اب جو شخص جماعت احمدیہ لاہور کو مسلمان قرار دے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا
جماعت قادیان اور میاں محمود احمد صاحب ہم سب کو مسلمان بلکہ احمدی

تسلیم کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب خود بھی کافر ہو گئے۔ تو سوال یہ ہے کہ "کیا دنیا میں کوئی مسلمان بھی ہے؟" اب میں تمام قادیانی جماعت اور جناب خلیفۂ قادیان کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اس معمہ کو حل کریں اور اپنے عقائد کی رو سے ذرا اپنی جماعت کو ہی مسلمان ثابت کر دکھائیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر تمام کے تمام فضلائے قادیان ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور بھی صرف کریں تو اس معمہ کو ہرگز ہرگز حل نہیں کر سکتے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔ لیکن اگر قادیانی حضرات اس چیلنج کا جواب بھی نہ دے سکیں اور پھر اپنے عقائد عالیہ کو بھی نہ چھوڑیں تو ان پر حیف ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے! ایسے غلط اصول پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھی ہے کہ آج اپنے آپ کو بھی اس اصول کی بنا پر مسلمان ثابت نہیں کر سکتے۔ سچ ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج　　تا ثریا می رود دیوار کج

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۴۸) قادیانیوں کی نئی چال (ج)

پادریوں کی طرح قادیانیوں کو بھی خوب نئی چالیں سوجھتی ہیں۔ ان کے پیر نے ۲۔جون کے جلسوں کے متعلق جو مضمون لکھا ہے اس کا عنوان ہے "مسلمانوں کی کامیابی عشق محمدؐ میں مضمر ہے" قادیانی عقائد کو سامنے رکھ کر ایک شخص دریافت کرنے کا حق رکھتا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھنے والوں خدا اور رسول کے مقرر کردہ

فرائض نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے باہر سمجھنا کونسا عشق محمدؐ ہے اور پھر ایسا عقیدہ رکھنا۔ جب قادیانی لوگ عقیدۃً کروڑہا مسلمانوں کو جو محمد رسول اللہ کے نام لیوا ہیں محض اس لئے کافر سمجھتے ہیں کہ وہ اُن کے مفروضہ نبی (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو نہیں مانتے تو ان کو (قادیانیوں کو) یہ اعلان کرنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی کامیابی عشق مرزا غلام احمد رسول اللہ میں مضمر ہے۔ جب عملاً حضرت محمد رسول اللہ کا کلمہ منسوخ ہے (حسب عقیدہ قادیانی صاحبان) یعنی کوئی شخص محض حضرت محمد رسول اللہ کو مان کر مسلمان اور دائرہ اسلام کے اندر نہیں ہو سکتا تو ایسی دورنگی سے آخر قادیانیوں کا کیا مطلب ہے جب ان کے نزدیک مسلمانوں کے معصوم بچے یہودی اور ہندو بچوں کا حکم رکھتے ہیں اور ان کا جنازہ تک ناجائز ہے۔ تو محمد رسول اللہ کے عشق کا دعویٰ ایک لغو امر ہے۔ کیا الفضل کا اڈیٹر اس چیلنج کو قبول کرنے پر تیار ہے کہ ان عقائد سے بیزاری کا اعلان کرے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور)

(۴۹) قادیانی غلو (ج)

گزشتہ بیس پچیس سال میں قادیانی غلو کے بہت سے شاہکار منظر عام پر آچکے ہیں جناب خلیفۂ قادیان اور ان کے مریدوں نے اپنی جدت پسندیوں اور عالی حوصلگیوں کے وہ وہ نمونے پیش کئے ہیں کہ دیکھ کر دل کانپ اُٹھتا ہے۔ اجرائے نبوت کا عقیدہ گھڑا۔ حضرت مسیح موعود کو حضرت

نبی کریم سے افضل کہا۔ قادیان کے سالانہ جلسہ کو ظلی حج کا نام دیا۔ چالیس کروڑ مسلمانوں کو یک دم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا لیکن قادیانیوں کی ترقی پسند طبیعت ان کارناموں پر قناعت نہ کر سکی چنانچہ اب وہ قادیان کو "ارض حرم" کہہ رہے ہیں۔

"اخبار الفضل نے اپنی ۲۷ دسمبر کی اشاعت کے صفحہ اول پر جلی قلم سے چند سطریں شائع کی ہیں جن میں قادیان کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کا خیر مقدم کیا ہے ان سطور کا عنوان ہے "ارض حرم میں تشریف لانے والوں کو مبارک۔ مبارک۔ مبارک" کچھ عرصہ ہوا کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنے ایک خطبہ میں قادیان کے شعائر اللہ کی فہرست گنوائی تھی۔ اب الفضل نے واضح الفاظ میں اس کو ارض حرم کہہ دیا ہے۔ دیکھئے اب اسے قبلہ کب قرار دیا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیا یہ ناقابل برداشت جسارتیں قصر اسلام کی تخریب اور ایک نئے مذہب کے اجرا کی کوشش نہیں ہے؟

جناب خلیفہ قادیان فتنہ اجرائے نبوت کے بانی مبانی ہیں۔ اور ان کا ارشاد ہے کہ ہر ایک شخص کوشش سے نبی بن سکتا ہے۔ بہتر ہوتا وہ خود کوشش کر کے نبی بن جاتے اور پھر اپنے اس نئے مذہب کی بنیاد رکھتے ایک امتی اور اس کے مریدوں کے لئے یہ جسارت کسی طرح مناسب نہیں۔

(اخبار پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(۵۰) ملتِ محمودیہ میں غلو رچ گیا ہے (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار پیغام صلح)

حقیقت یہ ہے کہ یہ غلو اب جماعت محمودیہ میں اس قدر رچ گیا ہے کہ کسی مسئلہ میں ان کے خلیفہ صاحب اگر ایک قدم اٹھاتے ہیں تو ان کی جماعت ایک اشارہ آگے بڑھنے کا سمجھ کر دس قدم اٹھاتی ہے۔ پچھلے دنوں خلیفہ صاحب نے ظلی حج کا اعلان کیا اور بتایا کہ کہ حج چونکہ اپنے مقصد حقیقی کو کھو چکا ہے اور ایک رسمی عبادت کی شکل میں رہ گیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ایک اور ظلی حج مقرر کیا ہے۔ اس پر میں نے لکھا تھا کہ جس طرح ظلی نبی نبی ہوتا ہے اسی طرح ظلی حج حج ہوا۔ لیکن حج بغیر قبلہ کے نامکمل رہ جاتا ہے۔ لہذا ظلی قبلہ کا بھی اعلان ہو جانا چاہئے تاکہ یہ ظلی حج اپنی تکمیل کو پہنچ جائے اور اس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ مرید اس دن نوروز منائیں گے۔ کیونکہ غلو میں وہ اپنے پیر سے بھی بے گوئے سبقت لے جانے کے آرزومند ہیں ؎

بہ نیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد　　زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ ر اپریل ۱۹۳۳ء)

(۵۱) غلو کے نتائج (ج)

دیکھا آپ نے غلو کے نتائج۔ غلو کی یہ تیز رفتار گاڑی اب تک خدا جانے کہاں کی کہاں پہنچ گئی ہوتی اگر لاہوری احمدی تنقید کر کر کے ہمیشہ اس کی بریک نہ باندھتے رہتے۔ لیکن تب بھی غلو کے جن اسٹیشنوں پر

اس کا ورود ہو چکا ہے ان کی فہرست ملاحظہ ہو۔

(۱) ایمانیات کی فہرست میں ایک نئے نبی کا اضافہ۔

(۲) ایمانیات کی فہرست میں ایک نئی کتاب یعنی وحی نبوت کا اضافہ جس کا نام البشریٰ ہے اور جو بقول مولوی فاضل محمد نذیر لائل پوری "ظلی قرآن" یعنے قرآن ہے۔

(۳) شریعت کے ارکان کی فہرست میں ظلی حج یعنی حج کا اضافہ۔

(۴) شریعت کے ارکان کی فہرست میں ظلی قبلہ یا نئے قبلہ کا اضافہ۔

(۵) رومن کیتھولک عیسائی مذہب کے پوپوں یا اسمٰعیلیوں کے مطاع الکل اماموں کی طرح ایک عجیب وغریب مطاع الکل خلیفہ کا اضافہ۔

(۶) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی منسوخی جس پر ایمان لانے سے اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ لہذا ایک نئے مذہب کی پیدائش جس میں داخل ہوئے بغیر انسان اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا اور وہ ہے رسول زمانہ احمد نبی اللہ یعنی حضرت مرزا صاحب کی نبوت ورسالت اور وحی نبوت پر ایمان لانا۔

گویا عملی طور پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ جس کے پڑھنے سے اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا اور کلمہ لا الہ الا اللہ احمد نبی اللہ کا سکہ رائج۔ جس کے پڑھنے سے انسان داخل اسلام ہوتا ہے۔

نیا مذہب اور کسے کہتے ہیں؟

فرمائیے نئے مذہب کے سر پر اور کیا سینگ ہوا کرتے ہیں؟

ایمانیات میں نئے نبی اور نئی کتاب کا اضافہ۔ ارکان شریعت میں ایک حج کا اضافہ۔ ایک نئے قبلہ کا اضافہ۔ خلافت مطاع الکل کا اضافہ۔ پرانی رسالت محمدیہ اور پرانے اسلام یعنی کلمۂ سابق کی منسوخی اور نئی رسالت احمدیہ اور نئے اسلام (یعنی عملی طور پر نئے کلمہ کی پیدائش) کا اضافہ۔ اور ابھی "ظلی" کا لفظ سلامت رہے خدا جانے کس کس چیز کا اضافہ ہوتا جائے گا۔ نیا مذہب صاف بنتا نظر آ رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے جس طرح عیسویت کے غلو نے اپنے آپ کو یہودیت یعنی موسویت سے الگ کر کے ایک نیا مذہب بنا لیا اسی طرح یہ محمودیت جو درحقیقت عیسوی غلو کا ایک رنگ میں مظہر ہے۔ اپنے آپ کو پرانے اسلام سے علیحدہ ایک نیا مذہب بنا کر ہمیشہ کے لیے الگ نہ ہو جائے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

(۵۲) قادیانی مضحکے (ج)

الفضل کا ایک مضمون نگار اپنے ایک مخالف تحریر کا ذکر کرتے ہوئے ۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء کے پرچہ میں رقم طراز ہے کہ:-

"یہ ثابت کرنے کی مضحکہ خیز کوشش کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا"

سچ ہے کہ غلو بہت ہی نامراد اور خطرناک مرض ہے۔ اس سے ذہنیت میں کچھ ایسا افسوسناک اور نقصان رساں انقلاب ہو جاتا ہے۔ جس میں معقولیت کے لیے کوئی جگہ نہیں رہتی۔ اس مرض کا شکار سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید سمجھنے لگتا ہے۔ اچھے بُرے کی تمیز سے وہ یکسر محروم ہو جاتا ہے۔

قادیانیوں کی بھی بالکل یہی کیفیت ہے کہ پہلے انہوں نے قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کے بالکل خلاف محض چند اعراض کی بنا پر بہ اجرائے نبوت کا مضحکہ انگیز عقیدہ ایجاد کیا۔ اور اس پر اس قدر غیر عقلمندانہ اصرار کیا کہ حد ہوگئی۔ اب رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ ختم نبوت کے صحیح اور طے شدہ مسئلہ کو مضحکہ انگیز قرار دے رہے ہیں اور نہیں محسوس کرتے کہ غلو کے نامراد مرض کی وجہ سے خود ان کی ذہنیت مضحکہ خیز ہوگئی ہے اور آئے دن ان سے طرح طرح کی مضحکہ انگیزیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۵۳) غالی قادیانی

بے شک حضرت مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کی نبوت قرآن کی ایک ایک آیت سے نکالو خواہ وہ کیسے ہی بھونڈے اور بھر طریق سے نکالی جائے اور خواہ وہ خود حضرت مرزا صاحب کی تفاسیر سے کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہو۔ یہ قوم خوشی سے بغلیں بجاتی رہے گی نعرہ تحسین و آفریں بلند کرتی رہے گی۔ ان تمام پیش گوئیوں کو جن کے مصداق حضرت محمد صلعم ہیں آپ بے شک حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کرتے جائیں۔ یہ غالی قوم خوشی سے تالیاں بجاتی اور ناچتی رہے گی۔ لیکن اگر آپ کسی پیش گوئی کے متعلق یہ کہہ دیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور حضرت مرزا صاحب اس کے مصداق حقیقی نہیں بلکہ بوجہ امتی اور خلیفہ ہونے کے صرف ظلی یا بروزی رنگ میں اس کے ماتحت آتے ہیں تو ان کے سینہ میں یوں لگے گا جیسے تیر لگتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی چیزیں چھین چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دیتے جاؤ

یہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے کیونکہ اس میں درپردہ ان کے نفس کو یہ خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا نبی مسیح موعود محمد رسول اللہ صلعم سے بھی بڑھ کر یا کم سے کم مقابل تو ضرور ہے لیکن اگر کوئی چیز جو انہوں نے محمد رسول اللہ صلعم سے چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دے دی ہوئی ہے آپ اپس محمد رسول اللہ صلعم کو دیں تو یہ بلبلا بلبلا کر اور چلا چلا کر ایک حشر برپا کر دیں گے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلعم اور حضرت مرزا صاحب میں ایک قسم کا باہمی شرکت اور رقابت کا رنگ پیدا کر دیا ہے۔ مثلاً جب تک مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد، کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو کہتے رہو بہت خوش رہیں گے لیکن جہاں اس کا مصداق حقیقی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا اور تمام محمودی ٹولے سے صدائے واویلا بلند ہوئی کہ ہائے ہائے حضرت مسیح موعود کی توہین کی گئی اور آپ سے اختلاف کیا گیا۔ حالانکہ اختلاف خود ان کے غالیانہ عقائد سے ہوتا ہے نہ کہ حضرت مسیح موعود سے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۳۱ مئی ۱۹۳۳ء)

قرآن کریم سے ہرگز ثابت نہیں کہ خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ سے فرمایا ہے کہ اسمہٗ احمد کے مصداق آپ ہیں۔ احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں کہ سیدنا حضرت محمد صلعم نے خود دعویٰ کیا ہے کہ یہ آیت اسمہٗ احمد میرے حق میں ہے۔ یا صحابہ کبار میں سے کسی مشہور و معروف صحابی نے فرمایا ہو کہ میں نے آیت اسمہٗ احمد کو پڑھتے وقت یہی یقین کیا تھا کہ یہ آیت حضرت محمدؐ کے حق میں ہے۔ (پس قادیانی صاحبان کے نزدیک ثابت ہو گیا کہ یہ آیت اسمہٗ احمد۔ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے حق میں نازل ہوئی نہ کہ رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نعوذ باللہ من ذالک للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ۱۵ر جولائی ۱۹۳۲ء)

قرآن کریم کے جس قدر نسخے تیرہ سو سال کے اندر طبع ہوئے یا تحریر ہوئے سب میں خاتم النبیین کی تا بالفتح ہے۔ اور خاتم (تا بالفتح) اسم آلہ ہے۔ اور اس کے معنے صرف مہر ہیں۔ یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں جس سے مدعا نبیوں کی صداقت کی تصدیق ہے۔ مگر آپ لوگ جو خاتم النبیین کی تا کو بالکسر قرار دے کر اس کو اسم فاعل کے معنوں پر اور اس کے معنے نبیوں کا خاتمہ کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ایسا قرآن کہاں اور کس ملک میں ملتا ہے۔ جس میں خاتم النبیین بالکسر طبع شدہ موجود ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ خاتم ہو تو بھی اس کے معنی یہ نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (اللہ رے ضد اور مخالفت۔ مؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۲۳ء)

اگر کوئی لاہور والے جا کر قادیان کی جماعت کو حضرت مرزا صاحب کے کتب سے حوالے پیش کر کے معقول طور پر سمجھائیں تو یہ جواب ملنے لگا کہ اب جانیے لوگوں کو دھوکہ نہ دیجئے۔ اگر اب مرزا صاحب بھی اپنی قبر سے اٹھ کر آئیں اور کہیں کہ میں نبی نہیں ہوں۔ اس وقت بھی ہم یہی کہیں گے کہ ہم آپ کو نبی مان چکے ہیں۔ ہم کو اطمینان ہو گیا ہے۔ اب ہم بدلنے والے نہیں۔ یہ من گھڑت قصے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ واقعہ ہے حیدر آباد والے حافظ عبد العلی صاحب (وکیل) نے خود مجھ کو یہ جواب دیا تھا۔ ممکن ہے بہت سے ایسے ہوں۔ (اور بھی سربرآوردہ قادیانی صاحبان کے متعلق ایسی روایتیں منقول ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مؤلف)

(خادم خاتم النبیین ص۵ مصنفہ صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قادیانی)

(۵۴) حیدرآبادی قادیانی (ج)

سکندرآباد دکن سے محمودیوں نے بہت سے ٹریکٹ چھپوا کر شائع کئے ہیں جن میں بزعم خود یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ حیدرآباد دکن کے کسی محمودی تاجر نے سینکڑوں روپیہ اس ٹریکٹ کی مفت اشاعت کے لئے دئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مسیح موعود کو بدنام کرنے اور احمدیت کو لوگوں کی نظروں میں نامعقول اور مردود کرنے کے لئے اسی کوشش کی کسر باقی تھی سو پوری کر لی گئی نہ صرف بمبئی میں بلکہ ہندوستان سے باہر یہ ٹریکٹ پہنچے ہیں جنہوں نے احمدیت سے نفرت کو خوب ترقی دی ہے۔

(اخبار پیغام صلح مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۵ء از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری)

(۵۵) قادیانی عقائد پر لاہوری تبصرہ

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے "تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اگر جماعت قادیان محمد رسول اللہ صلعم کے بعد ایسی نبوت کی قائل ہے جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت عملاً منسوخ ہو جاتی ہے اور اسی لئے کوئی محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھ کر خدا کی توحید اور آپ صلعم کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے بھی اسلام میں داخل نہیں سمجھا جاتا۔ تو پھر دانستہ ایسے خطرناک عقیدہ کی جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی جڑیں کٹتی ہیں۔ اشاعت کرنے والی جماعت کے ساتھ

تعاون کرنا کس قدر خطرناک غلطی اور گناہ کا ارتکاب ہے۔ یاد رہے کہ یہاں میرے مخاطب وہ لوگ نہیں ہیں۔ جو دل سے ان عقائد باطلہ کو سچا سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور جملہ مسلمانان عالم کی تکفیر کے قائل ہیں اور گو منہ سے تو محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ مگر عملی طور پر انہوں نے بابیوں اور بہائیوں کی طرح آنحضرت صلعم کی رسالت کو منسوخ گردانا ہوا ہے کیونکہ ان کے نزدیک خدا کی توحید کے ساتھ آپ صلعم کی رسالت کا اقرار کرکے اب کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۲ر فروری ۱۹۲۴ء)

(۵۶) قادیانی تفسیر

آخر اس افواہ کی تصدیق ہوگئی جو ہم سال بھر سے سن رہے تھے کہ خلیفہ صاحب قادیان جناب میاں محمود احمد صاحب نے کوئی اردو تفسیر لکھی ہے جس کی اشاعت اندر ہی اندر مخفی طور پر ان کے مریدان خاص میں ہو رہی ہے اور اس غضب کی پردہ داری ہے اور رازداری کا یہ عالم ہے کہ خلیفہ صاحب کا حکم ہے کہ صرف خریدنے والا پڑھے۔ ایک ہی گھر کے رہنے والے ایک ہی خاندان کے مختلف ممبر خواہ وہ محمودی ہی کیوں نہ ہوں اس تفسیر پر نظر نہیں ڈال سکتے یہاں تک تاکید ہے کہ اگر کوئی خریدار اس حد سے تجاوز کرے گا یعنی وہ تفسیر کسی اور کو دکھائے گا تو فوراً خلیفہ صاحب کے زیر عتاب آکر آئندہ کے لئے بائیکاٹ اور راندۂ دربار خلافت ہو جائے گا۔

بہت سے دوستوں نے تو یہ نتیجہ نکالا کہ مد نظر فقط تجارت ہے۔ جیسا

خریدار کے سوا کسی دوسرے کو اس تفسیر کا پڑھنا حرام اور موجب قتل لازم ہے تو لازمی بات ہے کہ ایک ایک محمودی بلکہ ہر ایک محمودی خاندان کا ایک ایک فرد اس آسمانی آب حیات سے مستفیض ہونے کے لئے اسے خریدے گا اور کتاب کثرت سے بکے گی۔

لیکن فقط اتنی سی بات سے معمہ حل نہیں ہوتا کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی جماعت سے باہر تا حال اس تفسیر کی اشاعت کی جرارت نہ کر سکے۔ اس کے حل کرنے کے لئے ذرا بابیوں اور بہائیوں کے حالات پر جن سے اس فرقۂ محمودیہ کو ایک رنگ میں شدید مماثلت ہے۔ نظر ڈالو۔ تم دیکھو گے کہ بابی اپنی آسمانی کتاب "البیان" اور بہائی اپنی کتاب "کتاب اقدس" کی اشاعت ہمیشہ مخفی طریق پر کرتے ہیں اور جب تک کسی کے ایمان و اخلاص پر پورا پورا یقین نہ ہو وہ ان کتابوں کو قطعاً کسی کو نہیں دکھاتے۔ ہر ایک عقلمند اسے ان کی کمزوری کا ایک بدیہی نشان سمجھتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ کتابیں اپنے اندر کوئی علم و حکمت، توحید و معرفت کا خزانہ رکھتی ہوتیں تو قرآن کریم کی طرح دھڑلّے سے میدان میں آتیں۔

لیکن جب اندر خالی محض ڈھول کا پول ہو اور منہ سے لاف و گزاف بہت ہو تو خیریت اور عزت اسی میں نظر آتی ہے کہ اصل چیز کو دکھانے سے احتراز کیا جائے تا رونق نخستیں بجائے ماند۔

اسی طرح ہمارے میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان نے بھی تفسیر نویسی کے متعلق لاف و گزاف میں کچھ کمی نہیں کی ہے۔ جب دیکھو مریدوں کے مجمع میں تحدّی ہو رہی ہے کہ دنیا کا کوئی عالم میرے مقابلہ میں تفسیر نہیں لکھ سکتا اور میں بڑے سے بڑے عالم کو اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں اور کوئی نہیں آتا۔

یہ معلوم ان کی تحدی کو ان کے منافق مرید کیا سمجھتے ہیں جن کا حال بقول خلیفہ صاحب قادیان خدا جانے کیوں تمام قادیان میں بری طرح پھیلا ہوا ہے۔ چاہیئے تھا کہ خلیفہ صاحب کے قرب سے قادیان میں ایمان اور اخلاص پھیلتا۔ یہ منافقت کا روز بروز ترقی پذیر ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور ۳ رمئی ۱۹۳۴ء)

کیا آپ کو علم نہیں کہ جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے تمام دنیا کو از راہ لاف زنی اپنے مقابل تفسیر نویسی کے لئے بلایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ مجھے تمام معارف خود بتائے گا اور سب کے سب معارف ایسے ہوں گے جو پہلی تفاسیر میں موجود نہ ہوں گے۔ مگر جب مولوی ثناء اللہ بالمقابل ڈٹ گیا اور یہاں تک میاں صاحب کو اجازت دی کہ آپ مقابلہ کے وقت جو کتاب چاہیں ساتھ رکھ لیں میں سادہ کاغذ اور قلم لے کر مقابل ہوں گا تو بھی جناب میاں صاحب خاموش ہی رہے اور اب تک مولوی ثناء اللہ شرمندہ کر رہا ہے۔

(مضمون از مولوی عمرالدین شملوی صاحب قادیانی لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۱۹ رجون ۱۹۳۴ء)

(۵۷) مطالعہ کی روک ٹوک

مولوی (محمد علی لاہوری) صاحب! آپ شکایت فرماتے ہیں کہ میں نے (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) اپنے مریدوں کو یہ منع کیا ہوا ہے کہ وہ آپ لوگوں کی کتابیں نہ پڑھا کریں۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ میں اعلان کردوں بلکہ حکم دوں کہ وہ ضرور آپ لوگوں کی کتابیں پڑھا کریں۔ مگر میرے نزدیک یہ شکایت بے جا ہے۔ میں نے بارہا اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ وہ ہر ایک

عقیدہ کو سوچ سمجھ کر قبول کریں۔ بلکہ بار ہا یہ کہا ہے کہ اگر وہ کسی بات کو زید اور بکر کے کہنے سے مانتے ہیں تو گو وہ حق پر بھی ہوں تب بھی ان سے سوال ہوگا کہ بلا سوچے انہوں نے ان باتوں پر کیوں کر یقین کر لیا اور میرے خطبات اس پر شاہد ہیں۔ ہاں ہر شخص اس بات کا اہل نہیں ہوتا کہ وہ مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے۔ کیوں کہ جب تک کوئی شخص اپنی کتب سے واقف نہیں اگر مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے گا تو خطرہ ہے کہ ابتلاء میں پڑے۔

(حقیقۃ الامر ص۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۵۸) عقیدہ باطل (ج)

کہاں حضرت اقدس مسیح موعود کی وہ تعلیم جو آپ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے اور کہاں یہ عقیدہ باطل کہ

پس جو نبی رسول نہیں مانتا ہے ایسا نبی کہ جیسے محمد خدا اگاں

ایمان اس کا حضرت مرزا یہ کچھ نہیں منہ سے اگر کہے تو ہے دل منکر بیاں

(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۱۴ء)

اب میں اپنے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ ذرا ہمیں بتلائیں تو سہی کہ اگر احمدی اس تعلیم پر چلے جو اس وقت قادیان میں دی جاتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کو ایسا نبی کہ جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا اور تسلیم کیا جانے لگا تو پھر ان احمدیوں میں اسلام کا ذکر اور قرآن کا ادب محض خیالی اور رسمی رہ جائے گا یا حقیقی اور شرعی ؟ . . . اور پھر بتلاؤ کہ آخر ان احمدیوں کا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبت کرنا بھی اُٹھ جاوے گا یا نہ دور کیوں جاتے ہو ابھی سے ہی اس عقیدہ کے آثار بُرے نظر آرہے ہیں ذیل میں منشی ظہیر الدین کی ایک چشم دید شہادت جو انہوں نے سالانہ جلسہ قادیان کے

حالات کی لکھ کر دفتر پیغام صلح میں بھیجی ہے وہ حصہ جو عقائد کے متعلق ہے۔ ناظرین کی آگاہی کے لیے یہاں لکھ دیتا ہوں وھو ہذا۔

"چوتھی بات جو میں نے جلسہ میں دیکھی تھی وہ اختلاف عقائد تھا اور میں حیران رہ گیا جب بعض احباب نے لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ کو درست اور صحیح قرار دیتے ہوئے اس کو پڑھنے اور بطور احمدی عقائد کے خلاصہ کے تسلیم کرنے کا اقرار کیا بلکہ بعض سے میں نے یہ بھی سنا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ محمدی کلمہ ہے اور احمدی کلمہ لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ ہے۔

بہت سے احباب میں نے دیکھے جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے حق میں صاحب شریعت نبی کہنے سے بھی نہیں جھجکتے تھے.... بعضوں نے تو حضرت مسیح موعود کے الہام واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی سے اسی استدلال کو قبول کر لیا کہ اب احمدیوں کا قبلہ نماز قادیان ہونا چاہیے۔ اس جلسہ میں مجھے ایک بھی ایسا فرد قادیان میں نہیں ملا جو حضرت مسیح موعود کو اسی طرح کا رسول اللہ اور نبی اللہ نہ جانتا ہو جس طرح کہ خدا کے فرستادے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفٰے خاتم الانبیاء تھے۔"

(المہدی ۲و۳ ص۴۷ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۵۹) جماعت قادیان کے متعلق پیش گوئیاں (ج)

(بہ تحقیق قبیلہ من عنقریب باردوم سوئے فساد رجوع خواہند کرد۔ ودر خبث و فساد ترقی خواہند نمود۔ پس آں روز امر مقدر از خدا تعالےٰ نازل خواہد شد ہیچ کس قضائے اورا رد نتواند کرد۔ وعطائے اورا منع نتواند نمود ومن نمی فہمم کہ ایشاں سوئے عادتہائے پیش مثل میل کردہ اند و دلہائے شاں سخت شد

چنانکہ عادت جاہلان است۔ و ایام خوف را فراموش کردند و سوئے زیادتی و تکذیب عود نمودند۔ پس عنقریب امر خدا بر ایشاں نازل خواہد شد۔ چوں خواہد دید کہ ایشاں در غلو خود زیادت کردند۔ و خدا قومے را عذاب نمی دہد چوں می بیند کہ ایشاں می ترسند۔

(انجام آتھم ص۲۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ترجمہ۔ اور میرا قبیلہ دوسری بار فساد کی طرف رجوع کرے گا اور خبث و عناد میں ترقی کرے گا۔ بس اس روز خدا کا امر مقدر نازل ہوگا۔ کوئی اس کی قضا کو رد نہیں کرسکتا اور نہ اس کی بخشش کو روک سکتا ہے، اور میں دیکھتا ہوں (یعنی عالم کشف میں) کہ انہوں نے اپنی پرانی عادت کی طرف میلان کرلیا ہے اور ان کا دل سخت ہوگیا ہے جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے اور ایام خوف کو انہوں نے فراموش کر دیا ہے اور زیادتی اور تکذیب کی طرف رجوع کیا ہے۔ پس عنقریب خدا کا امر ان پر نازل ہوگا۔ جب خدا دیکھے گا کہ انہوں نے اپنے غلو میں زیادتی کرلی اور خدا کسی قوم کو سزا نہیں دیتا۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ وہ ڈرتے ہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

فصل دوازدہم

قادیانیوں کی جماعت لاہور

(۱) پتہ کی بات (ج)

پیر سراج الحق صاحب نے تذکرۃ المہدی حصہ دوم میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ قادیان میں بہت سے دوست بیرونجات سے آئے ہوئے حضرت (مرزا) صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور منجملہ ان کے حضرت خلیفۂ اول اور مولوی عبدالکریم صاحب۔ اور مولوی محمد احسن صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب..... اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور شیخ غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہم بھی تھے۔ مجلس میں اس بات کا ذکر شروع ہوا کہ اولیاء کو مکاشفات سے بہت کچھ حالات منکشف ہو جاتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس تقریر فرماتے رہے۔ اور پھر فرمایا کہ آج ہمیں دکھایا گیا ہے کہ ان حاضر الوقت لوگوں میں سے بعض ہم سے پیٹھ دیئے ہوئے بیٹھے ہیں اور ہم سے روگرداں ہیں۔ یہ بات سن کر سب لوگ ڈر گئے۔ اور استغفار پڑھنے لگے۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صہ۸۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲) دو مشہور مرید

آپ نے (یعنی مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے) بار بار حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب)

سے خواجہ کمال الدین کے ضعف ایمان کی شکایت سنی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ جس دن حضرت اقدس نے وطن والے معاملہ میں تقریر فرمائی تھی۔ اس تقریر کے بعد ہی آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب کو لکھ دو کہ وہ بہت استغفار کریں۔ اور قربانی دیں کہ میں نے ان کی نسبت بہت سی خطرناک خوابیں دیکھی ہیں۔ پھر حضرت صاحب نے یہ خواب بھی سنائی تھی۔ اور امید کہ آپکو یاد ہوگی کہ میں نے دیکھا ہے کہ خواجہ پاگل ہو گیا ہے اور مجھ پر اور مولوی صاحب پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو میں نے کسی کو کہا کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دو۔ تو وہ گیا۔ پر اس کے نکلنے سے پہلے خود سیڑھیوں سے نیچے اُتر گیا۔ پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسجد کی تعبیر خود حضرت (مرزا) صاحب نے جماعت کی ہے۔ پھر جس خواجہ کی نسبت میں نے یہ کچھ لکھا ہے اس نے حضرت مسیح موعود کی نسبت مالی اعتراض شروع کئے۔ اور پہلے آپ مخالفت کرتے رہے۔ مگر بالآخر خود بھی اس اعتراض میں شریک ہوئے۔

(کشف الاختلاف ص۱۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

مولانا (محمد علی صاحب لاہوری) میں خوشامد سے نہیں کہتا۔ بلکہ ایک امر واقعہ کے طور پر کہتا ہوں کہ آپ کی طبیعت بہت اچھی تھی۔ آپ کے خیالات بھی بہت اچھے تھے لیکن ان سب خوبیوں کے مقابلہ میں دو نقص بھی موجود تھے۔ اول یہ کہ آپ بہت زود رنج اور مغلوب الغضب تھے۔ آپ کئی بار معمولی معمولی باتوں پر اس قدر جوش میں آئے کہ قادیان اور اپنے دار الہجرت کے چھوڑنے پر اور حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) اور خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نورالدین صاحب) کی بابرکت صحبت سے جدا ہونے پر تیار ہو گئے۔ اور اس کا یہ اثر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح سے مدرسہ کی کمیٹی کے زمانہ میں رنج ہوئے۔ تو آخر وقت تک اس رنج کو نہ چھوڑا۔ اسی طرح اہلبیت مسیح کا حال۔ دوسرا یہ نقص تھا کہ آپ دوست (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب) کی بات سے بہت ہی متاثر ہونے والے تھے۔ خواہ وہ

غلط ہی کیوں نہ کہے۔

(کشف الاختلاف صلا مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۳) خواجہ کی تدبیر

مولانا (محمد علی صاحب) جب ان مندرات کے وقوع کا زمانہ آیا۔ تو آپ کے مکرم دوست (خواجہ کمال الدین صاحب) نے سوچا کہ اگر میں کھلا کھلا غیروں میں جا ملا۔ تو حمدی دوست اور احمدی لوگ تو ہاتھ سے گئے۔ جن سے میں نے بہت سا کام لینا ہے اور غیروں میں تلون مزاج قرار پاکر ناقابل اعتماد ہو جاؤں گا۔ لہذا مجھے ایسا کرنا چاہیئے کہ احمدی کہلاتے ہوئے غیروں میں جا ملوں تاکہ میری کامیابی کے لئے احمدی اور غیر احمدی دونوں میدان ہوں۔ تب آپ نے ایک اسکیم تیار کی۔ لیکن اس کے اجراء میں کچھ موانع تھے جن کے رفع کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ اور کچھ باثر احمدیوں کی ضرورت تھی۔ جن کو اس اسکیم کے اجراء کا آلہ بنایا جاسکے۔ اس اسکیم کا نہایت مختصر خاکہ تو یہ ہے کہ احمدیوں میں تو اعتبار حاصل ہی ہے۔ اب غیروں میں تحریر و تقریر کے ذریعہ لائق مبلغ اسلام ہونے کا اعتبار پیدا کیا جائے۔ اور یہ اعتبار حاصل کرتے ہی یورپ میں تبلیغ اسلام شروع کر دی جائے۔ پھر تو دونوں کی دولت پر تمہارے ہاتھ ہوں گے۔

لیکن اس کے لئے پہلا مانع خلیفہ تھا۔ اور دوسرا مانع فتویٰ کفر اور نمازوں کی علیحدگی اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہونا وغیرہ تھا۔ مگر ان دونوں کے رفع کرنے میں اور احمدیوں کو ساتھ وابستہ رکھنے کے لئے ایک مضبوط اور باثر جتھے کی ضرورت تھی۔ اور اس کی نظر میں وہ بجز آپ کے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور آپ (یعنی مولوی محمد علی صاحب) اس وقت اس کی بہت سی باتوں اور اصولوں کے خلاف تھے۔ پس پہلا کام اس نے (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب نے) یہ کیا کہ آپکو اپنا موافق بنائے۔ اور پھر آپ کو ان مقاصد کے

حصول کے لئے آ الہٰ بنائے - مجھے اکثر وہ مجالس یاد ہیں جن میں ان اصول پر مباحثات ہوا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض اوقات کیا بلکہ اکثر آپ اس کو (یعنی خواجہ صاحب کو) دوستانہ لہجہ میں اس جماعت کا پولوس کہا کرتے تھے۔

(کشف الاختلاف ص۱۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۴) لاہوری جماعت کی علیحدگی

چنانچہ اس بناء پر (کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تھے یا نہیں) مارچ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے دو گروہ ہو گئے - فریق اول یعنی اس فریق کا جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد دروازۂ نبوت کو کھلا مانتا ہے ہیڈ کوارٹر قادیان رہا۔ اور دوسرے فریق نے اپنا ہیڈ کوارٹر لاہور میں قائم کیا - فریق قادیان کی قیادت اس وقت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ اور فریق لاہور کی مصنف کتاب ہذا کے ہاتھ میں - اور اب یہ دونوں جماعتیں اپنے اپنے طور پر الگ الگ کام کر رہی ہیں - اور گو بلحاظ تعداد کثرت فریق قادیان کو حاصل ہے - لیکن اثر اور رسوخ کے لحاظ سے عام مسلمانوں میں فریق لاہور غالب ہے۔

(تحریک احمدیت ص۳۰ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور)

مولوی محمد علی صاحب نے جو ایک رسالہ "مسیح موعود اور ختم نبوت" کے عنوان سے شائع کیا ہے - اس کے شروع میں دونوں فریقوں کا اصولی فرق حسب ذیل قرار دیا ہے "حضرت مسیح موعود کی جماعت کے دو فریق ہیں ایک احمدی جن کا مرکز لاہور ہے اور دوسرے قادیانی جن کا مرکز قادیان ہے - فریق قادیان اور فریق لاہور کا اصل اختلاف صرف دو امور میں ہے :-

اول یہ کہ حضرت مسیح موعود مجدد تھے یا نبی - فریق قادیان کے پیشوا کا خیال ہے

کہ آپ نبی تھے۔ فریق لاہور آپ کو صرف مجدّد مانتا ہے۔

دوم یہ کہ جو مسلمان آپ کی بیعت میں داخل نہیں وہ دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا نہیں فریقِ قادیان کے پیشوا کا خیال ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ خواہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کا کبھی نام بھی نہ سنا ہو۔ اور خواہ وہ حضرت مرزا صاحب کو دل سے بھی سچا مانتے ہوں۔ اور منہ سے بھی انکار نہ کرتے ہوں۔ (البتہ مرزا صاحب کی بیعت میں داخل نہ ہوں۔ للمؤلف) اور فریق لاہور کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ ہاں مجدّد اور مسیح امت کو رد کرنا یا اس کی مخالفت کرنا قابل مواخذہ ضرور ہے۔ بلکہ اس کا ساتھ نہ دینا اور خاموشی سے الگ بیٹھا رہنا بھی اسلام کی موجودہ حالت میں عنداللہ قابل مواخذہ ہے۔ (دونوں قادیانی جماعتوں میں ایک کا رنگ گہرا عنابی اور دوسری کا رنگ ہلکا گلابی ہے۔ لیکن مبصرین کا قول ہے ؎۔ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش۔ من انداز قدت را می شناسم۔ للمؤلف)

(۵) قادیانی اور لاہوری جماعت (ج)

پھر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جماعت میں جو شور اٹھا اس کا کیا حشر ہوا۔ اس فتنہ کے سرگردہ وہ لوگ تھے جو صدر انجمن پر حاوی تھے۔ اور تحقیر کے طور پر کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایک بچّہ کی غلامی کریں خدا تعالیٰ نے اسی بچّہ کا ان پر ایسا رعب ڈالا کہ وہ قادیان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور اب تک یہاں آنے کا نام نہیں لیتے ان ہی لوگوں نے اس وقت بڑے غرور سے کہا تھا کہ جماعت کا اٹھانوے (۹۸) فیصدی حصہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور دو فیصدی ان کے ساتھ۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو فیصدی بھی ان کے ساتھ نہیں رہا۔ اور اٹھانوے فیصدی بلکہ اس سے

زیادہ ہی اس جماعت میں شامل ہوچکا ہے۔

(بیان محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ۔ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۵ اگست ۱۹۳۴ء)

(۶) ترکِ قادیان (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کو ایک مقدس اور مرجع خلائق مقام قرار دیا اور فرمایا

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اور دافع ابلاء (مصنفہ مرزا صاحب) میں قادیان ایک بابرکت مقام قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے اور نیز حضرت اقدس نے ایک انجمن بنائی جس کا دوسرا نام "کارپردازان مقبرہ بہشتی" رکھا اور اس کے لئے آپ نے "الوصیت" میں نہایت واضح الفاظ میں فرمایا "ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے"۔ لیکن غیر مبایعین نے اس مقدس مقام خدا کے رسول کے تخت گاہ سے بکلی قطع تعلق کیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے قادیان دارالامان سے ہجرت کرتے ہوئے صریح جھوٹ بولتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے استفسار پر کہا۔ کیا میں قادیان کو چھوڑ سکتا ہوں۔ میں تو فقط صرف موسم گرما گذارنے اور ترجمہ کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ لیکن حقیقت میں وہ قادیان کو چھوڑ کر جارہے تھے۔ اور ایسے گئے کہ پھر اس سے قطع تعلق ہی کر لیا۔ اور بھولے سے بھی اس کا رُخ نہ کیا۔ ہاں اس قادیان کو چھوڑ جانے کے متعلق خواجہ کمال الدین صاحب بھی کہا کرتے تھے ؎

شفائے ہر مرض در قادیان است شدہ دارالاماں کوئے نگارے
بجائے بس ہماں باید کہ باشد امام وقت را خدمت گذارے

(بدر ۷۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۷) لاہوری جماعت کا قدیم ایمان (م)

(م) ہم حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں .... ہمارا ایمان ہے کہ اب دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۱ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

(م) ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں۔ اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالےٰ نہیں چھوڑ سکتے۔

(اعلان مندرجہ پیغام صلح اخبار جماعت لاہور جلد ۱ ع ۲۵ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء)

(۱) خواجہ کمال الدین صاحب

(م) وہ (مسیح موعود) ایک نبی اللہ ہے۔ اور مخبر صادق احمد مرسل صلوٰۃ اللہ علیہ کا خاتم النبیین ہونا چاہتا ہے کہ اس خلیل خدا احمد کے غلام انبیاء اور نبی اللہ ہوں۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

(م) ہیں اس کے غلام نبی ہند (مرزا صاحب) کو بھی نبی انہی کمالات کے

باعث ماننا پڑے گا۔ اگر غلام کو نبی اس لئے تسلیم نہیں کرتے کہ اس میں بعض باتیں پائی جاتی ہیں جنہیں ہمارا محاکمہ نقص ٹھہراتا ہے۔ تو وہی باتیں بعینہ احمد مختار میں بھی موجود ہیں۔ تو ہم غلام احمد کو چھوڑ دینے کے ساتھ ہی اس کے سردار کو بھی جواب دیں گے۔

(اخبار الحکم قادیان۔ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

(ب) مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور

(۴) چونکہ یہ نقشہ ہی جبار اکناف میں پھیل چکا ہے۔ اس لئے یہی وہ آخری زمانہ ہے جس میں موعود نبی کا نزول مقرر تھا۔

(ریویو جلد ۲ صـ۸۳)

(۴) پیش گوئی کے بیان میں اوپر یہ ذکر آچکا ہے کہ نبی آخر الزمان کا ایک نام رجل من ابناء فارس بھی ہے۔

(ریویو جلد ۲ صـ۹۰)

(۴) آیۃ کریمہ (واخرین منھم لما یلحقوا بھم) میں اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے۔

(ریویو ۳ جلد عـ۶)

(۴) آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص (حضرت احمد) کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے مامور و نبی کر کے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں (ریویو ۱۵ جلد ۵)

(۴) آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے تھا اور ان کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں پورا کر دکھایا۔ (ریویو جلد نمبر ۲ صـ۱۱)

(۲۳) اخبار الفضل قادیان (ج)

الفضل جسے میں نے اپنی بیوی کے زیورات فروخت کرکے حضرت ام المومنین نے اپنی زمین فروخت کرکے اور برادرم مکرم نواب نواب محمد علی خاں صاحب حفظہ اللہ نے بھی کچھ نقد دے کر اور کچھ زمین فروخت کرکے ہفتہ وار جاری کیا تھا۔ ہفتہ وار سے سہ روزہ ہوا۔ سہ روزہ سے دو روزہ اور اب روزانہ شائع ہوتا ہے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۲۴) غلط بیان کا اعلان (ج)

جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے ولایت سے تشریف لانے پر جن معززین نے ان کا لاہور کے اسٹیشن پر استقبال کیا ان کا ذکر ہمارے نامہ نگار لاہور نے اپنی مراسلت میں کیا تھا۔ جو ایک گزشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ مگر معلوم ہوا کثرت ہجوم میں اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اس نے بعض ایسے نام بھی لکھ دئے جو اس موقع پر موجود نہ تھے۔ (اول تو کثرت ہجوم میں قدرتاً ایسے مشہور و معروف لوگ نظر آ ہی جاتے ہیں جو موجود نہ ہوں دوسرے نظر بھی نامہ نگار کی ہو ناواقفیت کے عذر پر ہر طرح مبالغہ کا مجاز ہو) اور وہ نام یہ ہیں۔ جسٹس کنور دلیپ سنگھ صاحب۔ جسٹس رنگی لال صاحب۔ جسٹس آغا حیدر صاحب۔ جسٹس دین محمد صاحب۔ جسٹس کوہی صاحب

مسٹر کاربٹ چیف سکریٹری۔ سر محمد اقبال صاحب۔ مسٹر جگن ناتھ صاحب اگروال۔

ہمیں افسوس ہے کہ نامہ نگار کی بے احتیاطی اور اپنے فرض کی ادائیگی میں غفلت کی وجہ سے یہ نام شائع ہوگئے (یہ تو قادیانی خبروں کی عام خصوصیت ہے۔ اصل سے کہیں بڑھ چڑھ کر شائع ہوتی ہیں۔ البتہ افسوس ہے تو یہ کہ اسی عادت کی رو میں معززین کے نام شائع کرکے تردید کرنے کی نوبت آئی۔ مؤلف)۔

(اخبار الفضل قادیان ۸ نومبر ۱۹۳۲ء)

(۲۵) قادیانی پروپگنڈا (۲۰)

لاہوری احمدیوں کے خلاف دھڑے بازی اور انہیں بدنام کرنے کے لئے ناپاک پروپگنڈا۔ خلیفہ صاحب (یعنی محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) سے لے کر ادنیٰ مخلص محمودی تک اس معاملہ میں ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہو مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدیوں کو بدنام کیا جائے۔ ان کی طرف سے نفرت و بیزاری کے جذبات اپنی جماعت کے زن و مرد بلکہ بچوں تک کے دلوں میں پیدا کرنا یہ لوگ اپنا فرض اور ایمان سمجھتے ہیں کیوں کہ موجودہ بدعتی خلافت کی سلامتی انہیں اسی میں نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی نبوت اور مولوی محمد علی صاحب پر تبرا اپنے بچوں کو معتقدات کے رنگ میں زبانی یاد کراتے ہیں۔ تا ان معصوم بچوں کے دلوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا بیج مارا جائے اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور حضرت مولوی محمد علی صاحب سے نفرت اور بیزاری کا بیج اچھی طرح نشو ونما پائے۔

جو محمودی اس ناپاک پروپیگنڈا میں شامل نہیں ہوتا وہ مخلص مومن گروہ محمودیان میں منافق کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ گویا ان کے اس ایمان و اخلاص کا ثبوت ہی یہ ہے کہ دن رات رافضیوں کی طرح مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدی جماعت کی خواہ مخواہ عیب شماری کی جائے اور انہیں طرح طرح سے ناحق بدنام کیا جائے۔ ان کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب بے شک حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ نادانی اور جہل مرکب کا چولا بارہ برس تک پہنائے رکھیں تو وہ عین راہ ثواب اور رضامندی الٰہی کا موجب ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب بالفرض محال اگر ذرا کسی فروعی مسئلہ یا طریق استدلال میں اختلاف کریں تو اس کے لئے سارا محمودی ٹولا طوفان بے تمیزی مچانے کو تیار ہو جاتا ہے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۳ مئی ۱۹۳۴ء)

(۲۶) میاں صاحب کا مباہلہ سے فرار (م)

(عنوان مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۱۹ جون ۱۹۳۴ء)

(م) قادیان میں جناب خلیفہ صاحب کے مریدان کو ایسے امور کے متعلق مباہلہ کے چیلنج دیتے رہے ہیں۔ جن کی تفصیل ہی ناگفتہ بہ ہے اور اس کے جواب میں خلیفہ صاحب ممدوح نے ہمیشہ سکوت ہی فرمایا جب زیادہ عاجز آئے تو چیلنج دینے والوں کو "منافق" قرار دے کر جماعت سے خارج کر دیا اگر ان باتوں کے باوجود جناب خلیفہ صاحب کی وقعت اپنے مریدوں میں کم نہ ہوئی تو یہی کے چند مسلمانوں کے چیلنج کو جماعت لاہور کی بے وقعتی کس طرح قرار دیا جا رہا ہے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

پھر جب جناب میاں (محمود احمد) صاحب کو (اخبار) مباہلہ (امرتسر) والوں نے للکارا کہ اگر آپ کا چال چلن واقعی درست ہے تو آؤ مسیح موعود کے فرمان کے مطابق ہم سے مباہلہ کر لو۔ تو بھی میاں صاحب نے اس چیلنج کو محض جھوٹے بہانہ سے رد کر دیا اور جب میں نے منصوری پر جاکر کہا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ دو مسلمانوں میں جب کہ وہ ایک دوسرے پر زنا کا الزام لگاتے ہوں مباہلہ کیوں جائز نہیں ہے جب کہ مسیح موعود صاف لکھتے ہیں کہ ایسی صورت میں مباہلہ جائز ہے۔ تو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مباہلہ تو جائز ہے مگر میں نے پہلے مسیح موعود کا فتویٰ دیکھا نہ تھا۔ مگر کیا اس کے بعد بھی جرات ہوئی کہ اپنے چال چلن کے پاکیزہ ہونے پر مباہلہ کرتے۔ مباہلہ تو ایک طرف رہا پبلک میں اپنی پہلی غلطی اور مباہلہ کے جواز کا اعتراف بھی آج تک نہیں کر سکے۔

(مضمون از مولوی عمر الدین شملوی صاحب قادیانی لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۱۹ر جون ۱۹۳۴ء)

(۲۷) قادیانی منصوبے (ج)

تم اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے جب تک ہماری اپنی بادشاہت نہ ہو۔ ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ بعض لوگ (مسلمان) جب ان کو ہم سے مطلب ہوتا ہے تو ہمیں شاباش کہتے ہیں۔ جس سے بعض احمدی یہ خیال کر لیتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں۔ حالاں کہ جب تک ایک شخص خواہ وہ ہم سے کتنی ہی ہمدردی کرنے والا ہو پورے طور پر احمدی نہیں ہو جاتا وہ ہمارا دشمن ہے۔ ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے۔ وہ یہ کہ تمام دنیا کو

اپنا دشمن سمجھیں تاکہ ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔ شکاری (قادیانی) کو کبھی غافل نہ ہونا چاہیئے اور اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہیئے کہ شکار (مسلمان) بھاگ نہ جائے یا ہم پر ہی حملہ نہ کر دے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۲۸) مکہ مدینہ (ج)

جماعت سے قربانی کا چوتھا مطالبہ یہ ہے کہ قوم کو مصیبت کے وقت پھیلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کہتا ہے کہ مکہ میں اگر تمہارے خلاف جوش ہے تو کیوں باہر نکل کر دوسرے ملکوں میں نہیں پھیل جاتے۔ اگر باہر نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ترقی کے بہت سے راستے کھول دے گا۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت میں بھی ایک حصہ ایسا ہے جو ہمیں کچلنا چاہتا ہے۔ اور رعایا میں بھی۔ ہمیں کیا معلوم کہ ہماری مدنی زندگی کی ابتدا کہاں سے ہوتی ہے۔ قادیان بیشک ہمارا مذہبی مرکز ہے مگر ہمیں کیا معلوم کہ ہماری شوکت و طاقت کا مرکز کہاں ہے۔ یہ ہندوستان کے کسی شہر میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور چین۔ جاپان۔ فلپائن سماٹرا۔ جاوا۔ روس۔ امریکہ غرض کہ دنیا کے کسی ملک میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ لوگ بلا وجہ جماعت کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ کچلنا چاہتے ہیں تو ہمارا ضروری فرض ہو جاتا ہے کہ باہر جائیں اور تلاش کریں کہ ہماری مدنی زندگی کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ ہمیں کیا معلوم کہ کونسی جگہ کے لوگ ایسے ہیں کہ وہ فوراً احمدیت کو قبول کر لیں گے۔ اور ہمیں کیا معلوم ہے کہ جماعت کو ایسی طاقت کہاں سے حاصل ہو جائے گی کہ

اس کے بعد دشمن شرارت نہ کر سکے گا۔
(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۹ نومبر ۱۹۳۶ء)

(۲۹) انگلستان میں قادیانی مشن

میری ناقص رائے میں مغرب میں رسوخ حاصل کرنے کے لیے لٹریری پہلو پر زور دینا اشد ضروری ہے۔ یہاں کے لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ برطانوی پریس نہ صرف دنیا میں سب سے زیادہ با اثر بلکہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ پریس ہے۔ اس کا معیار غیر معمولی طور پر بلند ہے۔ اور برطانوی لوگوں کو ایسی سہولتیں میسر ہیں جن کا ہم خیال تک نہیں کر سکتے ..... یہاں ہر مضمون کے ماہرین موجود ہیں جنہوں نے کسی خاص مسئلہ کی چھان بین میں اپنی عمریں صرف کر دی ہیں اور یہاں پبلک میں جو مسائل زیر بحث ہوں ان کے متعلق تمام ماہرین کے علم اور تجربہ کی رو سے ان پر فوراً روشنی پڑ سکتی ہے۔

اس کے برعکس ہمارے لئے یہ قریباً ناممکن ہے کہ تحریراً یا تقریراً یہاں کے لوگوں کے لئے کوئی قابل غور چیز پیش کر سکیں ہماری یہاں کوئی لائبریری نہیں ہے اور کسی لائبریری میں کسی بات کی تحقیق کے لئے جانے پر دو تین گھنٹے کا سفر کرنا پڑتا ہے پھر ہمارے پاس کوئی چیز شائع کرنے کے لئے قطعاً کوئی فنڈ نہیں۔ مناسب اور موزوں لٹریچر پیدا کئے بغیر اور عصر حاضرہ کے اہم مسائل کا گہرا مطالعہ کئے بغیر میری ناقص رائے میں اس جگہ ہمارا کام کم و بیش سطحی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ دوسری مصروفیتیں جو وقتی ضروریات کے لحاظ سے کم اہمیت نہیں رکھتیں کسی لٹریری کام کے کرنے یا مطالعہ کرنے کے لئے فرصت نہیں ہونے دیتیں۔ چہ جائیکہ کوئی ایسا کام کیا جائے جو مغربی دنیا کو اپیل کر سکے۔

یورپ کئی مصائب میں مبتلا ہے۔ اس کو سوشل، اقتصادی، اخلاقی اور روحانی اصلاحات کی اشد ضرورت ہے اور اسلام ان کا واحد علاج ہے مگر یورپین لوگ اسے محسوس نہیں کر سکتے تاوقتیکہ اسلامی تعلیم کی نضیلت اور عمدگی موزوں طریق پر ان مسائل کے حوالہ سے جو اس وقت دنیا میں ناقابل حل صورت اختیار کر چکے ہیں ان کے سامنے پیش نہ کی جائے ایسا کرنے کے لئے بہت مطالعہ اور سکون کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمیں لٹریری کام کی طرف متوجہ ہونا چاہئے یہ قلم کا زمانہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سلطان القلم ہیں اس لئے اگر اس طرف فوری اور کافی توجہ نہ دی گئی تو ہماری ترقی بہت حد تک رک جائے گی۔

(احمدیہ مشن لندن کی سالانہ رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ جنوری ۱۹۳۶ء)

(۳۰) شغل سیاست (ج)

قادیانی محمودی لوگ مذہب کے نام پر سیاست میں حصہ لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ میں رسوخ بڑھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس طریق سے بہت سے دنیوی عزوجاہ کے طالب اور ملازمت کے خواہاں خود بخود ہماری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ اس طرح ہمارا جتھا بھی زبردست ہوتا جائے گا جس سے گورنمنٹ پر بھی مزید اثر پڑے گا اور ہماری آمدنی بھی بڑھے گی اور سیاست کی بنیاد بھی پڑ جائے گی اس لئے وہ گورنمنٹ کے مرکزی دفاتر کا طواف کرتا اور سیاسی کاموں میں ظاہر اور خفیہ طور پر گورنمنٹ کے دست و بازو بننا اپنا شعار بناتے اور اس کے بدلہ میں گورنمنٹ میں رسوخ بڑھانا اور نفع اٹھانا ضروری سمجھتے ہیں اور اس لئے

مذہب کے نام سے لاکھوں روپیہ قوم سے لے کر سیاسی خفیہ کارروائیوں میں صرف کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ ان کے عقائد ہی ایسے باطل ہیں کہ کسی عقلمند کو اپیل نہیں کرتے اس لئے سیاسی رنگ میں جتھہ بندی کے سوا ان کا مقصد کسی اور طریق سے حاصل ہونا انہیں مشکل نظر آتا ہے۔ بریں جہ وہ سیاسی سید ان میں کارنمایاں دکھا دکھا کر اپنا جھابڑ جاننے کا کام کرتے رہتے ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۰ جنوری ۱۹۳۶ء)

(۳۱) قادیانی پتھر (ج)

انگریزوں کو بالخصوص (جن سے کل تک یہ درخواستیں کی جاتی تھیں کہ ہمیں خلیفۃ المسلمین بنا دیا جائے اور جن کے بعد اد فتح کرنے پر قادیان میں چراغاں کیا گیا تھا) اور غیر احمدیوں ہندوؤں اور سکھوں وغیرہم کو بالعموم یہ دھمکی ضرور دی گئی ہے کہ:۔

"ہم کونے کا پتھر ہیں جس پر ہم گرے وہ بھی ٹوٹ جائے گا اور جو ہم پر گرا وہ بھی سلامت نہیں رہے گا"

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۳۲) قادیانی چکر (ج)

"قادیانی جماعت اصل مقصد سے ہٹ گئی ہے۔ اس کہنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ اس بات سے کبھی مرعوب نہیں ہونا چاہیے کہ وہاں کثرت تعداد ہے اور ہماری قلت ہے جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ آج

کثرت تعداد کے باوجود قادیان میں کام اور علم کی قلت ہے۔ قادیانی جماعت کی توجہ اصل کام سے ہٹ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک مشکل میں پھنسے ہوئے محسوس کر رہے ہیں۔ دو تین ماہ سے میاں صاحب جو خطبات دے رہے ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک حلقہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے گورنمنٹ سے یہ کیا۔ اس کی یہ خدمات انجام دیں۔ اس نے ہم سے یہ سلوک روا رکھا۔ ترقی کہاں ملے گی۔ اس کو تلاش کرو۔ یہ کرو وہ کرو۔ غرض کہ ایک چکر ہے جو چل رہا ہے۔ اگر کوئی اپنے اصل کام سے غرض رکھے تو پھر گورنمنٹ اس کے کام میں دخل نہیں دیتی۔ اگر دخل دے بھی تو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۳۵ء)

(۲۳) خاتم النبیین کا قادیانی مفہوم (م)

ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں۔ عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لانفرق بین احد من رسلہ۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید نے خاتم النبیین فرمایا۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے تو بالاتفاق کافر ہے

یہ جدا امر ہے کہ ہم اس کے کیا معنے کرتے ہیں۔ اور ہمارے مخالف کیا۔

(ارشاد حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول مندرجہ نہج المصلی ص۴۹۵ مؤلفہ محمد فضل صاحب قادیانی)

آخر بیس برس کی لگاتار محنت اور تگ و دو کے بعد جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اور ان کے حاشیہ نشین علماء اس امر میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ اپنی محمودی جماعت کے دلوں میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد اجرائے نبوت کے عقیدے کو مستحکم کر دیں۔ اب جدھر دیکھو ملت محمودیہ دن رات خاتم النبیین کا مفہوم اجراء نبوت لے رہی ہے اور خاتم النبیین کے لفظ خاتم اور لا نبی بعدی کے لفظ بعد کی جس جس قسم کی رکیک اور مضحکہ انگیز اور بودی تاویلیں آئے دن کی جاتی ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ ایک عدالت میں جب میاں صاحب کے ایک عالم سے سوال ہوتا ہے کہ آپ ختم نبوت کے قائل ہیں تو وہ کہتا ہے ختم نبوت کیا بلا ہوتی ہے یہ مسلمانوں کا غلط مفہوم ہے جو خاتم النبیین سے کیا گیا ہے۔ بے شک خاتم النبیین کے الفاظ قرآن میں ہیں اور ہم محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین ضرور مانتے ہیں مگر اس کا مفہوم نبوت کا ختم کرنے والا نہیں بلکہ نبوت کا اپنی مہر سے جاری کرنے والا ہے۔

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور۔ ۷ جون ۱۹۳۳ء)

(۲) ہم تو جیسے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے قائل تھے ویسے ہی اب بھی ہیں۔ اور ختم نبوت کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب کی نبوت بھی قائم ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو حضرت

مرزا صاحب بھی نبی ہیں۔ گویا ختم نبوت اور مسیح موعود (مرزا صاحب) کی نبوت لازم وملزوم ہیں۔ ہمارے جلسوں۔ تحریروں اور تقریروں یہاں تک کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے بیعت کے اقراری الفاظ میں بھی خاتم النبیین کا اقرار مقدم رکھا گیا ہے۔

(قادیانی اخبار فاروق قادیان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

(۳۴) قادیانیوں کی فریبکاری

(عنوان مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۲ جون ۱۹۳۵ء)

گویا خاتم النبیّین جب ایک محمودی (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مرید) کہتا ہے یا کسی اخبار یا اشتہار یا اعلان میں لکھتا ہے تو اس کا مفہوم اجرائے نبوّت کا ہوتا ہے ختم نبوت کا نہیں ہوتا اس لئے جب یہ قوم آں حضرت صلعم کے متعلق بڑے بڑے پوسٹر لگاتی اور آں حضرت صلعم کو اُن میں خاتم النبیّین لکھتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصد فقط پبلک کو دھوکا دینا ہوتا ہے کیونکہ پبلک تو . . . . خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا سمجھتی ہے اور یہ قوم اس سے مراد نبوت کو جاری کرنے والا لیتی ہے . . . .
اس قوم سے کیا گلہ ہے جب ان کے خلیفہ آسمانی جناب میاں محمود احمد صاحب سلسلے بیعت کے وقت مریدسے آں حضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار لیتے ہیں تو گرفتار مرید اپنی سادگی سے سمجھتا ہے کہ خاتم النّبیین سے مراد آخری نبی ہے اور پیر صاحب دل میں ہنستے ہیں کہ احمق میں تجھ سے اجرائے نبوت کے عقیدہ کا اقرار لے رہا ہوں اگر یہ کہو کہ نہیں مرید کو بیعت کے وقت خاتم النبیین سے محمودی مفہوم کا پتہ ہوتا ہے تو پھر اس کے یہ معنی ہوئے کہ اجرائے نبوت کا عقیدہ

ملت محمودیہ کی فہرست ایمانیات میں اس قدر اہم ہے کہ بیعت کے وقت جناب میاں صاحب اپنے مریدسے اجرائے نبوت کے عقیدہ کا عہد لینا ضروری سمجھتے ہیں۔

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور، ۷ر جون ۱۹۳۴ء)

(۳۵) صلح حدیبیہ (ج)

تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہوسکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔

(اقرار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۹۵)

یہ اعلان تو بالکل اس طرح کا ہے جس طرح صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں آں حضرت صلعم نے مخالفین کی دلجوئی کی خاطر ان کے اصرار پر رسول اللہ کا لفظ خود اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا تھا۔ اس کاٹنے سے یہ مراد ہرگز نہ تھی کہ اس کے بعد آپ یا آپ کے صحابہ آپ کو رسول اللہ نہ سمجھیں گے۔

(قادیانی اخبار فاروق قادیان مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۳۵ء)

حضرت صاحب کے جس منسوخ شدہ معاہدہ کا غلط سہارا لینا چاہتے ہیں وہ فروری ۱۸۹۲ء کا ہے اور اس میں بھی مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کی خاطر یہی الفاظ لکھے گئے تھے کہ وہ کاٹا ہوا خیال کرلیں۔ مگر اس کے بعد جب حضرت اقدس کو بار بار بارش کی طرح وحی میں نبی اور رسول کہا گیا تو پھر آپ نے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کی پرواہ اتنی بھی نہیں کی کہ اپنے سابقہ اعلان کا عملی طور پر اعادہ فرمادیں بلکہ کثرت سے

نبی اور رسول کے الفاظ کا استعمال فرمایا۔

(قادیانی اخبار فاروق قادیان مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۳۵ء)

(۳۶) عظیم الشان نبی (ج)

خلافت ثانیہ (میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کی خلافت) کے بے شمار نیوض و برکات میں سے ایک بہت بڑا فیض یہ بھی دنیا کو حاصل ہو رہا ہے کہ خلق اللہ کو دین حق کی دعوت دینے والے کئی مبلغین دور دراز ممالک میں خدائے تعالیٰ کے عظیم الشان نبی حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے ظہور سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۳ مورخہ ۹ر ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۳۷) رسول کی آواز (ج)

بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ میں مسجد مبارک میں ظہر کی نماز سے پہلے سنتیں پڑھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیت الفکر کے اندر سے مجھے آواز دی۔ میں نماز توڑ کر حضرت کے پاس چلا گیا اور حضرت سے عرض کیا۔ حضور میں نماز توڑ کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا . . . . . . خاکسار عرض کرتا ہے کہ رسول کی آواز پر نماز توڑ کر حاضر ہونا شرعی مسئلہ ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ عمل صالح کسی خاص عمل کا نام نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا نام ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۰۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۸) ایک مذہب (ج)

اسلام اور احمدیت کو جو اس زمانہ میں دو مترادف الفاظ ہیں صفائی کے ساتھ پیش کریں اور ایک مذہب کے طور پر پیش کریں اور لوگوں کے دل سے یہ خیال مٹائیں کہ یہ بھی ایک سوسائٹی ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب کے نصائح ایک مبلغ کو مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۲۶ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۳۲ء)

(۳۹) میرزائے قادیان (ج)

اسم او اسم مبارک ابن مریم می نہند
آں غلام احمد است و میرزائے قادیاں
گر کسے آرد شکے در شانِ او آں کافر است
جائے او باشد جہنم بے شک و ریب و گماں

(از حکیم نور الدین صاحب خلیفۂ اول مندرجہ اخبار الحکم، ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء)

(۴۰) نجات (ج)

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح (مولوی نور الدین صاحب) سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔

(تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۹ نمبر ۱۱ ص ۱۲۲ ماہ نومبر ۱۹۱۳ء)

(۱۴) قادیانی ایمان (ج)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں۔ اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا سے علیٰحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر۔ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا واہ مولوی صاحب آپ قابو نہ ہی آئے۔ یہ قصہ سنا کر مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو کیوں کہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور من جانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہو جائے تو پھر اس کے کسی دعویٰ میں چون وچرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۹۸ مصنفہ صاحبزادہ
بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۴) جماعت قادیان کے عقائد (ج)

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اگر جماعت قادیان محمد رسول اللہ صلعم کے بعد ایسی نبوت کی قائل ہے جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت عملاً منسوخ ہو جاتی ہے اور اسی لئے کوئی محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھ کر خدا کی توحید اور آپ صلعم کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے بھی اسلام میں داخل نہیں سمجھا جاتا تو پھر دانستہ ایسے خطرناک عقیدہ کی جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی جڑیں کٹتی ہیں اشاعت کرنے والی جماعت کے ساتھ تعاون کرنا کس قدر خطرناک غلطی اور گناہ کا ارتکاب ہے۔ یاد رہے کہ یہاں میرے مخاطب وہ لوگ نہیں ہیں جو دل سے ان عقائد باطلہ کو سچا سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور جملہ مسلمانان عالم کی تکفیر کے قائل ہیں اور گو منہ سے تو محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھتے ہیں مگر عملی طور پر انہوں نے بابیوں اور بہائیوں کی طرح آنحضرت صلعم کی رسالت کو منسوخ گردانا ہوا ہے کیونکہ ان کے نزدیک خدا کی توحید کے ساتھ آپ صلعم کی رسالت کا اقرار کرکے اب کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح۔ مورخہ ۲ر فروری ۱۹۳۲ء)

افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہو کر ان ہی اعتراضات کو دوہرا رہے ہیں جو عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں . . . سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جاوے گا وہ سارے نبیوں پر پڑے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے۔ وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے۔

(ریویو جلد ۵ صفحہ ۲۱۸)

(۸) جدید لاہوری ابہام (ج)

ہم بھی حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود مہدی معہود مامور من اللہ، ملہم۔ مجدد۔ محدث امام زماں یقین کرتے ہیں۔ اور آپ کو ظلی بروزی طور پر جزوی نبی بھی یقین کرتے ہیں مگر حقیقی مستقل شرعی یا غیر شرعی کامل نبی آپ کو کہنا آپ کی تعلیم کے خلاف جانتے ہیں۔

(مکتوب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب قادیانی لاہوری مندرجہ المہدی ملاحظہ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۹) منافقت (ج)

غیر مبائیین نے مرکز احمدیت یعنی قادیان سے قطع تعلق کرتے ہوئے سمجھا تھا کہ جماعت کا سواد اعظم ان کے ساتھ ہے۔ مگر جلدی ہی انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کا یہ خیال غلط ہے! اسی دوران میں

وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے منہ موڑ کر غیر احمدیوں کی طرف متوجہ ہوئے کہ شاید وہی ان کا ساتھ دیں گے۔ مگر ان میں بھی دال نہ گلی۔ وہ انہیں منافقت سے کام لینے والے قرار دے کر نفرت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ غرض جن لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے غیر مبایعین نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو چھوڑا وہ انہیں جواب دے بیٹھے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۹۔ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(۱۰) نوک جھونک (ج)

غیر مبایعین (یعنی لاہوری جماعت کے قادیانیوں) کا اخبار "پیغام صلح" جو آجکل بدقسمتی سے ایسے ہاتھوں میں ہے جو ایک عرصہ تک اسلام کے خلاف چلتے رہے۔ اور جو ایسے شخص کے سپرد ہے جس نے اسلام سے ارتداد اختیار کر کے آریوں کے ہاں پرورش پائی۔ وہ آئے دن موقع بے موقع لکھتا رہتا ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان کی مخالفت اسی لئے کی جا رہی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتی ہے۔ اور آپ کے مکفرین کو مسلمان نہیں سمجھتی۔ اگر ان عقائد کو ترک کر دیا جائے تو احمدیت کے خلاف فتنہ و شرارت کرنے کا کسی کو موقع نہ ملے۔

قطع نظر اس کے کہ جماعت احمدیہ کے عقائد اسلام کی صحیح تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خود فرمودہ تشریحات پر قائم ہیں۔ اور دنیا کی بڑی سے بڑی مخالفت کی وجہ سے بھی ہم ان میں بال بھر کی کمی بیشی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ گذارش یہ ہے کہ غیر مبایعین جنہوں نے غیر احمدیوں کو خوش کرنے کے لئے عقائد میں تبدیلی پیدا کر لی اور جو بڑے زور شور سے یہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ وہ نہ تو حضرت مسیح موعود

کو نہیں مانتے ہیں اور نہ آپ کے مکفروں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ انہیں کس قدر قبولیت حاصل ہو چکی ہے!

اس کا تازہ ثبوت اس مضمون سے مل سکتا ہے جو اخبار "زمیندار" میں "مکتوب جرمنی" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں ذکر ہے کہ غیر مبائعین کے برلن مشن کے ناگفتہ بہ حالات جب ہندوستان میں شائع کئے گئے تو حالات شائع کرانے والوں کو تین ہفتہ کے اندر گیارہ خطوط معمولی اور ہوائی ڈاک سے معزز غیر مبائعین نے لکھے۔ جن میں وعدہ کیا گیا کہ اگر ان کے مبلغ مقیم برلن کے متعلق برلن کے مسلمانوں کے تصدیقی دستخط سے وہ باتیں لکھی جائیں تو وہ اصلاح حال کے لئے عملی قدم اٹھائیں گے۔ اور سابقہ مبلغ کو واپس بلا کر ایسا آدمی روانہ کیا جائے گا جس کو مسلمان پسند کریں۔

مگر باوجود اس قدر لجاجت اختیار کرنے اور رضاجوئی کی کوشش کرنے کے جو جواب انہیں دیا گیا وہ یہ ہے کہ ہم کو زہر سے شہد کی امید رکھنا عبث ہے۔ یہ بے دینوں کا ایک گروہ ہے جو اسلام کے بھیس میں دین حنیف کی جڑیں کاٹ رہا ہے۔ اور جو چہرۂ اسلام کو مسخ کر کے یورپ میں اپنے پنتھ کو تجارتی اصول پر چلا رہا ہے۔

اس عزت افزائی پر غیر مبائعین کو خوب فخر کرنا چاہئے۔ اور خوش ہو جانا چاہئے کہ جن لوگوں کی خوشنودی کے لئے انہوں نے اپنے سابقہ عقائد میں تبدیلی کی۔ حضرت مسیح موعود کے درجہ کو گھٹانے کے گنہگار بنے۔ اور آپکی شان کے خلاف تحقیر آمیز رویہ اختیار کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا۔ وہ ان کی خوب قدر کر رہے ہیں۔

(قادیانیوں کی "قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان۔ ۴۔ دسمبر ۱۹۳۴ء")

(۱۱) لاہوری عقائد پر قادیانی تبصرہ

غیر مبائعین یعنی لاہوری جماعت نے جب سے مرکز احمدیت (یعنی قادیان) کو چھوڑا ان کے

اعتقادات کا انتہائی تنزل نمایاں ہونا شروع ہوگیا۔ اگرچہ یہ کمزوری ان کے اندر پہلے سے موجود تھی جس کی وجہ سے خلافت اولیٰ کے زمانہ میں کئی خطبات ان کو مدنظر رکھکر حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو فرمانے پڑے۔ اور ان میں سے بعض کو بیعت کی بھی تجدید کرنی پڑی۔ اس وقت بھی ان کے عقائد مشتبہ تھے۔ تب ہی تو ان کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو غلط فہمی میں ڈالا گیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اعلان کرتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں"

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد اول ۴۳ - ۱۶ - اکتوبر ۱۹۱۳ء)

مگر آہستہ آہستہ ان کے عقائد میں تغیر شروع ہوا۔ "نبی اور رسول اور نجات دہندہ کو محض مجدد صدی چہاردہم" قرار دینے لگے۔ اور "ظلی نبی" کی ایسی تشریح کرنے لگے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے بالکل خلاف ہے کہ "ظلی نبوت" جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

نیز بروزی نبی" کہنا شروع کیا۔ اور اس کی یہ تشریح کی جانے لگی جیسا کہ حال میں غیر مبایعین کے راولپنڈی کے جلسہ میں میر مدثر شاہ صاحب نے کہا کہ بروز سے مراد ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض گذشتہ اولیاء نے اپنے آپ کو کہا کہ من خدایم یا انا الحق وغیرہ۔ نہ وہ خدا بن گئے اور نہ حضرت مرزا صاحب نبی بن گئے۔

اب غیر مبایعین کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جب انہوں نے اپنا جلسہ ۲۲-۲۳-اپریل کو راولپنڈی میں کیا تو ان کے مقررین نے سارا زور اس بات پر صرف

کر دیا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے اور جو اُن کو نبی کہے اس کو کاذب اور ملحد اور کافر جانتے ہیں۔ .... میں نے ان کی اس شرط کو مان کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ نبوت آپ کی کتابوں سے واضح کیا اور "ایک غلطی کا ازالہ" سے آپ کی نبوت کی تشریح پیش کی۔ آخر میں ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء والی تحریر "پیغام صلح" بھی پڑھ کر سنا دی گئی۔ اور ثابت کیا گیا کہ یہ لوگ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتے ہیں مگر ان کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور۔

غیر مبایعین کی اس روش کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمودہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جو آپ نے "تریاق القلوب صفحہ ۱۳۱" میں فرمایا ہے کہ "جو شخص خدا کے مامور سے انکار کرتا ہے آخر اسکا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔"

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان ۳ مئی ۱۹۳۴ء)

قادیانی اخلاق

خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ۔ دُنیا کی بدترین قوم۔ اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔

کیا یہ ہمارے کسی الزام کے جواب میں تھے۔ نہیں بلکہ ان کے کسی مرید نے صرف یہ سوال کیا تھا کہ ہم جماعت لاہور کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ۔ جس کے جواب میں سب کچھ ہمیں کہا گیا۔ اور کسی مرید کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ زیادتی ہے لیکن اس کے باوجود میں اپنی جماعت کو نصیحت کروں گا کہ وہ ان زیادتیوں اور گالیوں کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے اپنے کام میں مصروف رہیں۔

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۳ جون ۱۹۳۴ء)

(۱۲) لاہوری تفسیر

اگرچہ قادیانی جماعت کو دعویٰ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے قرآن کا جو انگریزی ترجمہ کیا ہے وہ ان کی ملک ہے نہ کہ مولوی صاحب کی۔ چنانچہ قادیانی اخبار الفضل نمبر ۲۹ جلد ۱۲ میں شکایت لکھتا ہے کہ :۔

"یہ ترجمہ قرآن جسے انہوں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت میں نہایت معقول ماہوار تنخواہ وصول کر کے کیا تھا۔ مگر جب وہ مکمل ہو گیا تو دھوکہ دے کر اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ اور پھر اپنی ذاتی جائداد قرار دے کر اسے اپنی آمدنی کا ذریعہ بنا لیا۔"

تاہم اس جماعت کو بھی اس ترجمہ کی صحت پر کافی اعتراض ہے مثلاً الفضل ۱۲۱ جلد ۱۲ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے تحت تفسیر کی غلطی کا حسب ذیل نمونہ پیش کرتا ہے :۔

"حضرت مریم کی والدہ کی اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم کو باوجود ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کرنے کے ان کا یہ منشا نہ تھا کہ وہ کنواری رہیگی۔ بلکہ وہ جانتی تھیں کہ وہ جوان ہو کر بیاہی جائیگی اور صاحب اولاد ہوگی۔ اس لئے انہوں نے نہ صرف مریم کے لئے دعا کی بلکہ مریم کی اولاد کے لئے بھی کی رہبانیت یا تارک دنیا ہونے کا طریق عیسائیوں کی ایجاد ہے۔"

(بیان القرآن مصنفہ محمد علی صاحب لاہوری صفحہ ۲۹۵)

"بعض مفسرین نے اس مصیبت کو یوں ٹالنا چاہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ یوسف کی پہلی بی بی کی اولاد تھی۔ اور حضرت مریم ان کی دوسری بی بی تھیں۔ مگر ایک طرف تعلق زوجیت کا حضرت مریم اور یوسف میں موجود ہونا خود انجیل سے ظاہر ہے۔ دوسری طرف ماں کے ساتھ بھائیوں کا آنا صاف بتاتا ہے کہ یہ اسی ماں کی اولاد تھے۔ سوتیلے بھائی ہوتے تو مریم سے ان کا کیا تعلق تھا۔ تیسرے کہیں بھی سوتیلے بھائی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ جب لفظ بھائی مطلقاً استعمال کیا جائے گا۔ تو اس سے مراد حقیقی بھائی لیا جائے گا۔"

"پس یہ انجیلی شہادت صاف بتاتی ہے کہ حضرت مریم کا تعلق زوجیت تو یوسف کے ساتھ ضرور ہوا اور اس تعلق سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور اگر ایک طرف لَمْ یَمْسَسْنِی بَشَرٌ اس وقت کے بعد مس بشر سے مانع نہیں تو دوسری طرف تاریخی ثبوت کھلا کھلا موجود ہے کہ واقعی میاں بیوی کے تعلقات حضرت مریم اور آپ کے شوہر کے ہیں۔"

(بیان القرآن مصنفہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری ملاحظہ)

یہ ہے مولوی محمد علی صاحب کی قرآن دانی اور تفسیر القرآن جس پر وہ پھولے نہیں سماتے۔ اور اسے اپنا کارنامہ قرار دے کر اپنے عقائد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق قرار دیتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء)

علیٰ ہذا اخبار الفضل قادیان کا دوسرا اعتراض بھی قابل غور ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ أَوْ حَرِّقُوْهُ فَأَنْجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ اس آیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ جب مخالفین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ کے اثر سے محفوظ رکھا۔ حضرت مسیح موعود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ہی ڈالنا قرار دیا ہے حتیٰ کہ اس ذکر میں فرمایا کہ اگر کوئی دشمن مجھے آگ میں ڈالے تو خدا تعالیٰ مجھے بھی آگ کے اثر سے بچائے گا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعتقاد اس تحدی اور اس تصریح کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے انکار کیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء - ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء)

قادیانی جماعت کو شکایت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو قرآن کریم کا انگریزی

ترجمہ مع حواشی شائع کیا ہے۔ اس میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دو عقائد سے اختلاف کیا ہے۔ گویا مولوی صاحب کو اس ترجمہ میں قادیانی عقائد سے سر مو تجاوز نہ کرنا چاہئے تھا۔ حالانکہ مولوی صاحب نے اس میں قادیانی تحریک کو بہت خوبی سے پیوست کیا ہے کہ سرسری طور پر کسی کو تعرض نہ ہو۔ اور بات دل نشین ہو جائے۔

مثلاً تمہید میں کھلے دل سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے فیضان کا بحیثیت مرید اعتراف کرتے ہوئے مرزا صاحب کے مہدی اسلام ہونے کا اعلان کیا ہے۔ پھر سورۂ فاتحہ کی آخری آیات کی تفسیر میں دعویٰ کیا ہے کہ جو وحی انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتی تھی۔ وہی اب دوسروں پر بھی نازل ہو سکتی ہے۔ پھر سورۂ جمعہ کے پہلے ہی رکوع میں تفسیر کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ مرزا صاحب ہی مسیح موعود ہیں نہ کہ اور کوئی۔

علیٰ ہذا سورۂ آل عمران کے پانچویں رکوع میں جو عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مذکور ہیں جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے انکار کی حد تک ان کی تاویل کی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے انہیں تاویلات کی انگریزی تفسیر میں پوری ترجمانی کی ہے۔ ذرا بھی فرق نہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب نے شق القمر کو چاند گرہن تجویز کر کے معجزے کی حیثیت تقریباً غائب کر دی۔ تو مولوی صاحب نے بھی سورۂ قمر کی تفسیر میں اسی پہلو پر زور دیا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ اس واقعہ کی ندرت میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اگر معجزہ ہے تو یہ کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مرزا صاحب نے ملائکہ کی جو تاویل کی ہے۔ وہی تاویل مولوی صاحب کی تمہید میں موجود ہے غرض کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی انگریزی تفسیر میں قادیانی تحریک کا پورا حق ادا کیا ہے۔ اور بڑی خوبی سے ادا کیا ہے۔ کہ کام بن جائے اور الزام نہ آئے۔ پھر بھی قادیانی جماعت کو شکوہ ہے کہ مولوی صاحب نے کوتاہی کی۔ مرزا صاحب کے عقائد کی پوری تبلیغ نہ کی۔

انصاف کیجئے تو مسلمانوں کو شکایت کا حق ہے کہ محض اعتماد کی بنا پر انہوں نے

بھی اس ترجمہ کی تیاری میں خاصی مالی امداد دی - اور پھر ترجمہ کے ساتھ اس رنگ کی تفسیر نکلی مزید خرابی یہ کہ عام تعلیم یافتہ مسلمان جو اسلامی تعلیمات سے کم واقف ہیں اسی اعتماد کی بنا پر اب تک اس تفسیر کو مستند سمجھتے ہیں - کہ ایک مسلمان کے نام سے شائع ہوئی ہے کسی غیر مسلم کا نام ہوتا تو پھر بھی محتاط رہتے -

یوں تو اس انگریزی تفسیر میں بہت سے امور قابل اصلاح ہیں - یہاں نمونتاً چند پر اکتفا کیا گیا - بس بڑی خوبی ہے تو یہ ہی کہ سب سے اول ایک مسلمان کے نام سے شائع ہوئی اور نسبتاً عیسائیوں کے حواشی سے غنیمت ہے - محمد پکتھال صاحبؒ جو قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہے وہ بھی شائع ہوگیا ہے - انجیل کے طرز پر اس کی زبان بہت موثر اور دلپذیر ہے - علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب نے بھی قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہے مختصر تفسیر بھی لکھی ہے - چنانچہ پہلا پارہ شائع بھی ہوگیا - خاص علمی رنگ نظر آتا ہے شیخ محمد اشرف صاحب تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے اس کو طبع کرایا ہے - قابل دید ہے -

(۱۳) یہودی عیسائی اور مسلمان کون ہیں (م)

(م) احمدی فریق لاہور حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو نہ صرف معمولی کافر ہی یقین رکھتا ہے - بلکہ وہ اُن سب مسلمانوں کو جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے یہودی قرار دیتا ہے - جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب امیر احمدی فریق لاہور رقم فرماتے ہیں کہ :-

"سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھا" (ترجمہ) (ریویو جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

اب یہ حوالہ کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں - عیسائی اور مسلمان یہودیوں کو کافر بلکہ اکفر تا قیامت مغضوب اور ملعون یقین رکھتے ہیں - قرآن کریم نے یہودیوں کے حق میں بالخصوص بیسیوں مقامات پر جو کچھ لعنت و نفرین اور غضب کے فتوے لگائے ہیں وہ

عیسائیوں اور مسلمانوں سے مخفی نہیں۔ پس بالفاظ دیگر حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو یہودی قرار دینا۔ نہ صرف معمولی کافر قرار دینا ہے۔ بلکہ مغضوب علیہم کافر گردانا ہے۔ چنانچہ قبلہ محمد علی صاحب موصوف نے نہایت صفائی اور جرأت سے کام لے کر اپنے دلی عقیدے کا اس مختصر سے فقرے میں اظہار فرمایا ہے کہ "سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ ہے"۔

"(کیا احمدی فریق لاہور کے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نہ ماننے والے مسلمان ہیں" رسالہ مرتبہ فخرالدین ملتانی قادیانی)

میں نے کہا سورۂ فاتحہ تو بقول مسیح موعود اُن کے صدق دعویٰ پر ایک الٰہی مہر ہے۔ مولانا (اسعداللہ صاحب) نے پوچھا کہ آپ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا۔ سورۂ فاتحہ سے ہی اب میں جواب دیتا ہوں۔ سنئے۔ اس سورۂ شریف میں پانچ وقت ہم منعم علیہ بننے کی اور مغضوب اور ضال ہونے سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ یہ آپکو علم ہی ہے کہ مغضوب اور ضال یہود و نصاریٰ ہیں۔ اور منعم علیہ مسلمان ہیں۔ کیونکہ یہود نے مسیح پر کفر کا فتویٰ لگا کر قتل کرنے کی پوری کوشش کی اس لئے وہ مغضوب ہوئے۔ اب نصاریٰ مجازاً ابن اللہ کے لفظ کو حقیقی ابن اللہ اور اللہ بنا کر ضال ہو گئے۔ اور آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھی حضرت عیسیٰ کو نبی اللہ مان کر منعم علیہ ہو گئے۔ بالکل یہی واقعہ مسیح محمدی کے زمانہ میں پیش آیا ہے۔ آپ لوگوں (مسلمانوں) نے فتویٰ کفر ناحق لگا کر قتل کی پوری کوشش کی۔ اور قادیانی جماعت مجازی نبی کو حقیقی نبی مان کر ضال ہو گئی۔ اور ہم لوگ (لاہوری جماعت) حضرت مرزا صاحب کو اصل مقام پر مانتے ہیں یعنی مجدد و مسیح موعود جو اولیاء امت محمدیہ کا سرتاج ہے پس ہم منعم علیہ ہوئے اور سورۂ فاتحہ سے یوں صداقت مسیح موعود ثابت ہو گئی۔

"(دہلی میں عظیم الشان مناظرہ اور احمدیت کی فتح" اعلان منجانب مولوی عمرالدین صاحب شملوی قادیانی لاہوری۔ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۷۔ اپریل ۱۹۳۴ء)

یہ ہی نکتہ کہ مسلمان مغضوب علیہم کے تحت یہودی ہیں قادیانی جماعت ضالین کے تحت عیسائی ہے اور چشم بددور لاہوری جماعت انعمت علیہم کے تحت مسلمان ہے مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور نے بھی اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں سورۂ فاتحہ کے تحت بطور تفسیر پیش فرمایا ہے مگر حسب معمول نہایت لطیف پیرایہ میں گویا عاقل را اشارہ کافی ست ۔ اول تو یہ کہ وحی الٰہی جو انبیاء پر نازل ہوتی تھی اب بھی دوسروں پر نازل ہو سکتی ہے گویا اس طرح جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مسیح موعود ہونے میں کوئی شک نہیں رہا ۔ اور لاہوری جماعت کا عقیدہ ثابت ہوگیا ۔ دوسرے یہ کہ مغضوبین و ضالین میں یہودی اور عیسائیوں کی تخصیص نہیں ۔ بلکہ جو شدت سے مخالفت کرے وہ گویا یہودی ہے اور جو شدت سے محبت کرے وہ گویا عیسائی ہے ۔ اور جو بین بین رہے وہ مسلمان ہے جب کہ لاہوری عقیدہ کی رُو سے مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا مسلّم ہے تو مسلمان جو مرزا صاحب کے مخالف ہیں صریحاً مغضوب علیہم کے مصداق بنے ۔ قادیانی جماعت جو مرزا صاحب کو نہ صرف مسیح موعود بلکہ اس سے بڑھ کر نبی اور رسول مانتی ہے ضالین میں جا گری ۔ اور لاہوری جماعت اپنے اعتدال اور اپنی احتیاط کی بدولت چودھویں صدی کے سچے اور پکے مسلمان بنے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ان کے واسطے مخصوص ہوگئیں ۔ یہی وہ جماعت ہے جو اسلام کی بڑی حامی اور مسلمانوں کی بڑی ہمدرد مشہور ہے ۔ للمؤلف ۔

(۱۴) لاہوری جماعت کی حکمت عملی

لاہوری جماعت کو فی الواقع دورنگی پسند ہے ۔ قادیانیوں میں بھی شامل رہیں اور مسلمانوں میں بھی شمار ہوں ۔ اس واسطے مرزا صاحب کی مسیحیت کا اقرار کافی سمجھا گیا ۔ اور نبوت کا انکار ضروری معلوم ہوا تاکہ اس سمجھوتہ سے مسلمان بھی راضی رہیں اور مرزا صاحب کی تبلیغ بھی جاری رہے اسی میں ان کو کامیابی نظر آتی ہے ۔ چنانچہ ان کو قلق ہے کہ :-

"کاش قادیانی جماعت کی طرف سے بھی حضرت مسیح موعود کو اصلی شان میں پیش کیا جاتا جیسا کہ میاں (محمود احمد) صاحب کی خلافت سے پہلے ہوتا رہا تھا۔ تو آج احمدیت دنیا کے گوشہ گوشہ میں داخل ہو چکی ہوتی۔"

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۷۔ اپریل ۱۹۳۴ء)

چنانچہ چندہ کی اپیلوں میں وہ اکثر مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ بلا لحاظ فرقہ وہ اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور اسی بناء پر مسلمانوں سے کافی مالی امداد پاتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت اپنی جماعت کا لٹریچر تقسیم کرتے ہیں اور اپنی جماعت کی طرف نہ صرف یورپ میں غیر مسلموں کو بلکہ اسلامی ممالک میں خود مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں۔ کامیابی پر خوشی مناتے ہیں۔ پھر بھی تفصیل صیغہ راز میں رہتی ہے۔ چنانچہ ایک تازہ کامیابی ملاحظہ ہو:۔

"کسی گذشتہ اشاعت میں قارئین کرام یہ مسرت انگیز و ایمان افروز خبر ملاحظہ فرما چکے ہوں گے کہ ہندوستان سے باہر ایک مقام پر دو سو پچیس (۲۲۵) اصحاب شامل سلسلہ ہوئے ہیں۔ الحمدللہ۔ کارساز حقیقی کی کرشمہ سازیاں ملاحظہ ہوں کہ ایک طرف دشمنان سلسلہ کا بپا کیا ہوا افسوسناک طوفان مخالفت ہمیں تباہ و برباد کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے دوسری طرف رحمت خداوندی مصروف کرم ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مخالفت کے طوفان چند روزہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ مصروف کرم رہے گی۔ ہمارے جس باہمت کارکن کی مساعی سے یہ کامیابی حاصل ہوئی ہے ہم تہ دل سے انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بھی زیادہ خدمت دین کی توفیق دے۔ ساری جماعت کی دلی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔"

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۱۱۔ اپریل ۱۹۳۴ء)

بہرحال لاہوری جماعت اپنے فرقہ کی توسیع کو تبلیغ اسلام قرار دے کر مسلمانوں کی عقیدت حاصل کرتے ہیں۔ اور پھر اسی کو مرزا صاحب کی صداقت کا معیار پیش کرتے ہیں کیسا عجب چکر ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:۔

"خدا کا شکر ہے کہ میرٹھ میں بعض سعید طبع ہمدردان اسلام میں سے کچھ لوگوں نے ہمارا پورا ساتھ دینے کا تہیہ کیا ہے اور وہاں ایک چھوٹی سی احمدی جماعت قائم ہو گئی ہے اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس چھوٹی سی جماعت میں جلد ترقی دے

خدا تعالیٰ نے مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کی خدمت دینی اور اخلاص کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو قائل کر دیا ہے۔ اکثر ان میں سے معترف ہیں کہ بلا شبہ خدمت و اشاعت اسلام کا جو بیش بہا کام مولانا موصوف کر رہے ہیں وہ بے نظیر ہے جو دوسرے لفظوں میں حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اقرار ہے اور یہ بالکل سچ ہے۔ ع۔ دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۷۔ اپریل ۱۹۳۴ء)

بہر حال چندہ اور امداد کے وقت لاہوری جماعت مسلمانوں کی ایک جماعت بن جاتی ہے۔ مگر اپنی کارگذاری۔ کامیابی اور تفاخر میں اپنے آپ کو قصداً اسلامی اداروں کے مقابل پیش کرتی ہے تاکہ اس کی جداگانہ شخصیت واضح ہو جائے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:۔

"پولینڈ کا ایک یہودی فاضل پولش اور عبرانی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اس کی اطلاع مسلمانان ایشیا کے سب سے بڑے تعلیمی مرکز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں دیتا ہے لیکن رجسٹرار مسلم یونیورسٹی اس خط کو کہاں بھیجتے ہیں؟ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں؟ نہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں؟۔ نہیں۔ دار المصنفین اعظم گڑھ میں؟ نہیں۔ دار العلوم دیوبند میں؟ نہیں۔ بلکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں۔"

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۱۱۔ اپریل ۱۹۳۴ء)

منشاء یہ ہے کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے ادارے شاید بے کار و معطل ہیں۔ اور اسلام کا بیڑا لاہوری جماعت کے ہاتھ ہے۔ افتخار کے پردے میں افتراق کے جذبات اور اسلام کے پردے میں اپنے فرقہ کی تبلیغ و اشاعت۔ سمجھدار طبقوں پر یہ راز بخوبی منکشف ہو گیا ہے اور ہو رہا ہے چنانچہ خود لاہوری جماعت کو بھی تشویش ہے کہ:۔

"ہمارے بعض دوستوں کے دل میں بھی یہ وہم پیدا ہو گیا ہے کہ علیحدہ جماعت کا قیام کوئی فرقہ بندی کا خیال ہے اور اس وہم کے زیر اثر وہ جماعت سے تقریباً علیحدہ ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں۔"

(خطبۂ جمعہ فرمودہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۲۳۔ مئی ۱۹۳۴ء)

(۱۵) قادیانی غلط بیانی (ج)

جو جو چوٹی کے انگریز مسلمان ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے ووکنگ مشن کی ہدایت سے قبول اسلام کیا ہو۔ لارڈ ہیڈلے نے خود اعلان کیا تھا کہ میں اسلام کا بطور خود مطالعہ کرکے اس مذہب میں داخل ہوا ہوں۔ اور مجھے قبول اسلام سے صرف پندرہ دن پہلے خواجہ کمال الدین سے تعارف ہوا۔ مسٹر مارماڈیوک پکتھال مصر میں مسلمان ہوئے۔ اور زیادہ تر ترکی اور مصری اثر کی وجہ سے ہوئے۔ سر آرچیبالڈ ہملٹن نے غالباً ایک خانگی ضرورت سے مجبور ہو کر اسلام کا اعلان کیا۔ اگر ایک ایک کے حالات دریافت کرو اور ان سے پوچھو کہ تم نے کس طرح اسلام قبول کیا تو معلوم ہو جائے گا کہ اثرات کچھ اور ہی تھے۔ ووکنگ مسجد کا قبول اسلام سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

(فضل کریم خان صاحب درانی۔ بی اے۔ لاہوری مشنری کا مضمون بعنوان مغرب میں تبلیغ اسلام مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۵ء)

انہیں ایام میں خواجہ کمال الدین صاحب کو ایک پرانے مسلمان لارڈ ہیڈلے مل گئے۔ وہ قریباً چالیس سال سے مسلمان تھے۔ مگر بوجہ مسلمانوں کی مجلس نہ ملنے کے اظہار اسلام کے طریق سے ناواقف تھے۔ خواجہ صاحب کے ملنے پر انہوں نے اسلام کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ وہ چالیس سال سے مسلمان ہیں۔ خواجہ صاحب نے فوراً تمام دنیا میں شور مچا دیا کہ ان کی کوششوں سے ایک لارڈ مسلمان ہو گیا۔ اس خبر کا شائع ہونا تھا کہ خواجہ صاحب ایک بت بن گئے۔ اور چاروں طرف سے ان کی خدمات کا اعتراف ہونے لگا۔ مگر وہ لوگ جن کو معلوم تھا کہ لارڈ ہیڈلے چالیس سال سے مسلمان ہیں۔ اس خبر پر نہایت حیران تھے کہ خواجہ صاحب صداقت کو اس حد تک کیوں چھوڑ بیٹھے ہیں۔ مگر خواجہ صاحب

کے مدنظر صرف اپنے مشن کی کامیابی تھی۔ جائز ناجائز ذرائع سے وہ اپنے مشن کو کامیاب بنانے کی فکر میں تھے ...... بعض لوگ اُن کی ان خیالی کامیابیوں کو دیکھ کر یقین کرنے لگے تھے کہ یہ الٰہی تائید بتا رہی ہے کہ خواجہ صاحب حق پر ہیں۔ حالانکہ یہ تائید الٰہی نہ تھی۔ بلکہ خواجہ صاحب کی اخلاقی موت تھی۔ اور جب تک سلسلۂ احمدیہ باقی رہے گا ...... خواجہ صاحب کی یہ خلاف بیانی اور چالاکی بھی دُنیا کو یاد رہے گی۔ اور وہ اسے دیکھ کر انگشت بدنداں ہوتے رہیں گے۔

(آئینہ صداقت ص۱۵۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

میں ۱۴۔ جولائی ۱۹۳۰ء کو یعنی مرزا غلام احمد صاحب کے پیروؤں نے جب سے انگلستان میں اپنا پروپیگنڈا شروع کیا۔ اس کے دس برس قبل ذاتی غور و فکر کے بعد خود ہی مسلمان ہوا۔ گویا میں ان کی تحریک کی وجہ سے اسلام نہیں لایا۔ بلکہ مغرب میں ان کے مشن کے قیام کے بہت پہلے سے میں نے تبلیغ اسلام شروع کر دی تھی۔ متعدد انگریز مردوں اور عورتوں کو حلقہ بگوش دین اسلام بنا چکا تھا۔ ہندوستان کے اخبارات میں مجھے یہ لکھا گیا ہے کہ میں احمدیوں کا بنایا ہوا مسلمان ہوں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

(ڈاکٹر خالد شیلڈ ریک کے ایک اعلان کا ترجمہ مطبوعہ اخبار النجم لکھنؤ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۲ء)

اسکاٹ لینڈ کے مشہور نو مسلم سر عمر ہیو برٹ اسٹوارٹ رینکن کے متعلق بعض احمدی اخبارات نے یہ خبر شائع کی تھی کہ ان کا احمدی جماعت سے تعلق ہے اور اپنے ایک پمفلٹ میں لاہوری جماعت نے سر عمر کی تصویر بھی شائع کی تھی ...... چنانچہ آپ نے اس خبر کی تردید میں ڈاکٹر خالد شیلڈ ریک کو ایک خط ہندوستان کے اخباروں میں شائع کرانے کو بھیجا ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

میرے عزیز اسلامی بھائی!

امید کہ آپ اپنے اخبار میں مجھے اس غلط بیانی کی تردید کرنے کا موقع دیں گے جو میرے

متعلق احمدی اخبارات نے تمام ہندوستان میں پھیلائی ہے مجھے حال ہی میں یہ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے بعض اخبارات نے میرے بارے میں یہ شائع کیا ہے کہ میں احمدی ہوں۔ اور اس سلسلہ میں میرے فوٹو بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے کسی احمدی اخبار کو اپنا فوٹو شائع کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اور اس خبر کی کہ میں احمدی ہوں پُرزور تردید کرتا ہوں۔ میں ہرگز احمدی نہیں ہوں۔ بلکہ میرا تعلق ایسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن سے ہے۔ جس کا میں سینئر وائس پریسیڈنٹ بھی ہوں۔

آپ کا اسلامی بھائی عمر ایچ اسٹوارٹ رنیکن

(اخبار مدینہ بجنور ۲۱ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(۱۶) ووکنگ مشن کی حقیقت

مجھے معلوم نہیں یہ غلط خیال ہندوستان میں کس طرح پھیل گیا کہ ووکنگ کی مسجد لاہوری احمدیوں کی تعمیر کردہ ہے۔ یہ مسجد سرکار بھوپال کے روپیہ سے تعمیر ہوئی تھی۔ اور مسجد کے ساتھ رہائشی مکان سر سالار جنگ (حیدر آباد) کی یادگار ہے۔ اور دونوں کی تعمیر ڈاکٹر لائٹنر کے اہتمام میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر لائٹنر ایک جرمن عالم تھے۔ جن کو اسلام سے بہت انس تھا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ وہ دل سے مسلمان تھے۔ ہندوستان میں سر رشتہ تعلیم میں کام کرتے تھے۔ پہلے انسپکٹر آف اسکولز اور پھر کچھ عرصہ کیلئے پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار رہے تھے ان کی خواہش تھی کہ ولایت میں ہندوستان کا ایک نشان بھی قائم کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک اورئینٹل انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔ ایک طرف مسجد تھی اور اسکے ساتھ ہندوؤں کیلئے ایک مندر بنوا دیا گیا ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نے مندر کا حصہ فروخت کر دیا لیکن مسجد کا حصہ سید امیر علی مرحوم کے طفیل محفوظ رہ گیا اور سید امیر علی نے ہی خواجہ کمال الدین صاحب کو مسجد میں آباد کیا۔

(فضل کریم اختر صاحب درانی بی اے لاہوری مشنری کا مضمون "مغرب میں تبلیغ اسلام" مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۴ء)

(۱۷) روزمرّہ زندگی

سنہ ۱۹۲۰ء کے آغاز میں میں یورپ گیا اور سنہ ۱۹۲۸ء کے اواخر میں ہندوستان واپس آیا تقریباً نو سال کا درمیانی عرصہ کچھ انگلستان کچھ غرب الہند کے ایک جزیرہ ٹرینیڈاڈ اور کچھ ممالک متحدہ امریکہ میں گزرا اور آخری پونے چار سال جرمنی میں بسر ہوئے۔ سفر کی غرض تبلیغ اسلام تھی اور دو سالوں کے سوا باقی ساری مدت اسی کام میں صرف ہوئی۔ میں نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور جو کچھ میرے ذاتی تجربہ میں آیا اس مضمون میں وہی کچھ بیان کروں گا۔

ووکنگ مشن کو سنہ ۱۹۲۰ء میں پہلے پہل میں نے دیکھا۔ اسی زمانہ میں اس کا انحطاط شروع ہوا۔ اور انحطاط کی ابتدائی منزلیں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ خواجہ صاحب علالت کے باعث ہندوستان میں بیٹھے تھے۔ مولوی صدرالدین صاحب ان کی جگہ کام کرنے کو گئے لیکن دس مہینہ کے بعد واپس آ گئے۔ ان کی جگہ مولوی مصطفےٰ خاں امام مسجد ووکنگ مقرر ہوئے۔ مصطفےٰ خان نے مشن کو ایسے عمیق گڑھے میں پھینکا جس سے وہ آج تک نکل نہیں سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کو نکالنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی۔

مولوی مصطفیٰ خان کا طریق کار میں نے بہت اچھی طرح دیکھا کیونکہ میں خود بھی مسجد ہی میں رہتا تھا۔ مصطفےٰ خان تبلیغ کے کام کے لئے نہایت غیر موزوں اور احساس فرض سے قطعاً بیگانہ شخص تھے۔ انگریزی آداب سے ناواقف تھے۔ اور سیکھنے کے لئے کبھی کوشش بھی نہ کی۔ انگریزی میں گفتگو کرتے تھے تو ایسا نظر آتا تھا کہ دماغ میں پہلے اردو فقرہ بناتے ہیں پھر اسی کا ترجمہ کرتے ہیں۔ پھر اس ترجمہ کو ایسی بلند آواز کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ جیسے اسکول کا

طالب علم اُستاد کے کہنے پر ترجمہ کا فقرہ پڑھا کرتا ہے۔ لیاقت کا تو یہ حال تھا لیکن اپنے آپ پر گھمنڈ اتنا تھا کہ لیکچر یا خطبہ کے لئے کبھی تیاری نہیں کرتے تھے۔ نتیجہ نہایت نامعقول بکواس ہوتی تھی۔ جس پر نوجوان جدید ہمیشہ قہقہے لگایا کرتے تھے۔

مولوی مصطفیٰ خاں صاحب بہت اولوالعزم انسان واقع ہوئے ہیں۔ صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر آپ روزانہ ڈاک کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اس سے فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر کرسی پر بیٹھے بیٹھے سو گئے۔ دوپہر کا کھانا کھایا اور چار بجے تک پھر سوئے۔ کبھی کبھی ٹینس کھیلنے کو جی چاہتا تو آرام کرسی پر لیٹ جاتے۔ ریکٹ ہاتھ میں لیتے اور فرماتے کہ گیند آہستہ آہستہ میری طرف پھینکو۔ اگر گیند اتفاقاً زور سے آتا اور دُور نکل جاتا تو بے حد رنجیدہ ہوتے اور کھیلنا بند کر دیتے۔ جب ولایت تشریف لے گئے ہیں تو بہت دُبلے پتلے تھے۔ واپس آئے تو اتنے موٹے ہو کر آئے کہ جھکنا مشکل تھا۔ قیام کے آخری دنوں میں بوٹ کے تسمے باندھنے کے لئے ایک نوکر رکھنا پڑا تھا۔ مصطفیٰ خاں صاحب کو اچھے اچھے کھانے کھانے کا بہت شوق تھا۔ اور اُن کی بدولت ہم نے بھی کباب اور مرغ پلاؤ خوب ہی اُڑائے۔ ہمارے لئے ہر روز عید تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ووکنگ مشن میں سوائے کھانے پینے اور کھیلنے کُودنے کے کام ہی کچھ نہ تھا۔ بڑے اہم افکار تھے حساب کے۔ دو پونڈ نفر یج پر خرچ کر گئے ہیں۔ ان کو کس مد میں ڈالیں چلو ڈال دو ڈاک خرچ میں۔ بارہ پونڈ کا سُوٹ بنوا لیا ہے اس کو کس مد میں ڈالیں چلو ڈال دو خاطر تواضع میں۔ یہ مباحث روزمرہ کے معمول تھے۔

ٹرینیڈاڈ کا ایک مسلمان سوداگر سیر کے لئے انگلستان گیا اور ووکنگ مسجد میں قیام کیا۔ کوئی دو ہفتہ وہاں ٹھہرے ہوں گے۔ واپسی پر میں نے ان سے حالات پوچھے کہنے لگے ووکنگ مشن بے حد دولت مند معلوم ہوتا ہے۔ کھانا بے حد ضائع ہوتا ہے۔ جو کھانا میرے کنبے کے لئے (بہت دولت مند تاجر تھے اور کنبہ بڑا تھا) دو وقت کے لئے کافی ہو۔ وہ ایک وقت زائد بچتا ہے۔ اور پھینک دیا جاتا ہے۔ مصطفیٰ خاں ہفتہ میں صرف ایک دفعہ

پندرہ منٹ کے لئے منہ کھولتا ہے (یہ ان کے الفاظ ہیں۔ مراد تھی کہ تقریر کرتا ہے) اور ایسا اناپ شناپ بکتا ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ سوداگر اور ان کا بھانجہ دونوں اکٹھے گئے تھے تبلیغ اسلام کا بہت جوش رکھتے تھے۔ واپس آئے تو بہت بددل ہوئے اور بھانجہ تو سرے سے تبلیغی مشنوں کا ہی مخالف ہوگیا۔ یہ تھا مصطفےٰ خاں کی مثال کا نتیجہ۔

مسجد کے علاوہ لندن شہر میں بھی ایک مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ جو عموماً خالی رہتا تھا اور صرف اتوار اور جمعہ کے دن کام میں آتا تھا۔ نماز جمعہ یہیں ہوتی تھی۔ نماز جمعہ کا وقت عموماً ایک بجے ہوتا ہے۔ بہت دیر ہوئی تو دو بج گئے۔ یورپ میں لوگ بے حد معروف رہتے ہیں۔ شہر بہت بڑا ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے پہنچنا بڑی قربانی چاہتا ہے۔ چند انگریز نومسلم پھر بھی پہنچ ہی جاتے تھے۔ اور اپنے ساتھ ایک آدھ دوست کو بھی لے آتے تھے تاکہ اس کو تعلیمات اسلام سننے کا موقع ملے۔ لیکن مصطفےٰ خاں صاحب کو سب سے زیادہ اپنے پیٹ کی فکر ہوتی تھی۔ ووکنگ میں اچھا باورچی تھا۔ اگر نماز جمعہ کے لئے بروقت پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو کھانا رہ جاتا ہے۔ اگر کھانے کے لئے ٹھہرتے ہیں تو نماز کو دیر ہو جاتی ہے۔ ابتداء میں یہ دستور تھا کہ امام ہلکا سا کھانا کھا کر نماز جمعہ کے لئے لندن چلا آیا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر کسی ہوٹل میں کھانا کھا لیا۔ یا وہیں مکان میں بنوا لیا۔ لیکن مصطفےٰ خاں کو اپنے اچھے باورچی کے پکائے ہوئے کھانے چھوڑنا بہت دشوار تھا۔ اس لئے آخر کار یہی فیصلہ ہوا کہ نماز رہتی ہے تو رہ جائے لیکن کھانا نہ رہے۔ چنانچہ آپ نماز جمعہ کے لئے تین بجے کرنے لگے۔ لوگ ایک بجے سے انتظار میں بیٹھے ہوتے تھے۔ آپ تین بجے پہنچتے تھے۔ پانچ چھ منٹ کا خطبہ دیا۔ جلد جلد نماز ادا کی اور چل دیئے۔ بعض اوقات فرما دیتے تھے۔ آج میری فلاں دوست مسز...... نے دعوت کی ہے۔ اس لئے میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا۔ اور خطبہ مختصر کروں گا۔ غرض مسز...... کی ضیافت پر تبلیغ اسلام کے مقاصد اکثر قربان ہو جاتے تھے۔ انگریز جیسی ذہن شناس قوم پر ان باتوں کا جو اثر ہوگا۔ قارئین اسکا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

نو مسلم ایک ایک کرکے جماعت سے علیحدہ ہوگئے۔ مصطفیٰ خان مے قطعاً پروا نہیں کی حقیقت یہ ہے کہ مصطفیٰ خان نے ووکنگ مشن کو بنیادوں سے ایسا ہلایا کہ پھر وہ اپنی پہلی حالت پر نہیں آسکا۔ قوم کا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا اور اس کے صلہ میں قوم کا کام تباہ کر دیا۔

میرے متعلق یہ حکم تھا کہ خواجہ صاحب کی واپسی تک میں ووکنگ میں ٹھہروں۔ لیکن ووکنگ میں کوئی کام کرنے کو نہیں تھا۔ قطعاً بیکاری تھی۔ صبح سے شام تک کھانے پینے اور کھیلنے اور کودنے کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا۔ اخراجات کی فراوانی اور اس کے عوض قطعاً بیکاری۔ یہ حالت دیکھ کر مجھے تو اپنے آپ سے شرم آنے لگی۔ چنانچہ میں نے انجمن کو لکھا کہ یہاں کرنے کو کوئی کام نہیں۔ بہتر ہے مجھے اجازت دی جائے میں ٹرینیڈاڈ چلا جاؤں۔ ادھر سے جواب بذریعہ تار آگیا اور میں ٹرینیڈاڈ روانہ ہوگیا۔

دو سال کے بعد یعنی ۱۹۲۲ء میں پھر مجھے لندن آنا پڑا۔ اور ووکنگ مشن کے حالات بچشم خود دیکھے۔ اس وقت خواجہ صاحب برسر کار تھے۔ ماتحت عملہ بہت بڑا تھا۔ متعدد مبلغ بڑی بڑی تنخواہوں پر مقرر تھے۔ لیکن سب کے سب بیکار ہی تھے۔ کام کرنے کو کچھ نہیں تھا۔ جو کچھ کام تھا وہ ایک دو آدمی بوجہ احسن انجام دے سکتے تھے۔ بظاہر اتنا بڑا عملہ محض دکھاوے کی غرض سے تھا۔ تاکہ چندے دینے والوں کو جو ہزاروں کوس کے فاصلے پر بیٹھے ہیں ان کے فوٹو دیکھ کر نظر آجائے کہ کام کس قدر زیادہ ہے۔ مشن کس قدر مصروف کار رہتا ہے۔ اور اس کے اخراجات کے لئے کس قدر روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ پرانی محفل جو ایک دفعہ بکھر چکی تھی دوبارہ مجتمع نہ ہوسکی۔ اور میرا خیال ہے کہ اس کو دوبارہ جمع کرنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔

اس کے چھ سال بعد یعنی ۱۹۲۸ء میں میں پھر لندن گیا۔ لندن مسلم ہوس کے قریب ہی میں نے اقامت اختیار کی تھی۔ اس لئے میں ایک اتوار کے دن وہاں بھی جا نکلا۔ تاکہ دیکھوں کہ اب مشن کی کیا حالت ہے۔ ووکنگ مشن ۱۹۲۵ء سے مسٹر عبدالمجید کے چارج

ہیں ہے - اور وہ اب بھی مسجد کے امام ہیں - میں پہنچا تو مسٹر عبدالمجید کا لیکچر جاری تھا - پہلے تو اُن کی صورت دیکھ کر تعجب ہوا - مجھ سے کوئی تین چار برس چھوٹے ہیں - لڑکپن میں بہت حسین معلوم ہوتے تھے - اور ماشاءاللہ بدن بہت اچھا تھا - اب جو دیکھا تو ایک معمر بزرگ نظر آئے - ایسے نحیف کہ نقاہت کے باعث جھکے جاتے تھے - میں حیران تھا کہ انگلستان کی آب ہوا میں جہاں سوکھے بھی ہرے ہو جاتے ہیں - ان کو کیا بنی - آپ مجرد ہیں - اس وقت ان کی عمر چالیس برس کے قریب پہنچ رہی ہوگی لیکن شادی ابھی تک نہیں کی -

میں بھی ان کا لیکچر سننے بیٹھ گیا - حاضرین کا شمار کیا - حضرت واعظ اور میرے سمیت سولہ آدمی تھے - دو انگریز مرد اور دو انگریز عورتیں تھیں - باقی سب ہمارے ہندوستانی یا ہندوستان سے گئے ہوئے جنوبی افریقہ کے رہنے والے تھے - انگریز نہایت رذیل طبقہ کے تھے - ان میں سے ایک ان کا نوکر تھا - عورتیں کمترین طبقہ کی معلوم ہوتی تھیں - بہت بوڑھی تھیں - اور لیکچر کے دوران میں بڑے آرام سے سو رہی تھیں - چوتھا انگریز اپنے ایک ہندوستانی دوست کے ساتھ اخبار بینی میں مصروف تھا - امام صاحب ہیچ ہیچ بولنے والے آدمی ہیں - ایک ایک منٹ کے بعد ایک ایک لفظ ان کے مُنہ سے نکلتا تھا - اور آواز ایسی تھی گویا کسی عمیق لحد سے آرہی ہے -

(فضل کریم خاں صاحب درانی - بی اے - کا مضمون مغرب میں تبلیغ اسلام مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۴ء)

عجب اتفاق کہ حال میں لندن سے ایک خط مورخہ ۵ - جولائی ۱۹۳۴ء وصول ہوا - ایک تعلیم یافتہ معزز ترک نے یہ خط بھیجا ہے - اس میں منجملہ دیگر حالات کے ووکنگ کی مسجد کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اصل خط انگریزی میں لکھا ہے - متعلقہ حصہ کا ترجمہ ذیل میں درج ہے - تازہ ترین مشاہدہ ملاحظہ ہو:-

ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ گذشتہ جمعہ کو میں ووکنگ گیا تھا - جہاں مسجد واقع ہے -

لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ مجھے بڑی مایوسی ہوئی - امام صاحب کے رہنے کا جو مکان ہے وہ تو خاصا وسیع ہے - اس میں باغیچہ بھی لگا ہوا ہے - لیکن خود مسجد میں بمشکل پچاس نمازیوں کی گنجائش نظر آتی ہے - شاہراہ سے جو چھوٹی سڑک مسجد کو گئی ہے اس کی حالت بھی خراب ہے - شکستہ گرد آباد - بے داشت - کیسے افسوس کی بات ہے - اس سے نہ صرف ہندوستانی بلکہ تمام مسلمانوں کے نام کو بٹہ لگتا ہے - اس سے بڑھ کر یہ شاق گذرا - کہ مسجد خالی سون سان پڑی تھی - نہ امام نہ مؤذن - نہ کوئی مصلی - حالانکہ نماز کا وقت آچکا تھا اور احتیاطاً میں ذرا پہلے پہنچ گیا تھا - کہ کہیں نماز ہاتھ سے نہ جائے - جب مسجد میں کوئی نظر نہیں آیا تو میں امام صاحب کے مکان پر پہنچا جو بالکل قریب واقع ہے - وہاں لوگ تو ضرور موجود تھے کیونکہ اس وقت ریڈیو پر گانا چل رہا تھا - لیکن دروازہ پر کچھ انتظار کیا تو اندر سے ایک نوعمر طالب علم آیا اور تعجب یہ کہ پان چبا رہا تھا - میں نے کہا - السلام علیکم لیکن وہ حیران ہو کر منہ تکنے لگا - اسلامی اخلاق کے مطابق اتنا بھی نہ کہا کہ آئیے تشریف لائیے - بلکہ وہیں کھڑے کھڑے جواب دے کر مجھے رخصت کر دیا - اور دروازہ بند کر کے چلا گیا - اس نے کہا کہ امام صاحب لندن گئے ہیں وہیں نماز پڑھاتے ہیں - یہ مسجد لندن سے دور بہت ہے - لوگوں کو آنے میں دقت ہوتی ہے - میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ صورت ہے تو پھر یہاں مسجد بنانے سے کیا فائدہ - دوسری غیر اسلامی بات جو نظر آئی وہ یہ کہ مسجد میں کرسیاں جمی ہوئی تھیں - اور ایک کتاب پڑی ہوئی تھی کہ جو کوئی آئے اس میں اپنا نام لکھ جائے - مسجد میں کرسیاں خیال تو کیجئے - اگر یہ صورت ترکی میں کسی مسجد میں نظر آتی تو تمام دنیا کے مسلمان کیا کچھ نہ کہتے - پھر یہ دیکھ کر بھی تعجب ہوا کہ وضو کے واسطے پانی کا کوئی انتظام نہیں حتیٰ کہ مسجد کے صحن میں جو مختصر حوض ہے وہ بھی خشک پڑا تھا - بلکہ اس کی حالت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں بہت کم پانی رہتا ہے -

جمعہ کا دن اور نماز ندارد - مسجد دیکھو تو گرد آلودہ - ویران - اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی

کیا بدنمائی ہوگی۔ کتاب کھول کر دیکھی تو کثرت سے یورپین لوگوں کے دستخط تھے۔ جو سیر و سیاحت کی غرض سے پھرتے رہتے ہیں۔ جب یہ حال ہو کہ جمعہ کو بھی کوئی وہاں نہ آئے تو پھر کیا حاصل۔ اور وہاں اسلام کی کیا تبلیغ ہو سکتی ہے۔

(ترجمہ انگریزی خط جو لندن سے وصول ہوا)

اوپر جو کچھ حالات بطور نمونہ درج ہوئے وہ ووکنگ مشن کی روزمرہ زندگی کا نقشہ ہیں۔ ورنہ خاص خاص تقاریب کے موقع پر جب نامی گرامی مسلمان تشریف لاتے ہیں۔ ایسا شاندار انتظام ہوتا ہے کہ صرف جلسوں کے فوٹو دیکھ کر اور اخبارات میں رپورٹ پڑھ کر مسلمان خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ کہ کیا کام ہو رہا ہے۔ کیا نام ہو رہا ہے۔ چندہ کی جو اپیلیں شائع ہوتی ہیں ان میں بھی بہت دلفریب سبز باغ نظر آتے ہیں۔ لیکن بالآخر اصلی حالات بھی کھل جاتے ہیں۔ گو متعلقین بہت جھنجھلاتے ہیں مخبروں کو جھٹلاتے ہیں۔ للمؤلف۔

فصل سیزدہم

خاتمہ

(۱) ابتدا و انتہا

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی علمی اور مذہبی زندگی باقاعدہ طور پر ۱۸۸۰ء میں شروع ہوئی جب کہ مرزا صاحب نے اپنی سب سے پہلی مشہور تصنیف "براہین احمدیہ" لکھنی شروع کی۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے ستائیس سال کے دوران میں بہت کچھ لکھا جس کا ضروری خلاصہ اس کتاب میں مناسب ترتیب سے پیش کیا گیا لیکن مرزا صاحب کی آخری تصنیف میں بھی براہین احمدیہ حصہ پنجم رہی جو مرزا صاحب کی وفات کے چار ماہ بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔

براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے مسلسل ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء شائع ہو گئے اور پانچواں حصہ تیئیس سال بعد ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ پہلے اور چوتھے اور پانچویں حصہ میں مرزا صاحب نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے ان سے مرزا صاحب کے نفسیاتی ارتقاء کا دلچسپ نقشہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصہ اول کی ابتدا میں التماس ضروری کے تحت مرزا صاحب کی تحریک ملاحظہ ہو:۔

اب میں اس جگہ بخدمت عالی دیگر امراء و اکابر کے بھی کہ جن کو اب تک اس کتاب سے

کچھ اطلاع نہیں۔ اس قدر گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اگر اشاعت اس کتاب کی غرض سے کچھ مدد فرما دیں گے تو ان کی ادنیٰ توجہ سے پھیلنا اور شائع ہونا اس کتاب کا جو دلی مقصد اور قلبی تمنا ہے نہایت آسانی سے ظہور میں آ جائے گا۔"

"اے بزرگان و چراغانِ اسلام آپ سب صاحب خوب جانتے ہوں گے کہ آج کل اشاعت دلائل حقیقت اسلام کی نہایت ضرورت ہے۔ ..... جس قدر ان دنوں لوگوں کے عقائد میں برہمی و درہمی ہو رہی ہے اور خیالات اکثر طبائع کے حالت خرابی اور ابتری میں پڑے ہوئے ہیں کسی پر پوشیدہ نہ ہوگا۔"

"کیا کیا رائیں ہیں جو نکل رہی ہیں۔ کیا کیا ہوائیں ہیں جو چل رہی ہیں۔ کیا کیا بخارات ہیں جو اٹھ رہے ہیں۔ .... اور جو جو فساد طبائع میں واقع ہو رہے ہیں اور جس طرح پر لوگ بباعث اغوا اور اضلال اور وسوسہ اندازوں کے بگڑے جاتے ہیں آپ پر پوشیدہ نہ ہوگا۔ .... پس ایسے وقت میں دلائل حقیقت اسلام کی اشاعت میں بدل مشغول رہنا حقیقت میں اپنی ہی اولاد اور اپنی ہی نسل پر رحم کرنا ہے۔"

براہین احمدیہ حصہ اول میں مرزا صاحب کے جو خیالات تھے وہ اوپر درج ہوئے گویا مقصد فتنہ کا انسداد تھا۔ یہ کیا معلوم تھا کہ تازہ فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ چنانچہ حصہ چہارم کے ختم تک خیالات نے جو پلٹا کھایا اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ عاقل را اشارہ کافی است۔

"بعض صاحبوں نے اس کتاب کو محض خرید و فروخت کا ایک معاملہ سمجھا ہے اور بعض کے سینوں کو خدا نے کھول دیا اور صدق اور ارادت کو ان کے دلوں میں قائم کر دیا ہے لیکن موخرالذکر ہنوز وہی لوگ ہیں کہ جو استطاعت مالی بہت کم رکھتے ہیں۔ اور سنۃ اللہ اپنے پاک نبیوں سے بھی یہی رہی ہے کہ اول اول ضعفاء و مساکین ہی رجوع کرتے رہے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم آخری اشتہار بعنوان "ہم اور ہماری کتاب")

حصہ پنجم میں منشاء کھل گیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

"بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ جو براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ پنجم کے چھاپنے میں تئیس برس تک التواء رہا یہ التواء بے معنی اور فضول نہ تھا بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ تا اس وقت تک حصہ پنجم دنیا میں شائع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیش گوئیاں ہیں کیونکہ براہین احمدیہ کے پہلے حصے عظیم الشان پیش گوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور پنجم حصہ کا عظیم الشان مقصد یہی تھا کہ وہ موعودہ پیش گوئیاں ظہور میں آجائیں"۔

"براہین احمدیہ کے ہر چار حصے جو شائع ہو چکے تھے وہ ایسے امور پر مشتمل تھے کہ جب تک وہ امور ظہور میں نہ آجاتے تب تک براہین احمدیہ کے ہر چار حصے کے دلائل مخفی اور مستور رہتے۔ اور ضرور تھا کہ براہین احمدیہ کا لکھنا اس وقت تک ملتوی رہے جب تک کہ امتداد زمانہ سے وہ سربستہ امور کھل جائیں اور جو دلائل ان حصوں میں درج ہیں وہ ظاہر ہو جائیں کیونکہ براہین احمدیہ کے ہر چار حصوں میں جو خدا کا کلام یعنی اس کا الہام جابجا مذکور ہے جو اس عاجز پر ہوا وہ اس بات کا محتاج تھا کہ اس کی تشریح کی جائے اور نیز اس بات کا محتاج تھا کہ جو پیش گوئیاں اس میں درج ہیں ان کی سچائی لوگوں پر ظاہر ہو جائے پس اس لئے خدائے علیم و حکیم نے اس وقت تک براہین احمدیہ کا چھپنا ملتوی رکھا کہ جب تک وہ تمام پیش گوئیاں ظہور میں آگئیں"۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بھید شروع میں کسی پر نہ کھلا اور یہ رمز کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اور اسی دھوکہ میں ابتداءً لوگ مؤید اور معتقد ہو گئے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"اور یہ الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جبکہ علماء مخالف ہو گئے تھے تو وہ لوگ ہزار ہا اعتراض کرتے لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعوی مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہیں الہامات سے پڑی ہے اور انہیں میں میرا نام خدا نے عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود

کے حق میں آئیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کریں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کرلیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔"

(اربعین نمبر۲۔ صفحہ ۲۱۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب کی کتابوں کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے ایسے ابہام سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے اور بہت سے نیک خیال لوگ اسی طرح پیچ میں پھنس گئے اور بعد کو پیچ سے نکل کر تائب ہوئے۔ اکثر دیندار مویدین کو یہی صورت پیش آئی۔ لیکن قدم جم جانے کے بعد مرزا صاحب نے صاف ظاہر فرمادیا کہ:۔

"بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کرسکے۔ اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کرسکیں کہ بعد زمانہ نبوت۔ وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہے اور قیامت تک باقی ہے بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعوے پر تکفیر کا انعام ملے گا۔" ص۵۴

میری دعوت کے مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔ ص۵۵

(براہین احمدیہ حصہ پنجم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

غرض کہ ابتداء میں خود مرزا صاحب کو اندیشہ تھا کہ ان کا دعویٰ چل نہ سکے گا۔ اسی خوف سے کچھ عرصے استتار و ابہام سے کام لیا۔ لیکن بتدریج جب کام چل نکلا تو زبان اور قلم بھی چل نکلے۔ اور چلے تو خوب چلے۔ حد کردی۔ کتابیں شاہد ہیں۔

(۲) قادیان میں آخری وحی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۶ر اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے اسی روز بوقت ۴ بجے صبح آپ پر یہ وحی ہوئی "مباش ایمن از بازی روزگار"

اس کے بعد قادیان میں کوئی موقع نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہو۔ اس لئے یہ قادیان میں آخری وحی تھی۔"

(شیخ محمود احمد صاحب عرفانی اخبار الحکم قادیان ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء)

بیشک زمانہ ایسے کھیل اور شعبدے دکھاتا ہے اگر کوئی بزعم خود اپنے آپ کو ان کی دسترس سے بالا سمجھ لے تو ان میں مبتلا ہو کر خراب کر لیتا ہے۔ اس لئے بے خوف نہ ہونا چاہیے بہت ہی محتاط اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ للمؤلف۔

(۳) تین پانچ

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی علمی اور مذہبی زندگی کے تین نمایاں دور نظر آتے ہیں۔ پہلا دور وہ امت محمدی کے مبلغ کی حیثیت سے ۱۸۸۰ء میں شروع کرتے ہیں۔ جب کہ براہین احمدیہ کے سلسلہ میں وہ اپنی دینی خدمت گذاری کا اعلان کرتے ہیں لیکن خیالات میں ترقی کرتے کرتے دس سال کے بعد ۱۸۹۱ء میں وہ مسیح موعود ہونے کا باضابطہ اعلان کرتے ہیں اور یہاں سے دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح مزید ترقی کرتے کرتے دس سال بعد ۱۹۰۱ء میں وہ باقاعدہ نبی کے مرتبہ کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہاں سے تیسرا دور شروع ہوتا ہے جو آٹھ سال میں ترقی کرتے کرتے نبوت کے انتہائی مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ قادیانی صاحبان بالعموم صرف آخری دو دور پر زور دیتے ہیں۔ لیکن فی الجملہ پہلا دور بھی بنظر تکمیل قابل شمار ہے پہلے دور کے اختتام اور دوسرے کے آغاز کا مرزا صاحب خود یوں اعلان فرماتے ہیں۔

"پھر میں تقریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا جب بارہ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے

تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے"۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص؁ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تیسرا دور جس میں مرزا صاحب بخیر و خوبی نبی بنجاتے ہیں۔ اس کی تصریح مرزا صاحب کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان یوں فرماتے ہیں:۔

"غرض کہ مذکورہ بالا حوالہ سے صاف ثابت ہے کہ تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو کہ اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے۔ اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے۔ تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت۔ لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرہ دو اور تین سے ثابت ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں۔ بلکہ نبی ہیں۔ ہاں ایسے نبی جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبوت ملی۔ پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا"۔

(القول الفصل ص؁ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

بعد کو پتہ چلا کہ ۱۹۰۱ء ہی میں مرزا صاحب کی نبوت کا دور شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ پھر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان تصحیح فرماتے ہیں:۔

"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔۔۔۔

پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء کے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"۔

(حقیقت النبوت ص؁ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

حاصل کلام یہ کہ مرزا صاحب کی مذہبی زندگی کے تین مستقل دور ہیں۔ پہلے دور میں وہ اسلام دیندار مسلمان۔ دوسرے میں مہدی معہود اور مسیح موعود۔ اور تیسرے میں

کہلائے نبی اور رسول اللہ۔ تاہم مرزا صاحب کی تحریرات میں دور کی پوری پابندی نہیں رہتی۔ بلکہ ایک دور میں دوسرے دور کی باتیں بھی قلم سے نکل جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ کہیں کہیں دور سوم میں دور اول کی باتیں نظر آتی ہیں۔ غرض کہ مرزا صاحب کے اقوال میں ترتیب زمانی کا کوئی کامل لزوم نہیں ہے۔ اور ہونا دشوار بھی تھا۔ مختلف مواقع پیش آتے تھے اور بات موقع کے مطابق لکھی جاتی تھی۔ تاہم اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر دور کی تحریرات کا عام رجحان وہی ہے جو اس دور کے مناسب ہے اس لئے جیسا کہ قادیانی صاحبان بالخصوص لاہوری جماعت کا دستور ہے۔ دو چار اختلافی حوالے پیش کرنے سے کسی دور کے عام رجحان اور مجموعی لٹریچر کا بطلان نہیں ہو سکتا۔

واضح ہو کہ پہلے دور سے دوسرے دور تک مرزا صاحب کو صرف چار منازل پیش آئے۔ یعنی اول حضرت مسیح سے ایک فطری مناسبت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد مرزا صاحب مثیل مسیح بنے۔ پھر مریم بنے پھر ابن مریم بن کر مسیح موعود ہو گئے۔ لیکن تیسرے دور تک پہنچنے میں بہت مراحل طے کرنے پڑے۔ یعنی ولایت۔ مجددیت۔ محدثیت۔ لغوی نبوت۔ اعزازی نبوت۔ اصطلاحی نبوت۔ جزوی نبوت۔ ظلی نبوت۔ بروزی نبوت۔ امتی نبوت۔ بالآخر خالص نبوت کہ اس کی وحی قرآن کریم کے مساوی اور ہم پلہ قرار پائے۔ پھر مکمل نبوت کہ اس کے بغیر نبوت محمدی ناقص رہ جائے اور لازمی نبوت کہ انکار کرنے سے ہر مسلمان کافر بن جائے۔ بلکہ تمام ناواقف اور بے خبر مسلمان بھی اس کی برکت سے خود بخود کافر ہو جائیں۔ ختم نبوت کی کیسی انوکھی تفسیر اور ارتقاء نبوت کی کیسی صاف تصویر ہے۔

تیسرے مقام پر فضائل کا یہ حال ہے۔ اولیاء تو کجا انبیاء بھی نظر میں نہیں آتے ہیں اور خاص کر عیسیٰ علیہ السلام جو مد مقابل واقع ہوئے ہیں۔ بے حقیقت قرار پاتے ہیں۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرزا صاحب اول جزوی فضیلت پاتے ہیں۔ پھر بذات خود قرآنی بشارت اسمہ احمد کے حقیقی مصداق بن جاتے ہیں اور اکثر عظیم الشان قرآنی مبشرات کو خاص اپنے سے منسوب بتاتے ہیں۔ غرض عجب فضیلت جتاتے ہیں بے لگام گھوڑا دوڑاتے ہیں۔

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو اپنی زندگی کے تینوں دور میں فی الجملہ پانچ جماعتوں سے سابقہ پڑا۔ پہلی جماعت وہ جو شروع سے تاڑ گئی اور مخالف رہی۔ دوسری وہ جو شروع میں معتقد رہی لیکن مسیح موعود کے دعوی پر بھڑک گئی اور منحرف ہو گئی۔ تیسری وہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تو قبول کر لیا لیکن نبوت کے دعوی کو ٹال دیا۔ چوتھی وہ جس نے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو بھی بخوشی تسلیم کر لیا۔ بلکہ زور شور سے اس کی اشاعت کی۔

پانچویں جماعت وہ جس نے مرزا صاحب کے دعوی نبوت کو مان کر خود بھی فائدہ اٹھایا اور ان کی ماتحتی میں اپنی نبوت کا دعوی کیا۔ گویا مرزا صاحب کا مسلک و مذہب حد کو پہنچا دیا۔

واضح ہو کہ تیسری اور چوتھی جماعت جو بالعموم قادیانی اور لاہوری کہلاتی ہیں اور یہی دو جماعتیں فی الحقیقۃ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دو ہاتھ ہیں۔ ان کا مفصل کارنامہ گیارھویں اور بارھویں فصلوں میں درج ہو چکا ہے۔ ذیل میں بنظر تکمیل پانچوں جماعتوں کی مختصر کیفیت پیش کرتے ہیں کہ ہر ایک کو مرزا صاحب کے ساتھ کیا صورت پیش آئی۔ ہر عنوان کے تحت متعلقہ جماعت کا حوالہ درج ہے۔

(۴) مرزا صاحب کا آخری فیصلہ
(جماعت اول)

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے

آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب و دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ..... اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں...... اگر میں ایسا ہی کذاب و مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب و مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک..... اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ مگر اے میرے کامل

اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ کو لگاتا ہے حق پر نہیں تو میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے...... تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص (مرزا صاحب) درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔

میں دیکھتا ہوں مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے آمین ثم آمین۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۲۰)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شایع ہوا کہ:۔

"ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے"۔

خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو ماشاء اللہ ابھی ۱۹۳۲ء تک کبرسنی میں بھی قادیانیت کی تردید میں زندہ کرامات بنے ہوئے ہیں۔ اور جناب مرزا صاحب اس اشتہار کے ایک ہی سال بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو قے دستوں میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے۔ اچھے اچھے واقف کار دم بخود رہ گئے کہ خود مرزا صاحب کی دعا پر حق نے عجب فیصلہ کیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (ع ۴۲/۲۸)

(۵) مرزا صاحب سے انحراف

(جماعت دوم)

مجھے یاد آیا کہ پٹیالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے ان کو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا۔

(کشتی نوح ص ۴ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں (حکیم مولوی مالک نظر احسن بہاری) حلفاً شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں زمانہ دراز تک مرزا صاحب کے قریب کا نیک نیتی سے دل دادہ رہا ہوں۔ اور میں ان کا قدیم مزاج شناس ہوں۔ مرزا صاحب کے تمام رازِ باطنی کا میں محرم راز ہوں اور قادیان کی خوب ہوا کھائے ہوئے ہوں۔ ذرا ذرا حال حضرت جی کا میرے سینہ بے کینہ میں بھرا ہے الغرض جب مرزا (صاحب) نے حد سے گزر کر نبوت کے دروازے کو کھٹکھٹانا شروع کیا تو سب سے پہلے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہور، ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ، حکیم مولوی مظہر حسین صاحب لودھیانہ، سید عباس علی صاحب رئیس، صوبہ دار میجر سید امیر شاہ صاحب وغیرہم سیکڑوں اہل علم اور واقف کار صحبت یافتہ

اشخاص نے اور اس کے بعد اس راقم نے بھی مرزا (صاحب) کے دام تزویر سے علٰحدہ ہو کر مرزا صاحب کو ملحد و مرتد اسلام سمجھ کر ان کے مذہب جدیدہ پر لعنت بھیج کر الحمد للہ علیٰ احسانہٖ ان کے فریب سے نجات پائی۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ مرزا (صاحب) کی ابتدائی حالت ناداری میں ہزاروں ہزار ما ہوار حضرت جی کے صرف کے لئے خرچ کرتے رہے مگر جب مرزا جی بھکنے لگے تو پہلے سب لوگوں نے مل کر خوب سمجھایا۔ مگر دکانداری چل نکلی تھی حکیم نور الدین اور چند جاہل حاشیہ نشینوں نے اپنی دلالی کی رقموں میں سد باب خیال کر کے مرزا (صاحب) کو سبز باغ دکھایا کہ حضرت جی اس وقت پچیس تیس ہزار کے منی آرڈر براہین اور سراج المنیر کے آچکے ہیں اگر یہ لوگ آپ سے منحرف ہو گئے۔ تو بلا سے۔ میں دل وجان سے اس کو ایسے ہی چلاتا رہوں گا۔ بس ڈٹے رہئے۔ بقول شیخ سعدی ؎

"بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند"

(دجال کا سربستہ راز ص۶)

(۶) اُلٹی منطق (ج)

اب یہ صاف امر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور مسیح موعود کے نام سے دنیا میں بھیجا ہے۔ جو شخص میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا کی مخالفت کرتے ہیں کیوں کہ جب تک میں نے دعویٰ نہیں کیا تھا۔ بہت سے ان میں سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے دُھلے کر وضو کرانے کو ثواب اور فخر جانتے تھے اور بہت سے ایسے بھی تھے جو میری بیعت میں آنے کے لئے زور دیتے تھے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کے نام اور اسلام سے سلسلہ شروع ہوا تو وہی مخالفت کے لئے اٹھے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی ذاتی عداوت میرے ساتھ نہ تھی بلکہ عداوت ان کو خدا تعالیٰ

ہی سے بھی، اگر خدا تعالے کے ساتھ ان کو سچا تعلق تھا۔ تو ان کی دینداری، اتقا اور خدا ترسی کا تقاضا یہ ہونا چاہئے تھا کہ سب سے اول وہ میرے اس اعلان پر لبیک کہتے اور سجدات شکر کرتے ہوئے میرے ساتھ مصافحہ کرتے۔ مگر نہیں۔ وہ اپنے ہتھیار لے کر نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے مخالفت کو یہاں تک پہنچایا کہ مجھے کافر کہا اور بے دین کہا اور دجال کہا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اول ص۵۵ احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام لاہور)

(۷) منحرف سے مقابلہ (م)

(جماعت دوم)

اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ "المسیح الدجال" میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا..... غرض ہم نے اُس کے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا جس کے بیان کی حاجت نہیں

میاں عبدالحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لکچر کے ساتھ پیش گوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص (مرزا صاحب) تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔ میں نے اس کی ان پیش گوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۴ اگست سنہ ۱۹۰۶ء ہے پھر اس کا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نورالدین صاحب کے نام آیا اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

کو خدا تعالیٰ نے اس شخص (مرزا صاحب) کے ہلاک ہونے کی خبر دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا۔

جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں (مرزا صاحب) بھی اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کی) نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کر دوں۔ اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیوں کہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افترا کر رہا ہوں اور اس کے عظمت و جلال سے بے خوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بددیانتی اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں۔

اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خاں نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں۔ مجھے کون جانتا ہے مگر وہی۔ اس لئے میں اس وقت دو نو پیش گوئیاں یعنی میاں عبدالحکیم خاں کی میری نسبت پیش گوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں۔

(الف) میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی پیشگوئی

مرزا کے خلاف ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔

(ب) اس کے مقابل پر وہ پیش گوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے

میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے (یعنی مرزا صاحب کو) معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ رب فرق بین صادق وکاذب انت تری کل مصلح وصادق یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار بعنوان خدا سچے کا حامی ہو مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۰)

(م) اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا یعنی دشمن (ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب) جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے"۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۳۱)

آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا......... مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا

(چشمہ معرفت ص ۳۲۱ ۔۔۔ ص ۳۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی کے مطابق میعاد مقررہ کے اندر ہی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو دستوں میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے اور ماشاء اللہ ڈاکٹر صاحب بعد کو بہت دن زندہ اور خوش و خرم رہے۔ (للمؤلف)

(۸) مسیحیت کا اقرار۔ نبوت کا انکار

(جماعت سوم)

ہم دستخط کنندگان ذیل حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب ۱۸۹۱ء میں یہ اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پاجانا قرآن کریم سے ثابت ہے اور حدیثوں میں جس ابن مریم کے امت محمدیہ میں آنے کا ذکر ہے وہ میں ہوں تو اس وقت آپ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہاں بعض علماء نے لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالا۔ اور ان کو مدعی نبوت قرار دے کر آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ جس کے بعد حضرت موصوف نے صاف طور پر کئی مرتبہ یہ اعلان کیا جیسا کہ آپ کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا محض افترا ہے اور ختم نبوت کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتے ہیں۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کاذب اور کافر یقین کرتے ہیں اور آپ کے بعض الہامات میں جو مرسل یا رسول یا نبی آیا ہے۔ یا حدیث میں آنے والے مسیح کی نسبت جو لفظ نبی کا آیا ہے۔ تو اس سے مراد فی الحقیقت نبی نہیں۔ بلکہ مجازی جزوی۔ ظلی نبی ہے۔ جسے محدث کہا جاتا ہے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ نیا نہ پرانا۔

ہم یہ بھی حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ ہم نے نومبر ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی۔ اور میاں محمود احمد صاحب سرگروہ احمدی فریق قادیان نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ابتدا میں نبوت کا نہ تھا۔ مگر نومبر ۱۹۰۱ء میں آپ نے دعویٰ تبدیل کیا۔ اور نبوت کے مدعی بن گئے۔ اور انکار نبوت کی دس گیارہ سال کی لگاتار تحریریں منسوخ ہیں۔ یہ محض غلط اور سراسر خلاف واقعات ہے۔ ہم اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ کبھی ہمارے وہم و گمان میں یہ بات نہیں آئی کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے

اپنے دعویٰ میں تبدیلی کی یا آپ کی سابقہ تحریریں جو انکار دعوائے نبوت سے بھری پڑی ہیں منسوخ ہیں نہ ہم نے اپنے علم میں کبھی ایسے لفظ کسی ایک شخص کے بھی منہ سے سنے حتیٰ کہ میاں محمود احمد صاحب نے ان کا اعلان نہیں کیا۔ واللہ علےٰ مانقول شہید دستخط مولوی سید محمد احسن امروہی وغیرہ وغیرہ (اس محضر پر ستر معزز اور معتبر قادیانی صاحبان کے دستخط ثبت ہیں)۔

(النبوۃ فی الاسلام ص۲۶۶ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

(۹) فتوے

(جماعت چہارم)

یہ وہ امور ہیں جن پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہیئے۔ ان میں فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مولوی سید محمد احسن صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول) بھی آپ کا اعزاز فرماتے تھے اور وہ اپنے علم و فضل اور سلسلہ کی خدمات کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں اور وہ اس جلسہ شوریٰ کے پریسیڈنٹ ہوں میں اس جلسہ میں نہ ہوں گا تاکہ ہر شخص آزادی سے بات کر سکے جو بات باہمی مشورہ اور بحث کے بعد طے ہو وہ لکھ لی جائے اور مجھے اطلاع دو۔

پھر میں کہتا ہوں کہ مولوی (سید محمد احسن) صاحب کا جو درجہ ان کے علم اور رتبہ کے لحاظ سے ہے وہ تم جانتے ہو حضرت (مرزا) صاحب بھی ان کا ادب کرتے تھے۔

(منصب خلافت ص۱۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

صاحبزادے بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب

کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں۔ اور اس لئے میں اس خلافت سے جو محض ارادی ہے سیاسی نہیں۔ صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کے عند اللہ اور عند الناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں جو میرے سر پر تھی اور حسب ارشاد الٰہی قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظلمین۔ اپنی برئیت کا اعلان کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ کو یہ اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کے یہ عقائد (۱) سب اہل قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں (۲) حضرت مسیح موعود کامل حقیقی نبی ہیں۔ جزوی نبی یعنی محدث نہیں (۳) اسمہ احمد کی پیش گوئی جناب مرزا صاحب کے لئے ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہیں۔ اور اس کو ایمانیات سے قرار دینا۔ ایسے عقائد اسلام میں موجب ایک خطرناک فتنہ کے ہیں جن کے دور کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی کا فرض اوّلین ہے۔ یہ اختلاف عقائد معمولی اختلاف نہیں۔ بلکہ اسلام پاک کے اصول پر حملہ ہے اور مسیح موعود کی بھی تعلیم کو ترک کرنا ہے۔ میں یہ بھی اپنے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ ان عقائد کے باطل ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرر کردہ معتمدین کی بھی کثرت رائے ہے۔ یعنی اب جو بارہ ممبر حضرت کے مقرر کردہ زندہ ہیں۔ اُن میں سے سات ممبر علی الاعلان ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کر چکے ہیں اور پانچ میں بھی اغلب ہے کہ ایک صاحب بیان عقائد میں صاحبزادہ کے شامل نہیں۔

(اعلان منجانب مولوی سید محمد احسن صاحب قادیانی معتمد خاص مرزا صاحب قادیانی فریق لاہوری)

(منقول از آئینہ کمالات مرزا ص۱۹ منجانب جناب ناظم صاحب دار الاشاعت رحمانی مونگیر شریف)

(۱۰) قادیانی انبیاء

(جماعت پنجم)

سابقہ اقتباسات سے واضح ہوا کہ چار جماعتیں چار طریق پر رہیں۔ ایک جماعت تو

شروع سے محتاط اور محترز رہی۔ دوسری جماعت پھنسی مگر پھرتی سے نکل گئی تیسری جماعت نے ایک حد تک ساتھ دیا مگر آگے بڑھنے سے عذر کردیا۔ چوتھی جماعت بے تکان ساتھ گئی مگر پانچویں جماعت جو سب پر سبقت لے گئی وہ ہے جس نے اتباع کے سوا خود اپنا بھی جھنڈا بلند کیا۔ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی نبوت پر ایمان لاکر خود بھی نبوت کا درجہ حاصل کیا۔ گویا مرزا صاحب کی تعلیم کا پورا فیض پایا۔ لیکن تعجب اور افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے ان کی کچھ قدر نہ کی۔ بلکہ ان کو مفسد اور گمراہ قرار دیا حالانکہ ع

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

بہر حال مرزا صاحب کے جو حوصلہ مند مرید نبوت کے دعویدار بنے۔ ان میں سے تین مختصراً ذیل میں پیش ہیں۔ قادیانی اُمت میں نبوت کی کیسی برکت ہے ع

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

(۱) مولوی یار محمد قادیانی کی نبوت (ج)

(جماعت ۴)

ایک میرے استاد تھے جو اسکول میں پڑھایا کرتے تھے۔ بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے۔ ان کا نام مولوی یار محمد صاحب تھا۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسی محبت تھی کہ اس کے نتیجہ میں ہی ان پر جنون کا رنگ غالب آگیا۔ ممکن ہے پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو مگر ہم نے یہی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت بڑھتے بڑھتے انہیں جنون ہوگیا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیش گوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۲) احمد نور کابلی قادیانی کی نبوّت (م)

جماعت ہفتم

لا الٰہ الا اللہ احمد نور رسول اللہ اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں۔ اب آسمان کے نیچے اللہ کا دین میری تابعداری ہے اور اللہ کا مخاطب رسول زندہ موجود دنیا پر میں ہوں۔ میرا مان لینا اللہ کا دین ہے اور میرے خلاف اور نہ ان لینا اللہ کے دین سے اخراج ہے اور دنیا پر میرا وقت رسالت کا ہے اور اللہ کے دین کی رسی صرف میرے اور رحمٰن کے ہاتھ میں ہے۔ میری وحی اللہ کی طرف سے ہے جیسا کہ تمام انبیاء کی وحی اللہ سے ہے۔ میں اللہ کی طرف سے رحمۃ للعالمین ہوں۔ میں تمام انبیاء کا مظہر ہوں اور قرآن ستاروں سے لایا ہوں۔

(نکل اۃ احل صلاۃ مصنفہ احمد نور کابلی صاحب قادیانی)

(م) سید احمد نور صاحب کابلی (قادیانی)۔ .... ہر شخص جانتا ہے کہ وہ خود مدعی نبوت ہیں۔ اور مسندور اور بیمار آدمی ہیں۔ پس ان کا کام ہماری طرف کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے۔

(خطبۂ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۲۴ء)

(۱۳) عبد اللطیف قادیانی کی نبوّت (ج)

جماعت ہفتم

چونکہ خدا تعالیٰ نے نو سال سے مجھے کل دنیا کی ہدایت کے لئے اور اسلام کو ہر رنگ میں تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے اپنا نبی اور رسول اور امام مہدی بنا کر مبعوث کیا ہے اور میرے دعویٰ کے دلائل کتاب چشمۂ نبوت کے ذریعہ پانچ سال سے شائع ہو چکے ہیں لیکن میاں محمود احمد صاحب قادیانی اور انکی جماعت نے میرے دعاوی قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی وحی کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ وہ ان کو سزا دیگا اور ان کے اسی انکار

اور سرکشی کی پاداش میں خدا کا غضب میاں محمود احمد قادیانی پر اور ان کے ساتھیوں پر اور ان کی بستی پر کسی سخت مصیبت اور عذاب شدید عبرتناک کی صورت میں عنقریب نازل ہونے والا ہے اور اس عذاب شدید کے بعد جماعت احمدیہ کے بقیہ اور منتشر لوگ پھر خدا کے حکم سے میرے ہاتھ پر جمع ہوں گے اس عذاب کے ٹلنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان قوم یونس کی طرح میرے دعاوی پر ایمان لا کر مجھے قبول کریں۔ اس کے سوا اور کوئی صورت اس عذاب کے ٹلنے کی نہیں۔

(مورخہ ۵ رمارچ ۱۹۳۰ء عبداللطیف، خدا کا نبی اور رسول اور امام مہدی۔ گناچور۔ ضلع جالندھر)

(۱۴) چراغ دین جموی قادیانی کی نبوّت

(جماعت پنجم)

چونکہ اس شخص (چراغ دین) نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا اظہار کر کے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارہ میں شاید ایک یادداشت اشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سنا تھا۔ اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا۔ اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعویٰ جو اس کے حاشیہ میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔

اب جو رات اس شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی

اولوالعزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تاکہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرا دے اور قرآن و انجیل کا تفرقہ باہمی دور کر دے اور ابن مریم (غالباً مرزا صاحب) کا ایک حواری بن کر یہ خدمت کرے اور رسول کہلا دے۔

یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے۔ گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوتے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں اور جیسا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے اسی طرح اس جگہ بھی (یعنی قادیان میں) ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں۔ کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلا دے۔

نفس امارہ کی غلطی نے اس (چراغ دین) کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے۔۔۔۔

ہماری جماعت کو چاہئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں۔ اس کی تحریروں سے ہمیں پوری واقفیت نہیں تھی اس لئے اجازت طبع دی تھی اب ایسی تحریروں کو چاک کرنا چاہیئے۔

(المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۲ اپریل ۱۹۰۲ء دافع البلاء ص ۱۹ تا ۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی مطابق ۱؎)

(۱۵) غلام محمد قادیانی کی نبوت (ج)

(حماعت ...)

جس طرح تمام نبی ماموریت سے پہلے بالکل خاموش گم شدہ معمولی اور بے علم مخفی ہوتے ہیں۔ ایسا ہی میرا حال تھا میری زبان اور قلم وعظ کے لئے بہت کم اٹھی میری تمام توجہ اپنے ذاتی فرائض منصبی کی تکمیل، اپنی ذاتی کمل اصلاح اور تلاش محبوب میں

منہمک رہی اور جوں ہی کہ میں مراد کو پہنچ گیا تو ایک ہی لیلۃ القدر کی مشہورات کے بعد بڑے شور و غل کے ساتھ غار حرا یا غار ثور سے باہر نکل آیا جس کی کوئی مثال موجودہ دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ ایک ہی رات میں وہ عظیم الشان تبدیلی مجھ میں ظہور میں آگئی کہ میں عالم بھی ہوگیا مصنف بھی ہوگیا مترجم بھی ہوگیا۔ امام بھی ہوگیا اور مصلح بھی ہوگیا۔ اور یہ سب کچھ علم و عمل کے اتحاد کے ساتھ ظہور میں آیا مجھے جب انجمن نے اپنی تجارت میں بطور کارندہ ملازم رکھا ہوا تھا وہ انجمن حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی طرح عنقریب میری زوجیت میں بخوشی آنے والی ہے ...

اس کے بعد میں خدائے واحد اسلام کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور جو تمام زمین و آسمان کا واحد مالک اور خالق ہے۔ اس کے نام و عزت و جلال کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ (مرزا صاحب کے) مندرجہ بالا تمام الہامات و مکاشفات میں تمام شاہانہ تصویر اور اس کے متعلقہ کاروبار میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور صرف میں ہی ان سب کا مصداق اور مدعی صادق ہوں ...... میں خدا کے فضل سے (مرزا صاحب کے) ۳۰ مئی ۱۹۰۶ء کے الہام کا بھی مصداق ہوں جو حسب ذیل ہے:

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں (۳۰/۵ ۱۹۰۶ء ص ۲۵)

خلیفہ جماعت قادیان (میاں محمود احمد صاحب) کے نام مخصوص آسمانی چٹھی۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی فرزندیت میں آسمانی بابرکت مصلح موعود و قدرت ثانی کی آسمانی خلافت و ماموریت کا دعویٰ ہے جس کے مقابل آپ کو حضور کے جسمانی فرزند ہونے اور زمینی مصلح موعود و زمینی خلافت کا بغیر مخصوص وحی اور روح کے دعوے ہے ....

لیکن آپ نے معلوم ہوتا ہے مجھے کوئی معمولی انسان خیال کر کے تکبر سے منھ چھپا لیا ہوا ہے جس میں آپ نے مجھے ہی نہیں ٹھکرایا اور جواب دیا بلکہ اپنے محسن باپ کو ٹھکرایا اور جواب دے دیا جس کی شاہی گدی پر آپ زبردستی بیٹھ کر ہزاروں آرام کے دن دیکھ چکے ہیں......... میری طرف سے اس لاپروائی کی سزا میں آپ کو سر دست طرح طرح کی ہلکی سزاؤں میں مبتلا کیا جا رہا ہے......... جن سب کا تعلق صرف میری ذات سے ہے جس کی اطاعت سے الگ رہنے کی صورت میں آپ کے کام کو ٹھنڈا کر دیا جانے والا ہے۔ (صفحہ ۱۷)

پس میں ہی بشیر الدولہ اور قطعی بہشتی ہوں جس نے اپنے آپ کو گذشتہ دوشنبہ کی ۲۷۔ ماہ رجب ۱۳۵۳ھ میں شب معراج میں سجرۃ المنتہیٰ پر شدید القویٰ کی مخصوص وحی و قرب کے ساتھ آسمانِ روحانیت کی جنت پر دیکھا ہے۔ (ص۱)

(رسالہ ضمیمہ ہشتم منجانب شیخ غلام محمد بشیر الدولہ روحانی فرزند احمد مسیح موعود و مہدی مسعود ن سلطان العلم مبر مجلس معتمدین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس۔ مدینۃ المسیح۔ لاہور)

(۱۶) عبداللہ تیماپوری قادیانی کی نبوت

(جماعت پنجم)

فی زمانہ حضرت غلام احمد مجدد چودھویں صدی نے علوم ظاہری سے تمام ادیان باطلہ پر دین حق کا غلبہ ظاہر کر کے راز تصوف میں مرتبہ شہود کا سبق پڑھایا۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تعلیم دی۔ انہیں کے خادم اس عاجز مامور من اللہ کے ذریعہ سے تعلیم میں ترقی کرتے ہوئے دنیا کو دین کے رنگ میں لانے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ام العرفان ص۹ مصنفہ عبداللہ تیماپوری صاحب قادیانی)

اللہ پاک نے اس عاجز پر اپنے صحیفہ آسمانی کا نزول فرما کر سلسلہ آسمانی کی طرف

مخلوق کو دعوت دینے کی تائید کی ہے۔ بائیس سال کا عرصہ گذر تاہے خاکسار خدا سے وحی پاکر اس کام کو انجام دے رہا ہے۔

(ام العرفان ص۹ مصنفہ عبداللہ تیاپوری صاحب قادیانی)

ناظرین! یہ وہی تفسیر کبیر ہے (یعنی تیاپوری صاحب قادیانی کی تصنیف) جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام مرزا غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک رویا (خواب) میں دیکھا ہے۔ آپ کے ملفوظات کے سنہری چوغہ کو شیطان لوگوں کی نظروں سے غائب کرنے کے لئے۔ لے بھاگا تھا۔ یہ خاکسار شیطان سے چھین کر واپس لایا۔ اس کی تعبیر خود حضرت (مرزا صاحب) نے یہ کی ہے کہ وہ تفسیر ہمارے (مرزا صاحب کے) لئے موجب عزت و زینت ہوگی۔ الحمد للہ اس تفسیر مبارک سے حضور کی رویائے صادقہ روحانی وجسمانی طریق میں مجسم بن کر پوری ہوئی۔ یہ خاکپائے غلامانِ رسول اللہ آپ ہی کے اتباع کی برکت سے مردگی سے زندہ ہو کر ایک قاش عرفانِ الٰہی دمشق و نبوت محمدی کی آپ ہی کے ہاتھوں سے کھایا ہے۔ جس کی خوش خبری براہین کے حاشیہ در حاشیہ ص۲۴۲ میں دی گئی ہے اور اس عاجز کی زندگی کے ساتھ دین اسلام کی تر و تازگی و ترقی منظور الٰہی ہے۔ میرے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی صداقت زور آور حملوں کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوگی (اتنی مجلت شاباش۔ للمولف)

(تفسیر آسانی سبعامن المثانی مولفہ عبداللہ تیاپوری صاحب قادیانی الف)

اسی تفسیر کے سلسلہ میں تیاپوری قادیانی صاحب الرحمٰن الرحیم سے نکتے پیدا کرتے ہیں جس کی مرزا صاحب داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کردن خویش آمدن پیش۔ بغور ملاحظہ ہو: رحمٰن و رحیم۔ یا باسم محمد و احمد۔ یہ ایک تخم کی دو پھانک ہیں۔ یہ دونوں شقوں کے درمیان سے نور اللہ کا موڑ بذریعہ عشق نکلا۔ پھر نیاز کی زمین سے ناز کا درخت بلند ہوا اس کی شاخیں آسمان سے جا لگیں۔ اس کی ایک شاخ و ڈالی میں توحید کے خوشنما

پھول لگے۔ یوں وحدت کثرت میں آکر اپنا جلوہ دکھائی۔ اور بہ تعداد زمانہ کی وجہ سے وحدت الوہیت کا تاج کثرت کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ تو خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ وہ ذات اپنی الوہیت میں شرکت پسند نہیں کرتی۔ لہذا اس کی اصلاح کے لئے امور من اللہ آیا کرتے ہیں۔ چنانچہ فی زمانہ حضرت مسیح ناصری کو خدا کے نادان بندوں نے اس کی خدائی میں شریک گردانا۔ ہمیشہ کے لئے مسیح کو زندہ مانا۔ حقیقی پرندوں کے پیدا کرنے والے۔ مردوں کو جلانے والے یقین کر لیا۔ اس مشرکانہ عقیدت کو مٹانے کے لئے اللہ پاک نے اپنے ایک برگزیدہ غلام احمد کو مسیح احمد بنا کے بھیجا۔ پھر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ پھر وہی بادشاہ زمین و آسمان نے اس عاجز کو چن لیا۔ تاکہ زور آور حملوں سے غلام احمد کی سچائی کو ظاہر کرے اور اس کے ذریعہ سے بذریعہ الہام ایک نور حق کے آنے کی پیش گوئی بھی سنائی جو اس عاجز کے وجود سے پوری ہوئی وہ یہ ہے:

وجاءك النور وهو افضل منك (یعنی آئے گا تیرے پاس ایک نور اور وہ تجھ سے بھی افضل ہوگا) اس نور کی بزرگی میں بطور استعارہ یہ الہام نازل ہوا۔ کان اللہ نزل من السماء۔ یہ مرتبہ خاتم ولایت محمدی کی طرف اشارہ ہے اور الہام "پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد" میں ظاہر ہونے والے راز کو کھولا ہے۔ غرض ایک وجہ سے مرتبہ احمدیت مرتبہ محمدیت کا ظل ہے۔ اور ایک وجہ سے مرتبہ محمدیت مرتبہ احمدیت کا ظل ہے........ لہذا آپ (مرزا صاحب) خاتم ولایت احمدی ہوئے اور اس عاجز کے وجود سے یہ کشف مرتبہ ناز روحانی میں ظل رحمانی کے درجہ پر یوں پورا ہوا کہ حضرت اقدس مسیح احمد از روئے تولد روحانی مظہر جمال تھے آپ کے وجود میں جمال کا غلبہ زیادہ تھا اور جلال اس میں پوشیدہ تھا۔ اس معنے کر جمالی رنگ میں آپ کا تولد ہوا۔ اور یہ عاجز آپ کے پیچھے اور ساتھ میں مرتبہ جلال وجمال پر تولد پاکر خاتم ولایت محمدی ہوا ہے "اول آخر نسبت دارد" کا دورہ پورا ہو کر قدرت ثانی کا دوسرا دور

دور محمدی کا آغاز ہوا۔ یہ مرتبۂ علیٔ رحمانی ہے مرتبہ راز اللہ ہی اللہ ہے۔ خدا ہی جانے کیسے بلند ہونے والا ہے (مولوی تیماپوری صاحب کا مرزا صاحب سے غالباً مرتبہ بلند ہونے والا ہے اور اس میں بھی مرزا صاحب ہی کا نام روشن ہونے والا ہے۔ جیسا کہ خود مرزا صاحب کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ دنیا میں وہی استاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں۔ اور جس کے شاگرد استاد سے بازی لے جائیں اس کی استادی کا کیا کہنا۔ استادوں کا استاد نکلا۔ بہرحال تیماپوری صاحب بھی مرزا صاحب سے کچھ کم حوصلہ مند نہیں ہیں۔ کامیابی ناکامیابی قسمت کی بات ہے۔ للمولف)

(تفسیر آسمانی سبعًا من الثانی حصہ اول ص۶-۶۹ مصنفہ عبداللہ تیماپوری صاحب قادیانی)

عبداللہ صاحب پر قادیانی فیضان کا واقعی خوب سیلاب آیا آپ کی تصانیف بھی کثیر ہیں منتخب ذیل میں درج ہیں:۔

(۱) اُمّ العرفان (۲) ارشادات آسمانی

(۳) طوفان کفر۔ میزان حشر (۴) شان نور خداوندی

(۵) تفسیر آسمانی حصہ اول و دوم (۶) صحیفۂ آسمانی۔ الہامات الٰہی مہدی موعود

(۷) توحید آسمانی (۸) حقیقت وحی اللہ۔ صداقت کلام اللہ

(۹) قدرت ثانی، مرسل یزدانی (۱۰) تقدیر آسمانی، تدابیر انسانی

(۱۱) شناخت آسمانی (۱۲) انجیل قدسی

(۱۳) رحمت آسمانی (۱۴) راز آسمانی۔

(۱۵) محاکمہ آسمانی (۱۶) خلافت آسمانی

(۱۷) تبلیغ آسمانی (۱۸) نہج المصلی

(۱۹) فرابیت اسلام (۲۰) انجیل و قرآن کا مقابلہ

(۱۷) گل تازہ شگفت (ج)
(جماعت پنجم)

اگر میں احمدیوں کا مامور موعود نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے جو عین وقت میں یعنی ۱۹۱۴ء میں آیا اگر میاں (محمود احمد) صاحب کے مامور ہونے کا انتظار ہے تو وہ بالبداہتہ غلط ہے۔ پہلے تو اسی بنا پر غلط ہے کہ مامور کبھی ایک زبردست جماعت کا خلیفہ نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ مامور کے ساتھ ہونے والوں کو ایمان بالغیب اور امتحانات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور سوائے اس کے حضرت (مرزا) صاحب نے یوسف موعود کے لئے نطفہ اور علقہ نکلاہے اور لکھا ہے کہ وہ معمولی انسان ہوگا۔ تمہاری نظریں دھوکا کھا جائیں گی۔ اور یہی سنت اللہ ہے۔ ...... ایسی صورت میں نہ خواجہ کمال الدین صاحب کھڑے ہو سکتے ہیں اور نہ مولانا محمد علی صاحب اور نہ میاں (محمود احمد) صاحب۔ یہ کل مشہور انسان ہیں۔ اگر یہ لوگ اس کام کے لئے مامور ہو جائیں تو خدا کی سنت میں فرق آتا ہے اسی وجہ سے اللہ جل شانہ اپنی سنت کے مطابق جماعت احمدیہ کے ابتلاء کے زمانہ میں صدیق کا انتخاب کیا۔ "دیر آمدہ زراہ دور آمدہ" کا وعدہ پورا کیا۔ اس کا تفصیل وار ذکر آئندہ آئے گا۔

ہر لفظ پیش گوئی کا فقیر پر چسپاں ہوتا ہے پہلے تو یہ نشان کہ وہ نطفہ علقہ کی طرح ہے۔ اس کو دیکھ کر لوگوں کی نظر دھوکا کھائے گی۔ وہ اس طرح کہ پیدائش کے لحاظ سے بھی میرا یہ حال ہے کہ میں حد درجہ کا کمزور پیدا ہوا تھا۔ رونے کی آواز تک نہیں نکلتی تھی۔ والد نے کہا کہ یہ بچہ کیا جیتا ہے۔ گھوڑے پر پھینک دو۔ والدہ نے کہا کہ ابھی جان ہے۔ ذرا ٹھیرو۔ .... اللہ جماعت احمدیہ سے کام لینا چاہتا ہے۔ ان میں مخلص لوگ کثرت سے ہیں .... اللہ اس جماعت کو چھوڑنا نہیں چاہتا پھر دوبارہ فضل ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ جب تک

کوئی روح حق پاکر کھڑا نہ ہو سب مل کر کام کرو۔ اس روح حق والے کی طرف ہو جاؤ اور وہ صدیقی رنگ میں ہے۔ نطفہ اور علقہ کی طرح بے حقیقت نظر آئے گا۔ دھوکا نہ کھانا۔ غرض اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ خدا کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔

(خادم خاتم النبیین ص۸ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اسی طرح حضرت صاحب نے جو پیش گوئی کی وہ بھی بلا تاویل ہے اور اس وقت اس پیشگوئی کے سننے ہوئے لوگ کافی موجود ہیں اور صاف الفاظ میں ہے۔ ایک مدت حمل میں ظاہر ہوگا۔ جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہوئے کہ ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳۴۳ھ میں ظاہر ہوگا۔ ایسی صورت میں احمدیوں پر حجت ہے اگر میں نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے۔ یہ قطعی فیصلہ ہے اس سے بھاگنا اور بے بنیاد اعتراض کرنا ایمانداری نہیں، اور کوئی کج طبع آدمی اسکی مخالفت بھی کرے گا تو وہ انشاء اللہ چند روز میں پکڑا جائے گا۔

(خادم خاتم النبیین ص۲ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۱۸) مرزا قادیانی صاحب کی پیشگوئی (ج)

حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں یہ اعلان کیا کہ ایک مامور قریب میں پیدا ہونے والا ہے یعنی آج سے ایک مدت حمل میں دنیا میں آئے گا۔ وہ روح حق سے بولے گا۔ اس کا نزول گویا خدا کا آنا ہے وہ ایک عظیم الشان انسان ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مرزا صاحب نے جب یہ اعلان کیا تھا جب کا مہینہ تھا ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء تھی۔ گویا انہوں نے فقیر کی پیدائش کی تاریخ ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء بتائی تھی۔

ان کل بشارتوں کے مطابق میری پیدائش ۴ رمضان بروز دوشنبہ ۱۳۰۳ھ

مطابق ۴ جون ۱۸۸۶ء ہے۔ یہ تاریخ اسکولوں اور دفاتر میں بھی لکھی ہوئی ہے... کوئی آج کی بنائی ہوئی تاریخ نہیں ہے۔ اور رُشد کا زمانہ چالیسویں سال میں آتا ہے اس لحاظ سے مرزا صاحب نے میرے ظہور کی تاریخ ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۴ء بتلائی ہے ویسا ہی ہوا ہے۔

(خادم خاتم النبیین ص۲۱ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اب حق آگیا۔ اس کی طرف حضرت (مرزا) صاحب نے اشارہ کیا تھا کہ جب تک روح القدس سے تائید پاکر کوئی کھڑا نہ ہو۔ تم سب مل کر کام کرو۔ اس کے بعد اس کی اتباع کرنا اسی میں نجات ہے۔ اس کام کے ظہور کے لئے اپنی جماعت میں رات دن دعا کرنے کے لئے کہا تھا۔ ؎

بعد منوا نیو اے احمد یو سب مل کر منتظر جس کے تھے تم آج وہ موعود آیا

(خادم خاتم النبیین ص۹ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میری اس ماموریت کے انکار کی صورت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ موعود میں نہیں ہوں۔ تو دوسرا کوئی پیش کرے۔

(خادم خاتم النبیین ص۱ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۱۹) تین کو چار کرنے والا (ج)

(۱) میں بھائیوں کے لحاظ سے بھی چوتھا ہوں اور بہنوں کے لحاظ سے بھی چوتھا ہوں۔ چھوٹوں میں بھی چوتھا ہوں اور بڑوں میں بھی چوتھا ہوں۔

(۲) پیدائش کی گھڑی چوتھی ہے دن چوتھا ہے تاریخ چوتھی ہے۔ صدی بعد ہزار کے چوتھی ہے۔ سال چوتھا ہے یعنی ۴ رمضان پیر کا دن ۱۳۰۴ھ میں پیدا ہوا۔

(خادم خاتم النبیین ص۴ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۰) قادیانی نشان (ج)

۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء کے ماہ میں جب میں قادیان گیا ہوا تھا وہاں بھی اللہ تبارک وتعالےٰ نے بطور نشان بے موسم بارش بھیجا (جولائی میں بارش تو واقعی سراسر بے موسم تھی۔ للمولف) وہ اس طرح کہ ایک رات کے اندر اطراف قادیان کے تالاب ہو گیا۔ ٹمٹم اور ٹانگے بند ہو گئے اور کمر سے کم پانی راستہ پر ان بابہ ٹھہرا تھا۔ لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ شاید ہی کسی زمانہ میں ایک رات میں اتنی بارش آئی ہو۔ اور اس بارش میں مزید نشان یہ ہوا کہ قادیان کا مشہور کتب خانہ جس میں ہزار ہا روپیہ کی نایاب کتب ہیں ایک حصہ دیوار مع چھت گر گیا۔ اور رات کا وقت تھا۔ بارش زور کی تھی۔ کوئی شخص خبر نہ لے سکا۔ آخر صبح تک تمام الماریں کیچڑ میں لدی ہوئی۔ تمام کتابیں بری طرح بھیگی ہوئی۔ صبح یہ نظارہ اپنے زبانِ حال سے پکار کر کہہ رہا تھا کہ جو کتب خانہ قادیان کی علمیت کے فخر کا باعث تھا چن بسویشور کے تصرفات نے اس علم پر پانی پھیر دیا۔ لطف یہ کہ وہ کل کتب دوپہر کے وقت جب دھوپ میں کھول کر ڈالی گئیں تو وہیں ڈالی گئیں جہاں فقیر تکیہ لگایا تھا۔ فقیر بیٹھا ہوا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔ اور خدائے قدیر کے احسان کا مزا اٹھا رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کتب زبانِ حال سے یہ پکار کر کہہ رہی ہیں۔ اے صدیق۔ قادیان والوں نے ہمارے الفاظ کے غلط معنی کر کے دنیا میں دھوم مچائی ہے ہم آپ کے پاس فریاد لائے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا والاخرۃ۔

(خادم خاتم النبیین ص ۳۵ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۱) ایک قادیانی یوسف (ج)

حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی بشارت میں جتنی صفتیں یوسف موعود کی آئی ہیں وہ کل کمال درجہ پر مجھ پر صادق آتی ہیں..... دوسرا نکتہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب کی بشارت میں مجھے بار بار یوسف کیوں کہا گیا۔ یہ قصہ طول ہے مگر بہت دلچسپ اور بڑی حقیقت ہے۔ خدا کے الفاظ کس طرح پورے ہوتے ہیں۔ صاحب دل جانتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی خصوصیات میں سے پہلی خصوصیت زلیخا کے مقابلہ میں آپ کی عصمت ہے۔ دوسرا آپکا حلم ہے تیسرا آپ کا عفو کا مادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حلم یوسف اس کمال کا دیا ہے کہ اگر واقعات بیان کروں تو ایک دفتر ہو جائے.... اب رہا عصمت کا معاملہ ایسے تو کئی موقعے ہوئے ہیں (جن سے یوسف موعود صاحب ہی واقف ہیں۔ للمؤلف) مگر ایک واقعہ جو ہمارے خاندان میں مشہور ہے بہت عجیب ہے۔ یوسف زلیخا کے قصہ سے بھی اہم ہے اس کو مختصر طور پر بیان کرتا ہوں اس میں اس بات کی ضرور احتیاط کروں گا کہ یہ راز اس وقت کھلنے پر فساد کا باعث نہ ہو جائے کیونکہ وہ عورت جس سے میرے نفس کی آزمائش کی گئی وہ اب غیر کے قبضہ میں ہے ایک وقت آئے گا کہ یہ قصہ عام ہو جائے گا تب اس کا جواب دار میں نہیں ہوں۔ اب یہ بات صرف ہمارے خاندان تک ہی محدود ہے.... غرض وہ لڑکی بہتر سے بہتر لباس پہنے ہوئی، پھول اور عطر میں لبی ہوئی رات کے دو بجے میری چادر میں گھس کر لیٹ گئی اور منہ پر منہ رکھا ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ وہی لڑکی ہے شیطان کے پورے قبضے ہو چکے تھے۔ صرف اس عفور الرحیم خدا نے مجھ پر رحم کیا کہ میں نے اس کو دور کرنے کی کوشش کی۔ وہ اور بھی نزدیک ہوئی۔ میں اٹھ کر اس کو دھکیل دیا اور وہ لڑکی اب حجرہ میں چلی گئی

...... جب رات کے دس بجے میں کھانا کھا کر دیوان خانہ میں سونے کے لئے گیا۔ وہاں اس لڑکی کے چچا نے مجھے بلایا اور سڑک پر لے گئے۔ وہاں ان کے والد کھڑے تھے۔ میں حیران تھا کہ کیا سوال ہوگا۔ جب دونوں ملے تو چچا نے کہا کہ یہ واقعہ صرف آپ کے لئے ہوا۔ مجھے خبر نہیں تھی کہ میرا خط ملا ہوا ہے۔ میں نے کہا واقعی بات ٹھیک ہے۔ بی بی کہتی تھی کہ میں زہر کھا کر مر جاؤں گی۔ تب انہوں نے کہا کہ آپ کی سر اسلت ہم کو مل گئی۔ اس وجہ سے زہر کھایا ہے۔ جب میں نے یہ بات سنی فوراً ہی اپنی بریت کی کوشش کرنا چاہا۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ میری نیت بری ہے۔ میں نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ پنجشنبہ کی رات کو بی بی دو بجے میرے گود میں آکر سو گئی مگر خدا نے رحم کیا کہ مجھے بچایا۔ یہ بھی میں نے آپ سے اس وجہ سے کہا کہ میں ایک کنواری لڑکی کی طرح حیا دار ہوں۔ میری عصمت پر دھبہ آتا ہے اس وجہ سے میں نے اظہار کیا ہے۔ غرض دوسرے دن وہاں سے نکل گیا۔ رفتہ رفتہ پھر یہ واقعہ عام ہونے لگا۔ اسی مماثلت کے لحاظ سے حضرت مرزا صاحب کے الہام میں وکذالک مننا علی یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشاء۔ آیا ہے۔ اور آپ نے آخر زمانہ میں یہ لکھا ہے:۔

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا — آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
آرہی ہے اب تو خوشبو اپنے یوسف کی مجھے — گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

غرض اللہ تعالے نے سورۂ یوسف میں صرف یوسف علیہ السلام کا ذکر رہنے کی وجہ سے اس کو احسن القصص کہا ہے...... اور اللہ تعالی یوسف علیہ السلام کو اس خوبی کے باعث مراتب دیئے..... جس وقت فقیر کے نفس کی آزمائش کی جا رہی تھی اس وقت اس عورت کی عمر (۱۷) سالہ اور میری عمر (۳۰) سالہ تھی۔ یہ واقعہ بعض وجوہات سے یوسف زلیخا والے واقعہ سے اہمیت زیادہ رکھتا ہے وہ اس طرح کہ:۔

زلیخا بوڑھی — یہاں جوان

یوسف غلام	یہاں آزاد
عزیز مصر کا خوف۔	یہاں کوئی خوف نہیں۔
زلیخا بجائے والدہ پرورش کی تھی	یہاں مقابلہ کی زندگی۔
زلیخا غیر کی منکوحہ	یہاں غیر کی منسوبہ درحقیقت اپنے نام کی۔
وہاں دن کا وقت	یہاں رات کا وقت۔

اس واقعہ کے بعد پھر میرے دل میں نفس کے جذبات بکلی ٹھنڈے ہوگئے۔ دوستوں نے اور عزیزوں نے جب یہ واقعہ سنا میری ہمت پر آفریں کہا۔

(خادم خاتم النبیین ص۵۹ لغایتہ ص۶۶ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۲) دیدار صاحب نت اور چن بسویشور (ج)

مختصر حال یہ ہے کہ یوں تو فقیر سنہ ۱۹۱۰ء میں بھی قادیان گیا تھا۔ اس وقت اس سلسلہ کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوئی۔

(خادم خاتم النبیین ص۵ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میری نیک نیتی اور خلوص دیکھو۔ میں نے تلاش حق میں خود میاں (محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان)) کی خلافت مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور قادیان پہنچا۔ اور نیک نیتی سے تحقیقات کرتا رہا۔ اور ان کا عقائد میں غلو کرنا پسند نہ آیا۔ دعائیں کیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کو بچانا چاہتا تھا وہاں سے نکلا بیعت فسخ کردی۔ اور لگاتار اس عقیدے کی تردید میں ۱۲ سال کام کیا اور بڑے شدومد سے کام کیا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے فقیر کی دعا کو سنا۔ اور ان کی (یعنی قادیانیوں کی) جماعت کا منتظر موعود بنا دیا۔ اس سے وہی کام محض اپنے روحانی تقاضہ کے ماتحت لے رہا ہے جو اس سے پیشتر بزرگان دین سے کام لیا تھا۔ اور کثرت سے نشانات ظاہر کئے اور قدرت کو

کمال درجہ پر ہمارے ساتھ کر دیا۔

(خادم خاتم النبیین ص۲۵ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میں اس فاضل اجل کی ہر لعنت ملامت کو اطمینان سے سنتا رہا جب وہ مجھے دنیادار سمجھ کر ریاست کا بت سامنے لائے۔ میں فوراً سیدھا ہو گیا اور کہا کہ دوات قلم لاؤ۔ میں ابھی لکھ دیتا ہوں۔ ہزار دفعہ لکھ دیتا ہوں کہ میں پکا قادیانی ہوں۔ کاغذ لے کر ذیل کی تحریر لکھ دی:۔

صدیق دیندار چن بسویشور پکا احمدی ہے۔ قادیانی سلسلہ قادیان سے میاں محمود نے جو جاری کیا ہے اس کا سخت دشمن ہوں۔ اور عقائد جو میاں محمود نے جاری کئے ہیں ان کی بیخ کنی کرتا رہا اور کرتا رہوں گا۔ صدیق دیندار چن بسویشور۔

(خادم خاتم النبیین ص۳۹ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اس بات کی گواہ تقریباً تمام دکن کی اقوام ہیں ان کی عبارتوں میں یہ بات چلی آرہی ہے۔ کہ پہلے ویرسینت (اولوالعزم محمود) ظاہر ہوگا۔ اس کے خیالات سے عالم میں پریشانی ہوگی۔ لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ اس کے دور کرنے کے لئے چن بسویشور (صدیق دیندار) ظاہر ہوگا۔ ان بزرگوں نے ان دونوں وجود کی جو تاریخ ظہور و نشانات بتائے ہیں اس کی کوئی تردید کر دے تو میں ہر شرط منظور کرنے کو تیار ہوں۔ گویا پیشگوئیوں نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کے بتا دیا ہے کہ یہ چن بسویشور ہے اور یہ ویرسینت۔ چن بسویشور کے حالات سے آپ لوگوں کو ایک حد تک علم ہوا ہے صرف اب ویرسینت کے نشانات بطور حجت دوبارہ پیش کر کے چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ان نشانات والا ویرسینت میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے سوا دوسرا کوئی ہے تو ثابت کر دے۔ تو ایسی صورت میں ہر شرط منظور۔

ویرسینت (اولوالعزم محمود) والی ایک علیحدہ کتاب تیار ہے اس میں

تفصیل دار بیان ہے...... ان نشانات کے علاوہ اور بھی بہت سے نشان ہیں۔ مگر اب میں جماعت قادیان اور تمام عالم سے سوال کرتا ہوں کہ ادھر قدیم کتب اولیاء میں یہ پیشگوئیاں موجود اور ادھر وہ موعود انسان (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان) موجود ہے۔ پھر آپ کو شک میں ڈالنے والی وہ کونسی چیز ہے۔ ان پیشگوئیوں کے ساتھ ہی لکھا ہے۔ یہ ویر سنبت مسلمانوں کو قرآن کریم کے الفاظ کے غلط معنی کر کے بتائے گا۔ اور ایشور لوتار جس کو رحمۃ للعالمین کہتے ہیں ان کی ہتک کرے گا۔

(خادم خاتم النبیین ص۵ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اور ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ ایسا شخص عقائد میں غلطی پر رہے گا اس کی اصلاح صدیق دیندار چن بسویشور سے ہو گی۔ اور صاف لکھا ہے کہ ویر سنبت (اولوالعزم محمود) قرآن کے الفاظ کے غلط معنی بیان کرے گا...... اور لکھا ہے کہ چن بسویشور کے عقائد درست رہیں گے۔ اور چن بسویشور کے ذریعہ سے ویر سنبت کے عقائد کی اصلاح ہو گی۔

(خادم خاتم النبیین ص۱۰ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

فقیر (صدیق دیندار چن بسویشور) جانتا ہے کہ وہ (میاں محمود احمد صاحب ویر سنبت خلیفۂ قادیان) ایک متقی مرد ہے۔ اور بڑے بشارتیں والا ہے ان سے ہمارا جھگڑا صرف مذہبی چند فروعات میں ہے۔ جس کی غفلت سے اصولی ہو جانے کا اندیشہ ہے اسی وجہ سے میں نے مخالفت کی۔ اب کوئی مخالفت نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے کہ وہ قریب میں ہمارے عقیدے کے ساتھ ہو جائیں گے جس کے آثار گذشتہ چند ماہ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔

(خادم خاتم النبیین دیباچہ ص۲ مورخہ یکم جون ۱۹۲۴ء مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اے جماعت احمدیہ کے فریس اور دانشمند لوگو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ نسبت دوسرے فرقوں کے بہت بڑی ذمہ داری دی ہے اس امانت کو ضائع مت کرو۔

مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون - میں داخل مت ہو چن بسویشور اور
ویریست کو اللہ تعالیٰ نے صرف خدمت خاتم النبیین کے لئے انتخاب کیا ہے
چونکہ میاں صاحب مامور نہیں ہیں اس وجہ سے اس کا علم ان کو نہیں - وہ میرے
ساتھ ہونا ضرور ہے - ان کا انتظار دکن میں ویسا ہی ہے جیسا میرا انتظار تھا ہم
دونوں کا وجود ہی دکن کی اقوام پر حجت ہے -

(خادم خاتم النبیین ص۲۲ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میں میاں محمود احمد صاحب کو دکن کی بشارتوں کی بنا پر خلیفہ جماعت احمدیہ مانتا ہوں - گو لاہو
کی جماعت مخالف ہی کیوں نہو میری سمجھ میں نہیں آتا جس کا ظہور ہو چکا اس کا انکار کیسا -

(خادم خاتم النبیین ص۳ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے ایک خط سے مجھے اطلاع دی ہے کہ
آپ سے ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے اور حال میں ایک خط قادیان سے آیا ہے وہ حسب ذیل ہے

مکرمی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

عرض یہ ہے کہ مجلس مشاورت کے بعد آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف
وفد بھیجنے اور آپ کے کام میں دلچسپی پیدا کرنے کی خاص کوشش کی جائے گی ہی
میں دیوان میسور سے ملاقات کرنے پر معلوم ہوا .... بہر حال آپ کام
کرتے جاویں - اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے وقت پر ضرور پورے ہوں گے -

مزید براں یہ عرض ہے کہ بوجہ مالی تنگی اس علاقہ کی طرف توجہ نہیں ہو سکی - اللہ تعالیٰ آپ کے
ساتھ ہو - کام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیج دیا کریں اور مشکلات سے اور نتائج سے آگاہ فرماتے رہا کریں والسلام -

دستخط عبدالرحیم نیر
نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مہر قادیان

(خادم خاتم النبیین ص۱۱ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۳) ابتلاء کی حقیقت

قرآن کریم کی تو ماشاء اللہ یہ شان ہے کہ :-

فلا اقسم بما تبصرون ۝ وما لا تبصرون ۝ ترجمہ :- جو چیز تم کو دکھائی دیتی ہے
انہ لقول رسول کریم ۝ وما ھو　اور جو چیز تم کو نہیں دکھائی دیتی ۔ ہم سب
بقول شاعر قلیلا ما تومنون ۝ کی قسم کھاتے ہیں کہ یہ (قرآن) بلاشبہ کلام
ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون ۝ (الٰہی) ہے ۔ ایک معزز فرشتے کا (لایا ہوا)
تنزیل من رب العلمین ۝ (پارہ ۲۹ رکوع ۷)　اور یہ کسی شاعر کی (بنائی ہوئی) بات نہیں ہے ۔
دمگر) تم لوگ بہت ہی کم یقین کرتے ہو ۔ اور نہ یہ (کسی ساحر) عامل کے تکے ہیں ۔ دمگر)
تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو (یہ) پروردگار عالم کا اتارا ہوا (کلام) ہے ۔

قرآن کریم میں کلام الٰہی اس درجہ خالص اور اس درجہ خلص ہے کہ کسی التباس کا امکان نہیں ۔ یہ خصوصیت کس شان سے واضح کی جاتی ہے ۔ اللہ اکبر :-

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین ۔ (پارہ ۲۹ رکوع ۷)

ترجمہ :- اور اگر (پیغمبر اپنی طرف سے) ہم پر کوئی بات بنالاتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اس کی گردن اڑا دیتے اور تم میں سے کوئی بھی ہم کو اس (بات) سے نہ روک سکتا ۔

غرض کہ قرآن کریم وحی محض ہے ۔ ایک نقطہ بھی زائد نہیں ہے اور کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ خاتم النبیین رحمۃ للعلمین بالمومنین رؤف رحیم جیسے نبی کو یہ تنبیہ ہو کہ جبروت و کبریائی سے دل کانپ اٹھے اور اس کے سوا کس کا حوصلہ ہے جو اس خطاب کا متحمل ہو سکے وہی ہے جو صاحب معراج ہے ۔ صاحب کوثر ہے انہ

عرش سے فرش تک صلواۃ وسلام جاری ہے۔ اور اسی کی شان ہے۔ ورفعنا لک ذکرک (پ ۳۰) وانک لعلیٰ خلق عظیم۔ (پ ۲۹) صلی اللہ علیہ وسلم۔

لیکن کچھ لوگ ایسے ظالم ضرور ہوئے اور ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ان کی خبر دی گئی ہے۔

ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ۔ (پارہ ۷ رکوع ۱۶)

ترجمہ:۔ اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا۔ جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی آئی ہے۔ حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور نیز جو کہے کہ میں اتارتا ہوں مثل اس کے کہ جو اللہ نے اتارا۔

اس آیہ میں ظلم کے تین مدارج بیان ہوئے ہیں۔ اول یہ کہ اللہ پر جھوٹ لگائے یعنی اللہ کے کلام سے ایسی باتیں نکالے جو اصل حقیقت کے بالکل خلاف ہوں دوسرے یہ کہ وحی کا اعلان کرے۔ حالانکہ وحی کی اس کو ہوا بھی نہ لگے۔ نہ معلوم کس مغالطہ میں مبتلا ہو کر ایسا دعویٰ کرے۔ اور سب سے بڑھ کر آخری ظلم یہ کہ اپنے کلام کو قرآن کے مساوی اور ہم پلہ سمجھے مثلاً فصاحت میں بلاغت میں۔ اعجاز میں۔ اور اس کو قرآن کی طرح قطعی حجت قرار دے۔ اپنے واسطے۔ اپنے متبعین کے واسطے۔

جیتے جی تو ان گمراہوں کو کچھ پتہ نہ چلے گا کہ کس حال میں مبتلا ہیں لیکن مرتے وقت سب حقیقت کھل جائے گی اور عجب مار پڑے گی نعوذ باللہ۔ چنانچہ مذکورہ آیۃ کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیۃ بہت عبرت آموز ہے۔

ولو تریٰ اذ الظّلمون فی غمرات الموت والملٰئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن ایاتہ تستکبرون ٥ (پارہ ۷ رکوع ۱۶)

ترجمہ :- کاش تم ان ظالموں کو اس وقت دیکھو کہ موت کی بے ہوشیوں میں پڑے ہیں۔ اور فرشتے (ان کی جان نکالنے کے لیے ان پر طرح طرح کی) دست درازیاں کر رہے ہیں (اور کہتے جاتے ہیں کہ) اپنی جانیں نکالو۔ اب تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی۔ اس لیے کہ تم خدا پر ناحق (ناروا) جھوٹ بولتے تھے اور اس کی آیتوں (کو سن کر ان) سے اکڑا کرتے تھے۔

در اصل یہ شدید ابتلا ہے جس سے جیتے جی نکلنا بہت دشوار ہے کیونکہ دنیوی زندگی میں تو الٹا عروج نظر آتا ہے۔ تعظیم ہوتی ہے۔ تکریم ہوتی ہے نعمتیں ملتی ہیں عزت بڑھتی ہے شہرت بڑھتی ہے۔ یہ آثار بظاہر تائید الٰہی نظر آتے ہیں۔ صداقت کی دلیل مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس باب میں قرآنی تنبیہ ملاحظہ ہو:-

فاما الانسان اذا ما ابتلٰه ربه فاكرمه ونعمه فيقول ربی اکرمن۔ (پارہ نمبر۳۰ رکوع نمبر۱۴)

ترجمہ :- لیکن انسان (کا حال یہ ہے) کہ جب اس کا پروردگار (اس طرح پر) اس کے (ایمان) کو آزماتا ہے کہ اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے۔ تو وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری تکریم کرتا ہے (حالانکہ وہ اس کو ابتلاء میں ڈالتا ہے) جدید پیرا گراف نکتہ کہ اصل مدار ایمان پر ہے محض آثار سے مطمئن نہ ہونا چاہیئے۔ سبب نازک تعلیم ہے علم ناقص ہو تو آثار میں بہت فریب اور گمراہی کا امکان ہے بڑی تباہی کا اندیشہ ہے۔ خیر کی شکل میں جو ایمان کی آزمائش ہوتی ہے وہ شر سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ کہ اس کی فہم اور اس کی شناخت کے واسطے اعلیٰ بصیرت درکار ہے ورنہ ضلالت ہے ساد باد ہے۔ چنانچہ اس فتنہ کی بھی تنبیہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ونبلوکم بالشر والخیر فتنة والینا ترجعون (پارہ ۱۷ رکوع ۳)

ترجمہ :- اور ہم تم کو بری اور بھلی حالتوں میں (ڈال کر) آزماتے ہیں۔ اور

(آخرکار) تم (سب) کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

پس کیسا ابتلا ہے۔ کیسا فتنہ ہے کہ کوئی آیات الٰہی کی تکذیب کرتا رہے اور ترقی کرتا رہے۔ فریب کماتا رہے۔ مہلت پاتا رہے۔ اسی پر اتراتا رہے۔ کیسا سخت جال ہے۔ لوٹنا محال ہے۔ والذین کذبوا بایتنا سنستدرجھم من حیث لایعلمون ہ واملی لھم ان کیدی متین۔ (پارہ ۹ ع ۱۳ رکوع ۱۳)

ترجمہ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہم ان کو بیچ بیچ پکڑیں گے ایسے محل پر کہ ان کو علم بھی نہ ہو۔ ہم ان کو مہلت دیتے ہیں۔ بیشک ہمارا داؤ بہت پکا ہے۔

اللہ تعالیٰ ابتلا اور فتنہ سے محفوظ رکھے خاص کر جب کہ وہ تکریم و تنعیم کی شان میں نمودار ہو۔ خیر کی شکل میں ظہور کرے۔ خوب مہلت پائے۔ مخلوق کو پھنسائے سب کی عاقبت گنوائے۔ کیسا سخت وبال ہے۔

ہدایت سب سے بڑی نعمت ہے اور ضلالت سے ہر آن پناہ مانگنے کی ضرورت ہے حتیٰ کہ اس دنیا سے باایمان رخصت ہو۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

(۲۴) قرآنی احکام

قادیانی صاحبان کو قرآن شریف میں اپنے لئے بہت سے بشارات نظر آتے ہیں اور وہ بڑے شد و مد سے کتابوں میں درج کئے جاتے ہیں۔ یہ دعوے دیکھ کر ہم نے بھی ایک خاص وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر اس بارے میں قرآن کریم سے حقیقت حال دریافت کی تو عجیب پتہ کا جواب ملا۔ سبحان اللہ۔ ناظرین اس کے محل و مصداق پر غور فرمائیں۔

کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان اپنی کارگزاریاں دکھاتے ہیں۔ کارنامے

سناتے ہیں۔ کاموں پر اترآتے ہیں۔ ان میں دو جماعتیں ہیں لاہوری اپنے عقائد میں نسبتاً نرم ہیں اور قادیانی خوب سخت۔ حتیٰ کہ وہ اسلام کو صرف اپنا حق بتاتے ہیں تمام مسلمانوں کو کافر بتلاتے ہیں۔ رشتے ناتے غمی شادی کے تعلقات چھڑاتے ہیں خوب تفرقہ پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی امت کہلاتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے کو مسیح موعود اور مہدی معہود بتاتے ہیں۔ نبوت و رسالت تک جاتے ہیں بڑے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں۔ جن سے ایمان لرزجاتے ہیں یہ لوگ ان کے مذہب کی تبلیغ کراتے ہیں اگر ٹوکئے تو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو اسلام کی خیر مناتے ہیں۔ گویا الٹی خیر خواہی جتاتے ہیں۔

معروضہ یہ تھا کہ قادیانی دعووں کا قرآن شریف سے ایسا جواب ملے کہ ان کی اصلی حقیقت عیاں ہوجائے سو بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں جو ایماء ہوا وہ سراسر قرآن شریف کا معجزہ ہے گویا کہ قادیانی تحریک کا نقشہ کھینچ دیا چنانچہ قادیانی دعووں کا قرآنی جواب ملاحظہ ہو:۔۔۔

وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون وستردون الی عالم الغیب والشہادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون ۰ وآخرون مرجون لامر اللہ اما یعذبہم واما یتوب علیہم واللہ علیم حکیم ۰ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المومنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ط ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ واللہ یشھد انہم لکٰذبون ۰ (سورہ توبہ رکوع ۱۳)

ترجمہ :- کہدو کہ عمل کئے جاؤ پھر آگے دیکھے گا اللہ تمھارے عمل کو اور اس کا رسول اور مسلمان اور جلد لوٹائے جاؤ گے اس کی جانب جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ تم کو جتادے گا کہ جو تم کررہے تھے اور کچھ وہ لوگ ہیں جن کا معاملہ ملتوی ہے اللہ کے حکم پر۔ یا ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ جاننے والا

اور حکمت والا ہے اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے بنا کھڑی کی ہے ایک مسجد اسی
ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو اس
شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اس کے رسول سے پہلے سے۔ اور اب قسمیں کھانے
لگیں گے کہ بجز بھلائی کے ہمیں کچھ مقصود نہ تھا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب
اور جھوٹے ہیں۔

کیا دعوے ہیں کیا حقیقت ہے۔ کون کاذب ہیں۔ گویا تصویر کھینچ کر آنکھوں
کے سامنے آگئی۔ اس پر بھی آنکھیں کھل جائیں تو بہتر ورنہ مایوسی ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (۲/۲۸)

تمت بالخیر

ضمیمہ اوّل

قادیانی جماعت

الیاس برنی

حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

(۱) تمہید
(۲) قادیانی تحریک کی آمد
(۳) قادیانی تحریک کا قیام
(۴) قادیانی تحریک کا عروج
(۵) زبان بندی
(۶) جواب طلبی
(۷) صدائے بازگشت
(۸) سرکاری عہدہ داری
(۹) تعلیمات کی بات
(۱۰) سیاسی دھمکی
(۱۱) بدگوئی
(۱۲) بہتان عظیم
(۱۳) چند حوالے
(۱۴) کتابوں کا معاملہ
(۱۵) معذرت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم خاتم النبیین رحمۃ للعلمین بالمؤمنین رؤف رحیم

قادیانی جماعت

کی

کاوش و نالش

تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اڑیں گے پرزے … دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

تمہید۔ کچھ عرصہ سے قادیانی صاحبان اس ناچیز پر خاص توجہ فرما رہے ہیں۔ چنانچہ چند ماہ قبل "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کیا تھا۔ حال میں "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس عنوان سے دوسرا رسالہ نکالا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ طبیعت بدمزہ اور مزاج بہت برہم ہے اس ناچیز پر عتاب خوب گرم ہے لیکن

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں … ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہوگی

قادیانی صاحبان کو نہایت افسوس اور رنج ہے کہ اس ناچیز کو قرآن و حدیث اور تصوف سے مس نہیں (گویا کہ خود ان کو بڑا عبور ہے) اسے اپنی بے بضاعتی کا بھی اعتراف ہے (حالانکہ ان کو اپنی علمیت کا بڑا دعوٰے ہے) اس نے قادیانی کتابیں بھی نہیں پڑھیں (اگرچہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ ناقابل فروخت ہوں) اس کی

تقریر بالکل بے اصل تھی (اگرچہ اس نے ہلچل ڈال دی) اور اس کی تالیف ناقص ہے (اگرچہ وہ جناب مرزا صاحب کے ارشادات کا مرقع ہے) اس نے فساد پھیلا دیا (حالانکہ اشتعال کا سلسلہ ان کی طرف سے قائم ہے) اور اس نے حیدرآباد کو بدنام کردیا (حالانکہ ماشاء اللہ حیدرآباد کا نام دُور دُور تک روشن ہے) پھر بھی اس ناچیز کو قادیانی صاحبان سے شکوہ نہیں کیونکہ وہ بھی فی الحال معذور معلوم ہوتے ہیں ؎

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

پہلے رسالے نے اس ناچیز کو "قادیانی مذہب" تالیف کرنے پر مجبور کیا۔ اور دوسرے رسالے نے یہ رسالہ لکھوایا۔ جس سے کی بادُور دھل گئی حقیقت کھل گئی۔

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

قادیانی صاحبان اس ناچیز سے جس قدر ناراض ہوں معذور ہیں۔ یوں بھی ان کو اپنی تنظیم اپنے پروپیگنڈے اور اپنے فنڈ پر گھمنڈ ہے لیکن ع

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست

(۲) قادیانی تحریک کی آمد

قصہ یہ ہے کہ ابتداء میں قادیانی تحریک حیدرآباد پہنچی تو حضرت شیخ الاسلام مولانا مولوی محمد انوار اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا زمانہ تھا۔ اول تو حضرت محترم علیہ الرحمۃ کی بڑی شخصیت تھی۔ دوسرے حضرت علیہ الرحمۃ نے کتاب لاجواب افادۃ الافہام تصنیف فرما کر قادیانی مذہب کی پوری قلعی کھول دی۔ غرض کہ فی الوقت اس تحریک کا سدباب ہوگیا اور کچھ عرصہ تک حیدرآباد میں اس سے امن رہا۔

(۳) قادیانی تحریک کا قیام

لیکن قادیانی صاحبان صرف موقع کے منتظر تھے حضرت علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد پھر انہوں نے ہاتھ پیر نکالے۔ مگر اس مرتبہ بھیس بدل دیا مسلمانوں سے گویا محبت و رفاقت کا سلسلہ شروع کیا اور خوب میل جول بڑھایا حیدرآباد کا خلق و مروت تو مشہور ہے۔ قادیانی صاحبان کو موقع مل گیا تبلیغ شروع کر دی۔ بظاہر تو مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی تاکید کرتے رہے۔ اور درحقیقت اپنے لوگوں کے دل میں نفاق و منافرت بھرتے رہے کہ مسلمانوں میں باپ سے بیٹا اور بیٹے سے باپ جدا ہو گیا۔ بیاہ شادی کا رشتہ ٹوٹ گیا موت غمی کا ساتھ چھوٹ گیا۔ تمام کلمہ گو مسلمان جو ان کی جماعت میں شریک نہ ہوں۔ کافر ہیں کہنے لگے۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(۴) قادیانی تحریک کا عروج

اس دوران میں قادیانی صاحبان کے قدم خوب جم گئے۔ جماعت بھی بڑھ گئی۔ چندہ تو فرض مقدم ہے آمدنی بھی بڑھ گئی بخوبی تنظیم ہو گئی۔ اب رسوخ کے راستے تلاش ہونے لگے سو اس کی عمدہ سبیل یہ نکلی کہ کوئی صاحب جہاندیدہ مبلغ بطور خاص مامور کر دئیے جائیں کہ وہ امراء و حکام میں معززین اور متمولین میں چکر لگاتے رہیں میل جول بڑھاتے رہیں۔ مسلمانوں کی غمگساری جتاتے رہیں مصالح ملکی سمجھاتے رہیں جلسوں میں بلاتے رہیں تقاریر کراتے رہیں۔ تبلیغی رسالے پہنچاتے رہیں۔ اثر پھیلاتے رہیں حرف مطلب سناتے رہیں یعنی اگھاتے رہیں۔ غرض کہ اعلیٰ طبقوں کے خلق و مروت فیاضی اور رواداری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے رہیں۔

اور باہر جائیں تو مسلمانوں پر رعب جماتے رہیں کہ اسلامی دار السلطنت کے اعلیٰ طبقے بالعموم ان کے ساتھ ہیں۔ باقاعدہ مرید نہیں تو دل سے معتقد ہیں ؎

سیکھے ہیں مہ رخوں کے لیے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے۔

(۵) زبان بندی

غرض کہ قادیانی تحریک زوروں پر تھی اور کامیابی کے شادیانے بجتے تھے لیکن ع چوں بہ شہرت بری مست نہ گردی مردی۔

آزمائش کا وقت بھی آپہنچا۔ خدا کی قدرت قدیم معمول کے مطابق ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ یوم جمعہ شب کو میلاد النبی کے جلسہ میں بمقام بادشاہی عاشور خانہ اثنا عشری کی تقریر ہوتی ہے ختم نبوت اس کا مبحث قرار پاتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے جلسہ منعقد ہوتا ہے اہل سنت والجماعت کا ایک معزز عالم اس کی صدارت کرتا ہے۔ اہل سنت الجماعت کی حاضرین میں کثرت ہے اہل سنت والجماعت بلکہ جمہور امت کے عقیدے کے مطابق قرآن سے بیان ہوتا ہے خاص و عام سب کی تشفی ہوتی ہے کسی جدید مخالف فرقہ کا نام تک نہیں آتا کسی غیر کی طرف اشارہ تک نہیں ہوتا لیکن جلسہ ختم ہوتے ہی قادیانی نمائندے صاحب موجود ہیں تبادلہ خیالات کے نام سے مناظرہ کی دعوت دیتے ہیں۔ عذر کیا جاتا ہے کہ مناظرہ اپنا مقصد نہیں نصب العین نہیں لیکن قادیانی صاحبان کو یہ برداشت کہاں کہ کوئی مسلمان اپنے جلسہ میں بھی اپنے عقائد بیان کرے اور ان کی طرف سے باز پرس نہ ہو ؎

بات پر واں زبان کٹتی ہے ۔ وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

چنانچہ عذر قبول نہیں ہوتا بلکہ جلد از جلد اس عاجز کے نام پر ایک رسالہ شائع کیا جاتا ہے اور اس میں اس عاجز کا نام لے کر تقریر کی تضحیک ہوتی ہے۔ تردید

ہوتی تھی اور مناظرہ سے پہلوتہی کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے تاکہ کچھ نہ کچھ خونریزی ہوجائے اس سے قادیانی ذہنیت کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ کس وجہ عناد وفساد پر مائل ہے لیکن اس پر بھی صبر نہیں آتا۔ آج کل زمانہ میں دور دور سے مشہور قادیانی واعظ و مناظر آتے ہیں۔ دھوم سے جلسے ہوتے ہیں مسلمانوں کے عقائد کے خلاف خوب دل کھول کر تقریریں ہوتی ہیں وہاں بھی یہ ناچیز معرض بحث میں رہتا ہے۔ مزید براں بکثرت تبلیغی لٹریچر تقسیم ہوتا ہے۔ مگر اہل اسلام کا ضبط و تحمل دیکھئے کہ کوئی حجت نہ تعرض یہ تجربہ کس قدر سبق آموز ہے کہ کیا ہونا چاہیئے۔ اور کیا ہو رہا ہے سہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(۶) جواب طلبی

بہرحال جب قادیانی صاحبان نے معاملہ کو بہت طول دیا تو لامحالہ مسلمانوں میں بھی ناگواری اور بیداری پیدا ہوئی۔ چونکہ شروع سے یہ ناچیز قادیانی صاحبان کا آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اظہار حق واجب ہوگیا چنانچہ علمی تحقیقات کے طور پر "قادیانی مذہب" کے نام سے ایک کتاب تالیف کردی گئی جس میں اس مذہب کے اصول و عقائد کی مختصر کیفیت خود قادیانی کتب سے اخذ کر کے ترتیب دی الحمدللہ کہ اس سے بہت کچھ مغالطے رفع ہوگئے اور مسلمانوں کو تسکین حاصل ہوئی انصاف پسند لوگوں نے اس کی متانت اور جامعیت کی داد دی لیکن قادیانی صاحبان اس پر اور بگڑ گئے۔ پہلے بے التفاتی کا شکوہ تھا۔ اب توجہ کی شکایت شروع ہوئی۔ ع

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

ناواقفی کی کیفیت کہ "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس نام سے جو دوسرا قادیانی رسالہ شائع ہوا تو اس میں قانونی انداز سے اس ناچیز پر خاص فرد جرم لگا دی۔ اور جواب طلب کیا۔ گویا کہ خدا نخواستہ عدالت ان کے گھر میں آگئی۔ معلوم ہوا کہ کتاب ان کو زہر معلوم ہوئی۔ حالانکہ اس کی حیثیت مشتے نمونہ از خروارے ہے اس سے تیز تر مواد بہت کچھ باقی ہے۔

رگ و پے میں جب اترے زہر غم تب دیکھئے کیا ہو
ابھی تو تلخی کام و دہن کی آزمائش ہے

(۷) صدائے بازگشت

پہلا قادیانی رسالہ تو علانیہ یہیں سے شائع ہوا لیکن دوسرے رسالہ میں خاص نکتہ یہ بھی ہے کہ معاملات و معلومات تو حیدرآباد کے درج ہیں لیکن طباعت و اشاعت بنگلور سے ہوئی ہے۔ شاید اس میں قانونی مصلحت مدنظر ہو۔ خاص کر جب کہ رسالہ میں بعض غیر معتدل مباحث بھی درج ہیں۔ یا ممکن ہے اس میں کوئی روحانی نکتہ مضمر ہو۔ جناب مرزا صاحب کو بروز سے بہت قوی ربط تھا۔ عجب نہیں اس نسبت کی برکت سے حیدرآباد بنگلور کی بروزی شکل میں نمودار ہوا ہو۔ بہر حال اس مرتبہ کسی قدر فاصلہ سے فیر ہوا ہے حفظ ماتقدم لازم ہے۔

(۸) سرکاری عہدہ داری

جواب طلب ہوا ہے کہ جب ہم سرکاری عہدہ دار ہیں تو پھر ہم اس بحث میں کیوں پڑے۔ مگر ہماری یہ خصوصیت قادیانی صاحبان کو اس وقت

بالکل فراموش ہوگئی جب کہ ہم کو خواہ مخواہ مناظرہ کی دعوت دی گئی۔ ہمارے نام پر رسالہ شایع کیا گیا۔ اور اس میں ہم کو مناظرہ سے پہلوتہی کرنے کا الزام دیا گیا اور بعد کے جلسوں میں ہمارا ذکر خیر کیا گیا۔ تعجب ہے کہ قادیانی جماعت کے کسی سمجھ دار عہدہ دار نے بھی تنبیہ نہ کی کہ اس طرح کسی عہدہ دار کا پیچھا کرنا درست نہیں اس سے انہیں پر الٹی ذمہ داری عاید ہوتی ہے بلکہ غالباً یہ پہلے سے سوچ لیا تھا کہ تین صورتیں ممکن ہیں! و تینوں میں اپنی جیت ہے یعنی ہم خاموش رہیں گے۔ تو وہ مسلمانوں کو شرمائیں گے یا ہماری طرف سے دوسرے لوگ جواب شایع کریں گے تو وہ بے دیانتی کا الزام دیں گے! اور اگر ہم جرأت سے اظہار حقیقت کر دیں گے۔ تو پھر قانونی دھمکی ان کا آخری ہتھیار ہے چنانچہ یہی آخری صورت پیش آئی جس کی غالباً ان کو کم توقع تھی۔

اس ضمن میں ہم قادیانی صاحبان سے ایک سوال کرنے کی اجازت چاہتے ہیں انصاف سے غور فرمائیں تو ہمارے جواب کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ فرض کیجئے۔ ہم اسی طرح سرکاری عہدہ دار ہوتے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر با اثر اور ذی اقتدار ہوتے لیکن قادیانی صاحبان کے نزدیک دین دار ہوتے یعنی قادیانی مذہب کے طرفدار ہوتے معین و مددگار ہوتے۔ حامی کار ہوتے۔ پھر بھی الگ الگ گویا انجان ہوتے۔ تو کیا قادیانی صاحبان واقعی ہم سے اتنے ہی بیزار ہوتے۔ یا ان کی طرف سے ہماری دیانت داری کے اشتہار ہوتے۔

مزید برآں ہم عام تبلیغی جلسوں میں تقریر نہ کرتے البتہ اپنے حلقۂ اثر میں بطریق مناسب تبلیغ کرتے۔ اپنے نام سے کوئی تبلیغی رسالہ شایع نہ کرتے البتہ موقع محل کے لحاظ سے قادیانی رسالے تقسیم کرتے۔ تو کیا اس صورت میں ہماری غیر جانبداری پر قادیانی صاحبان حرف لاتے یا دل میں خوشی

مناتے۔ ممکن ہے قادیانی صاحبان ہمارے اس سوال پر الزام دیں۔ ممکن ہے اس کی داد دیں ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

(۹) تعلیمات کی بات

ہمارا جرم یوں اور بھی سنگین ہو گیا کہ ہم تعلیمات سے ملازم ہیں۔ ہم پر غیر جانبداری لازم ہے لیکن اس کا کیا علاج کہ قادیانی صاحبان کی توجہات تعلیمات کی طرف روز افزوں ہیں۔ نوبت یہ پہنچی ہے کہ اس کو تبلیغ و اشاعت کہئے یا چھیڑ چھاڑ اور شرارت۔ کہ جامعہ عثمانیہ کے دیندار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ پروفیسروں کے پاس باقاعدہ قادیانی وفد جاتے ہیں۔ کہ گویا ان کو اسلام کی تبلیغ کریں اور اپنے مذہب کی دعوت دیں جب پروفیسروں پر یہ حملے ہوں تو طلبہ کا کیا حشر ہونا ہے تبلیغی لٹریچر تو آئے دن ہر کہیں تقسیم ہوتا ہے اس کی کیا روک ٹوک ہے بہتر ہو کہ کسی ترکیب سے کلیہ کے طلبہ احمدیہ جوبلی ہال کی آمد و رفت شروع کر دیں۔ اور قادیانی مبلغ صاحب کے درس قرآن میں شریک ہونے لگیں تو سادہ دلوں پر کیسے صاف قادیانی نقش پڑیں اگر طلبہ کچھ خوف اور تامل کریں، تو ان کے دینیات کے پروفیسر کو ہموار کیا چاہیئے کہ وہ ان کو ترغیب یا کم از کم اجازت دے اگر پروفیسر نیک خیال اور روادار ہو تو اس کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیں۔ اور اگر تنگ خیال اور متعصب ہو تو تو کوئی اور تدبیر سوچیں ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

(۱۰) سیاسی دھمکی

سب سے بڑا جرم یہ تجویز ہوا ہے کہ ہم نے سرکار عالی کی رعایا میں تنفر پھیلایا بلکہ امن کو خطرہ میں ڈال دیا اور نیز بار وفادار اقتدار اعلیٰ کے خلاف جذبات پیدا کئے گویا بغاوت پھیلا دی بطور تشریح اس سلسلہ میں مولوی ظفر علی خان صاحب مولانا کفایت اللہ صاحب بالخصوص اور دیوبندی۔ بدایونی خلافتی۔ اور احراری جماعتیں بالعموم پیش کی گئی ہیں گویا یہ سب اسلامی جماعتیں قادیانی صاحبان کے خیال میں تاکن تحریکات کی حامل ہیں۔ اور شاید بروزی یا ظلی حیثیت سے حیدرآباد میں ہماری ذات ان سب کی مظہر بن گئی ہے۔ قادیانی صاحبان کا یہ حسن ظن ہے تو شکریہ۔ سوء ظن ہے تو شکوہ نہیں۔ بہر حال جو کچھ بھی ہے اس درجہ بے اصل ہے کہ قادیانی تخیل کا اعلیٰ کمال نظر آتا ہے حقیقت یہ کہ معاملہ برعکس ہے ؎ اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست۔ جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے وہ قادیانی صاحبان کی حسن تدبیر کا نتیجہ ہے۔ غالباً قادیانی صاحبان کو یہ خوف دامنگیر ہے کہ ان کے بنیادی عقیدے کا عام اعلان کیوں ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں اور تمام کلمہ گو مسلمان یا تو قادیانی مذہب قبول کریں یا وہ سراسر کافر ہیں۔ قادیانی صاحبان کا یہ عقیدہ بے شک مسلمانوں کے واسطے بہت صبر آزما ہے پھر بھی اس قدر گھبرانے کی کیا بات ہے کہ خدانخواستہ حیدرآباد کا امن خطرہ میں پڑ گیا۔ یہاں قادیانی صاحبان کو جس قدر امن حاصل ہے اتنا تو ہندوستان بلکہ خود ان کے مرکز قادیان میں بھی میسر نہیں۔ البتہ قادیانی صاحبان بات بڑھانے اور اشتعال دینے میں اتنی بد احتیاطی نہ کریں کہ مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے۔

ر انغادرت کا الزام عناد اور مخالفت میں کوئی اتنا بھی ناانصاف نہ ہو جائے

کو مضحکہ بن جائے جن اقتباسات پر الزام عاید کیا گیا ہے۔ ہم کو تو ان پر انعام یا کم از کم داد ملنے کی توقع تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک طرف تو جناب مرزا صاحب اہل برطانیہ کے نبی کو خوب کھری کھری گالیاں سناتے ہیں اور دوسری طرف صاحب موصوف سرکار برطانیہ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی عقیدت اور وفاداری شدومد سے جتلاتے ہیں ہم کو دونوں پہلو پیش کرنے لازم ہوئے مبادا قادیانی صاحبان الزام دیں کہ جناب مرزا صاحب کی بیزاری تو دکھائی اور وفاداری غائب کر دی۔ ع

عیبش گفتی ہنرش نیز بگو

بہرحال سرکار برطانیہ کی وفاداری پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ البتہ اس کو ظاہر کر دیا۔ اور خط کھینچنے کا بھی یہی منشا ہے کہ وفاداری زیادہ واضح ہو جائے تاکہ خود مرزا صاحب کا مقصد پورا ہو۔ انصاف شرط ہے۔

(۱۱) بدگوئی

البتہ ایک امر قابل افسوس اور قابل شکایت ہے وہ یہ کہ اپنی وفاداری کی تائید میں مسلمانوں کی وفاداری کو مشتبہ قرار دینے کی جو بدنما کوشش کی جاتی ہے وہ مسلمانوں پر بڑا ظلم ہے چنانچہ "قادیانی مذہب" میں مرزا صاحب کے جو اقتباسات درج ہیں ان میں بھی یہ مخالفانہ جھلک صاف نظر آ رہی ہے اور صاحبزادہ صاحب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کی خدمت میں قادیانی صاحبان کی طرف سے جو ایڈریس فروری ۱۹۲۲ء میں بمقام لاہور پیش کیا تھا اس میں صاحب موصوف نے مسلمانوں کی وفاداری پر کھلا وار کیا اور صاف صاف لکھ دیا کہ۔

"آج سے کچھ سال پہلے مسلمانوں میں سے وہ طبقہ جو علماء کے قبضہ میں تھا گو وہ عملاً امن پسند تھا اور گورنمنٹ کے راستہ میں کسی قسم کی رکاوٹیں نہ ڈالتا تھا مگر

علماء کی تعلیم کے ماتحت وہ اس امر کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی شخص عقیدۃً
اس امر کو تسلیم کرے کہ کسی غیر مذہب کی حکومت کے نیچے مسلمان اطاعت اور فرمانبرداری
کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اور جماعت (قادیانی) نہ صرف عملاً ہر قسم کے فساد کے
طریقوں سے دور رہتی ہے بلکہ عقیدۃً بھی حکومت وقت کی فرمانبرداری کو
ضروری جانتی ہے۔ اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتی ہے ؛
تاہم سرکار برطانیہ اصل حال سے خوب واقف ہے وہ کسی کے ورغلانے میں نہیں
آتی۔ اس کو مسلمانوں پر کامل اعتماد ہے بلکہ وہ یہ بھی خوب سمجھتی ہے کہ۔ ع
جو گرجتے ہیں زیادہ وہ برستے نہیں ہیں

(۱۲) بہتان عظیم

مخالفت اور عناد جب حد سے گذر جائے۔ تو پھر جا و بے جا کی بھی تمیز باقی
نہیں رہتی ۔

کہہ رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ایک طرف تو ہمارے سلسلے میں مولوی ظفر علی خاں صاحب مولانا کفایت اللہ
صاحب اور دیوبندی۔ بدایونی خلافتی اور احراری جیسی اسلامی جماعتوں کا حوالہ
دیا گیا کہ یہ سب تباہ کن تحریکات کے حامل ہیں۔ اور ہم ان کے نقش قدم پر چل کر
ان تحریکات میں حیدرآبادی مسلمانوں کو گھسیٹنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف خلاف
ادب اعلیٰحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو تاج برطانیہ
کا وفادار ہونا یاد دلا کر تعجب کیا جاتا ہے۔ استغفراللہ! یہ
...راءت یہ بہتان اگر یہ حرکت دانستہ ہے تو خطرناک ہے اور نادانستہ ہے

تو شرمناک تجربہ کار مبلغین اور قادیانی عہدداروں کو اپنی ذمہ داری معلوم ہونی چاہیے
رہا یہ عذر کہ رسالہ بنگلور سے چھپ کر آیا ہے۔ اس سے تو اور اشتباہ بڑھتا ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ

کیا قادیانی تنظیم سے لوگ ناواقف ہیں۔ کیا ایسے نازک مباحث کسی عامی کی انفرادی رائے کا نتیجہ ہو سکتے ہیں۔ یا ہونے چاہئیں۔ ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

(۱۳) چند حوالے

قادیانی صاحبان نے بڑی چھان بین کر کے چند حوالے غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ فلاں مقام پر صفحہ کا نمبر غلط ہے فلاں لفظ کے نقطے چھوٹ گئے فلاں جملہ کے اعراب رہ گئے۔ اور فلاں لفظ کا املا بدل گیا۔ اگر قادیانی صاحبان انصاف پسند ہوتے تو ہم کو داد دیتے کہ بروقت کتابیں نہ ملنے پر بھی تھوڑے عرصہ میں ہم نے اتنے صحیح اقتباسات حاصل کر لئے کہ پوری کتاب میں بڑی تلاش کے بعد صرف چند سرسری غلطیاں مخالفین کو مل سکیں۔ اگر وہ خود بھی تالیف و طباعت کا کچھ ذاتی تجربہ رکھتے تو ایسے ضعیف اعتراض تحریر میں نہ لاتے۔ اگر کتابیں ملنے میں دقت نہ ہوتی تو ایسی تکلیف فرمائی کی نوبت نہ آتی۔ تاہم تصحیح کا شکریہ۔ ع

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

(۱۴) کتابوں کا معاملہ

خوشی کی بات ہے کہ قادیانی صاحبان کو بھی یہ امر قابل غور محسوس ہونے لگا

کہ مسلمانوں کے ہاتھ کام کی کتابیں فروخت نہ کی جائیں چنانچہ بڑے شد و مد سے
انہوں نے ہماری شکایت کی تردید کی ہے لیکن لفظی تردید کافی نہیں اگر ان کو
ہماری شکایت واقعی رفع کرنا مقصود ہے تو کوئی مشکل نہیں قیمت حاضر ہے
لیجئے اور مطلوبہ کتابیں عنایت کیجئے فرمائش کے ساتھ ہی رقم بذریعہ منی آرڈر
پیشگی ارسال خدمت کر دی جائے گی۔ اور کتابیں وصول ہوں تو شکریہ کا اعلان
کروا جائے گا بسم اللہ۔ ع

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

جب کہ ہم کو اپنے مطالعہ کے واسطے قادیانی کتابوں کی سخت ضرورت تھی
اور ضرورت ہے تو ہم نے ان کے خریدنے میں ضروری کوشش کی اور وہ کوشش
اب بھی جاری ہے۔ خدا کرے کوئی نتیجہ نکلے بصورت ضرورت پوری کیفیت
ایک ساتھ پیش کی جائے گی۔

ہے قادیانی صاحبان کے نیک مشورے۔ سو ان کا بہت بہت شکریہ
کہ گویا ہم قادیانی ذہنیت کے کافی تجربہ کے بعد بھی اپنی تالیف کے واسطے ان
کے مقامی کتب خانوں سے کتابیں مستعار طلب کرتے۔ یا قادیانی کارکنوں کی
توجہ طلب کرتے پھر اس میں کیا مضائقہ تھا کہ کتاب بھی ان کے مشورہ سے
سے لکھتے اور قبل طباعت ہی ان سے تصحیح کرا لیتے تو بعد کو یہ مراحل کیوں
پیش آتے وہیں فیصلہ ہو جاتا ؎

سرچشمہ باید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نہ باید گرفتن بہ پیل

(۱۵) معذرت

ہم کو ان مباحث میں پڑنے کا کبھی وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اور جب کچھ صورتیں پیدا ہوئیں تو حتی الوسع ہم بچنے کی کوشش کرتے رہے لیکن قادیانی صاحبان نے اس درجہ پیچھا کیا اور ایسا گھیرا کہ ہم کو با دل ناخواستہ بقدر ضرورت حقیقت حال ظاہر کرنا پڑی دوسرے قادیانی رسالہ میں نفس کتاب کے متعلق بھی دو ایک اعتراض درج ہیں نیز اطلاع دی گئی ہے کہ کتاب کا جواب تیار ہو رہا ہے اس کا بھی انتظار ہے انشاءاللہ کل حساب ایک ساتھ بیباق کر دیا جائے گا۔

امید کہ قادیانی صاحبان ہماری معذرت قبول فرمائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ فقط

بیت السلام حیدر آباد دکن
۲۷ر شوال ۱۳۵۲ھ

الیاس برنی

ضمیمہ دوم

قادیانی حساب

الیاس برنی

حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

(۱) تمہید
(۲) ابتداء کی بحث
(۳) سیاسی چکر
(۴) احتیاط کی بات
(۵) کربلا کی مثال
(۶) کمیت کا غم
(۷) اصلاح و اتحاد
(۸) چندہ کا پھندا
(۹) گالیوں کی شکایت
(۱۰) تیز مواد
(۱۱) ذریۃ البغایا
(۱۲) غلط حوالے
(۱۳) کثیر نبوت
(۱۴) ترتیب پر اعتراض
(۱۵) جواب دہی کے قادیانی اصول
(۱۶) قادیانی تحریک کی ترکیب
(۱۷) امت محمدی پر فضیلت
(۱۸) حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت
(۱۹) بروز کی تشریح
(۲۰) مرزا صاحب کی نبوت
(۲۱) حمل کی بحث
(۲۲) حضرت مسیح علیہ السلام کی شان
(۲۳) کنوئیں میں چھنے
(۲۴) حق ایجاد
(۲۵) قادیانی لام
(۲۶) قرآنی احکام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

قادیانی حساب

(۱) تمہید

سال گذشتہ قادیانی صاحبان نے سکرٹری دعوۃ و تبلیغ جماعت عالیہ احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام پر ایک رسالہ حیدرآباد سے شائع کیا "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" اس کے جواب میں ہماری ایک کتاب شائع ہوئی "قادیانی مذہب" پھر قادیانی صاحبان نے غلام قادر شرق صاحب جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ بنگلور کے نام پر دوسرا رسالہ شائع کیا "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس رسالہ کے مضامین بہت غیر معتدل سے تھے۔ ان کو پڑھ کر بھید کھلا کہ حیدرآباد چھوڑ کر اس کو بنگلور سے کیوں شائع کیا گیا۔ تاہم یہ رسالہ حیدرآباد میں بکثرت تقسیم ہوا۔ اس کے جواب میں بھی ایک رسالہ "قادیانی جماعت" ہم نے شائع کر دیا کہ جو الزام دیئے گئے اور مغالطے پیدا کیے گئے۔ ان کا ازالہ ہو جائے۔

امسال قادیانی صاحبان نے پھر ایک رسالہ "احمدی جماعت" ان ہی غلام قادر شرق صاحب جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ بنگلور کے نام پر شائع

کیا اور حسب سابق اس کو بھی حیدر آباد میں خوب تقسیم کیا۔ مضامین اس کے بھی بہت غیر معتدل ہیں۔ مگر اس میں اور پہلے رسالہ میں ایک نمایاں فرق ہے۔ وہ یہ کہ پہلے رسالہ کا لہجہ بہت جارحانہ تھا اور اس کا لہجہ نہایت مظلومانہ ہے۔ پہلا رسالہ **رجز** تھا اور یہ **نوحہ** ہے۔ مگر الزام اور مغالطوں کی اس میں بھی کمی نہیں۔ حسب سابق حکومت اور حکام تک کو لپیٹا ہے۔ ؎

درازدستی ایں کوتہ آستیناں بیں

اس رسالہ میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ:-

"ہم نے پبلک کو برنی صاحب کے جواب کا وعدہ دیا تھا اور انتظار کی درخواست کی تھی اب انشاء اللہ پہلا جواب جماعت احمدیہ حیدر آباد کی طرف سے ان سطور کے ساتھ دو یا چار روز بعد پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا"

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دو چار روز بعد قادیانی صاحبان کی طرف سے ایک کتاب "تصدیق احمدیت" حیدر آباد میں تقسیم اور فروخت ہونے لگی۔ یہ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کا جواب ہے۔ سید بشارت احمد صاحب جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ قادیان سے طبع ہو کر آئی ہے۔ حیدر آباد۔ بنگلور اور قادیان کے اتحاد عمل سے کام میں کیسی سہولت ہو گئی۔ "تصدیق احمدیت" کی دلچسپ خصوصیت اس کی ہیئت ترکیبی ہے۔ عبارت کو دیکھئے کہیں چست کہیں سست۔ کہیں پختہ کہیں خام۔ اکثر مضامین بھی بے ربط و ناتمام۔ اشتراک ناقص کا لازمی انجام۔ بہر طور ہو گیا جیسا ہوا کام۔ بڑی خوبی یہ کہ جنرل سکرٹری صاحب کے نام سے کتاب شائع ہوئی کسی کی دیانت پر دھبہ نہ آیا سکرٹری صاحب کو ہر طرح حق نیابت حاصل ہے۔ خاص کر جب کہ سند وکالت بھی حاصل ہو۔ تاہم ؎

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

ہماری پہلی کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" یوں تو قادیانی صاحبان کو سخت ناگوار گزری۔ تاہم جس حد تک بھی انہوں نے اسکی قدر فرمائی۔ اس کا شکریہ واجب ہے چنانچہ فرماتے ہیں:-

برنی صاحب کے نام نہاد علمی محاسبہ سے اور کچھ نہیں توکم ازکم اس قدر فائدہ تو ہو چکا ہے کہ بعض طبائع میں اس ذریعہ سے تحقیق حق کی خواہش پیدا ہو گئی ہے اور ہم بھی خدا سے یہی چاہتے۔ تھے کہ لوگوں میں احمدیت کے متعلق تحقیق کا شوق پیدا ہو۔ برنی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ع

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد" (تصدیق احمدیت صفحہ ۷)

تصدیق احمدیت کے شروع میں جو معذرت درج ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے دوسرے ایڈیشن کا انتظار ہو رہا ہے کہ جدید ترتیب اور مزید مضامین کے ساتھ ایک بڑی کتاب کی شکل میں نمودار ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ قادیانی صاحبان کا انتظار پورا ہو گیا اور حسب دلخواہ کتاب حاضر ہے ہم نے اس سلسلہ میں تیز مواد کا وعدہ کیا تھا سو کچھ فی الحال پیشکش ہے۔ ذرا بھی حس باقی ہو تو اسی قدر کافی ہے۔ تاہم مزید آئندہ۔ انشاء اللہ۔

قادیانی صاحبان نے اول بھی ہم کو تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی۔ اور ہم نے معذرت چاہی تو اپنے پہلے رسالہ میں اعلان کیا کہ:-

"ہمارے ایک نمائندے نے جو جلسہ میلاد النبی و تذکرہ میں شریک تھے۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی۔ لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علمائے کرام سے رجوع کیا جائے یہ جواب قابل غور ہے۔"

(رسالہ ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی صفحہ ۱)

اس اعلان کے بعد قادیانی صاحبان نے جلسے بھی کئے جن میں ہمارا خاص ذکر مذکور رہا۔ بالآخر ہم نے "قادیانی مذہب" کتاب لکھ کر فرمائش کی تعمیل کر دی۔ اپنی کتاب "تصدیق احمدیت" میں پھر ہم کو اصرار سے دعوت دی ہے ہم اس توجہ فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ تکمیل فرمائش میں کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ البتہ بنگلور کے جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ جو اس دعوت کے خلاف رسالے نکال رہے ہیں ان کی تاویل و ترید حیدرآباد کے جنرل سکرٹری صاحب کے ذمہ ہے جنہوں نے ہم کو دو بارہ دعوت دی ہے کہ:۔

"کیا ہم امید کریں کہ برنی صاحب خود یا تعلیم یافتہ پبلک کے زور دینے سے اس میدان میں آئیں گے؟ اس سے بڑھ کر ہم خرما و ہم ثواب اور کیا ہو سکتا ہے۔"

(تصدیق احمدیت ص۵۹)

قادیانی کتابوں کے معاملہ میں چونکہ شکایت کی صورت پیش آئی یہ شکایت لکھ دی اس کے بعد جو کتابیں ملیں تو اسکی کیفیت اور شکریہ بھی قادیانی مذہب کے دوسرے ایڈیشن میں پیش کر دیا۔ تصدیق احمدیت میں جو کتابیں عنایت کرنے کا مزید اعلان کیا گیا ہے کہ:۔

"آئندہ کے لئے بھی یہ صاف اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ جب چاہیں نہ صرف قیمتاً بلکہ مفت یا مستعار بھی کتابیں ہمارے پاس سے طلب کر سکتے ہیں۔"

(تصدیق احمدیت ص۳۰)

اس اعلان کا بہت بہت شکریہ۔ ہمیں یقین ہے کہ اس کی پوری پابندی ہوگی اور انشاء اللہ حسب سابق قیمت بھی پیشکش ہوگی بہت سی کتابیں خریدنے کے بعد بھی متعدد ضروری کتابیں ملنی باقی ہیں۔ اپنی طرف سے بھی تلاش جاری ہے۔ بصورت مجبوری تکلیف دی جائے گی۔ اطمینان فرمائیں۔

قادیانی صاحبان نے اپنے دونوں رسالوں اور اپنی کتاب میں جو عذرات اور اعتراضات پیش کئے ہیں۔ ان کے متعلق وافر معلومات "قادیانی مذہب" اور "قادیانی جماعت" میں موجود ہیں۔ ان دونوں کے جدید اڈیشن بھی شائع ہو گئے ہیں۔ تاہم بعض امور جن کو حال میں قادیانی صاحبان نے پیش کیا ہے۔ ذیل میں واضح کرتے ہیں۔

(۲) ابتداء کی بحث

اول رسالہ "احمدی جماعت" کو لیجئے۔ قادیانی صاحبان نے کس طرح بحث پیدا کی اور ہم کو زبردستی اس میں گھسیٹ لیا۔ حیدرآباد اس سے بخوبی واقف ہے۔ "قادیانی مذہب" اور "قادیانی جماعت" میں بھی اس کی پوری کیفیت درج ہے۔ واقعات کا انکار تو مشکل تھا اور سچ بات ماننے سے الزام آتا تھا۔ اس لئے اصل واقعہ سے پیچھے ہٹ کر جدید رسالہ "احمدی جماعت" میں سال بھر سوچ کر یہ شکایت نکالی گئی کہ۔

"شاہی عاشور خانہ کے جلسہ میلاد کے کارکن کئی سال سے ایک ایسی تقریر رکھا کرتے تھے کہ جس سے احمدی جماعت کی تردید مقصود ہوتی تھی۔ چنانچہ اس جگہ ایک صاحب نے لعنت لعنت کے نعرے لگوائے۔"

واقعی سچ بولنے کی حد ہو گئی اور عام و خاص سب کو کامل یقین ہو گیا کہ راست بازی قادیانی صاحبان ہی کا حصہ ہے۔ حیدرآباد میں قادیانی صاحبان کے ساتھ جو رواداری اور حسن خلق برتا گیا۔ ہندوستان میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ لیکن اس کا جو ثمرہ مل رہا ہے وہ بھی کچھ کم سبق آموز نہیں۔

(۳) سیاسی چکر

قادیانی صاحبان ہر جگہ سیاسیات میں پڑ جاتے ہیں۔ خوب پینگ بڑھاتے ہیں۔ کوئی بولے تو جھنجلاتے ہیں۔ اتہام سے دھمکاتے ہیں۔ حد سے گزر جاتے ہیں پھر بعد کو پچھتاتے ہیں تو بات بناتے ہیں۔

چنانچہ اپنے پہلے رسالہ میں ہم پر بگڑے تو فرار کے جوش میں ایسے مدہوش ہوئے کہ آداب و مراتب کی بھی تمیز کھو بیٹھے۔ بات کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ملاحظہ ہو:۔

> "تعجب ہے کہ حکیم السیاست سلطان دکن تو تاج برطانیہ کا یار وفادار کہلانا باعث فخر سمجھیں مگر برنی صاحب نے رسالہ کے صفحات ۱۶ اور ۱۰۳ پر اس قدر انتہائی وفاداری کی تعلیم کے نیچے خط کھینچ کر لوگوں میں حقارت بغاوت کے جذبات کی آگ مشتعل کریں۔"

(الیاس برنی کا علمی محاسبہ صفحہ ۳ مولفہ غلام قادر شرف صاحب قادیانی)

اپنے رسالہ "قادیانی جماعت" میں اس الزام کا جواب دیتے ہوئے ہم نے قادیانی صاحبان کو تنبیہ کی تھی کہ بے سروپا اتہامات کے ضمن میں حضرت اقدس بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو بحث میں لا کر اس طرح اظہار تعجب کرنا آخر کیا معنی پیدا کرتا ہے۔ اگر یہ حرکت دانستہ ہے تو خوفناک ہے اور نادانستہ ہے تو شرمناک۔ تجربہ کار مبلغین اور قادیانی عہدہ داران کو اپنی ذمہ داری معلوم ہونی چاہیئے۔ رہا یہ عذر کہ دوسروں کے نام سے رسالہ بنگلور سے چھپ کر آیا ہے اس سے تو اور اشتباہ بڑھتا ہے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔

بالآخر قادیانی صاحبان نے پہلو بدل دیا دوسرے رسالہ میں خصوصیت سے

اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ اس کا اعتراف کیا ع چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔

قادیانی صاحبان تو اپنے آپ کو ایک مذہبی گروہ بتاتے ہیں۔ ان کو سیاسیات میں اس قدر الجھنے کی ضرورت کیا ہے برطانوی ہند میں بھی مدت سے اپنی وفاداری اور امن پسندی کے ترانے گاتے رہے اور بظاہر امن پسند بنے رہے لیکن خدا جانے کیا اندرونی صورتیں پیش آئیں کہ حکومت ہند جیسی بیدار اور مدبر حکومت کے متعلق میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے حال ہی میں اس شکایت کا اعلان کیا کہ:۔

"احمدیت یعنی قادیانی تحریک کے ابتداء میں انگریز مخالف تھے سوائے چند ابتدائی ایام کے جب کہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ ہمیں غصہ سے دیکھتے ہیں اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔

انگریز شاید خیال کرنے لگے ہیں کہ اتنی بڑی منظم جماعت مخالف ہو گئی تو ہمارے لئے بہت پریشانیوں کا موجب ہو گی اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ جماعت احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی فرمان برداری کی جائے تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالف کس طرح ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ گر بہ کشتن روز اول کے مطابق ہمیں دبا دینا ضروری سمجھتی ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان بابت ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء)

(۴) احتیاط کی بات

اللہ رے رعب ایمانی اور سطوت سلطانی۔ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم و فدائی امیر المومنین خلد اللہ ملکہٗ کی بارگاہ میں عقیدت

پیش کرتے ہوئے قادیانی صاحبان کس احتیاط سے جناب مرزا صاحب کا تعارف کراتے ہیں کہ **خاتم الاولیاء** سے زیادہ زبان نہیں کھلتی۔ اور فی الحقیقۃ دعاوی کیا ہیں نمونۃً ملاحظہ ہوں :-

"خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اور خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی نبوت ثابت ہوسکتی ہے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اگر کوئی شخص متلی بالطبع ہوکر اس بات پر غور کریگا تو .... روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے۔ آنحضرت صلعم نبی رکھیں کرشن نبی رکھے، زرتشت نبی رکھے۔ دانیال نبی رکھے اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جاری ہوں لیکن باوجود ان شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی رہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۹۸ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے کہ جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لیے

بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرلو اور اپنی راہیں درست کرو۔"

(اربعین ۲ صفحہ ۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۵) کربلا کی مثال

قادیانی صاحبان امن و عافیت کا اعتراف کرنے کے بعد بھی اپنے حق میں کربلا کا نقشہ کھینچتے ہیں اور حسب عادت تمثیلات کو بے ادبی تک پہنچاتے ہیں. مثلاً یہ کہ "اہل بیت (یعنی قادیانیوں) پر پانی بند کرا دیا" ان کو معلوم ہونا چاہئیے کہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد اہل بیت اطہار کے فدائیوں سے آباد و بامراد ہے البتہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خاص الہام اخرج منہ الیزیدیون یعنی قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے۔ حتیٰ کہ مرزا صاحب کی تحقیق کے بموجب چودھویں صدی کا دمشق بھی قادیان ہے گویا اس زمانہ کے یزید کا صدر مقام ہے۔ یزید تو اس درجہ بدنام ہے لیکن اس عبارت

کا کیا انجام ہے۔ ملاحظہ ہو :۔

"افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے خلاف ہے جیسا کہ آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے۔ عورتوں میں سے تو نہیں تھے (اللہ رے گستاخی۔ المؤلف) حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے۔

ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گذر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے ......

...... ایسا ہی خدا نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا کے نبیوں نے اسکی تعریف کی ہے اور اسکو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے ...... پس اگر درحقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہیئے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔"

(نزول المسیح ص ۴۵ تا ۵۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مزید براں مرزا صاحب کے چند اشعار مع ترجمہ مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہوں۔ قصیدہ اعجازیہ جو مرزا صاحب کا خالص الہام ہے ایسی ہی خوش عقیدگیوں کا مجموعہ ہے :۔

وقالوا على الحسنين فضل نفسه ﴿ اقول نعم والله ربي سيظهر

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور امام حسین سے اپنے تئیں افضل سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں افضل سمجھتا ہوں، اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا کہ میں افضل ہوں۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۵۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وشتان ما بینی و بین حسینکم　　فانی اوید کل آن و انصر
واما حسین فاذکروا دشت کربلا　　الی ھذہ الایام تبکون فانظروا

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر امام حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وانی قتیل الحب ولکن حسینکم　　قتیل العدا فالفرق اجلی واظہر

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا صاحب ہر آن کربلا کی سیر کرتے ہیں اور اپنی جیب میں سو حسین ڈالے پھرتے ہیں۔ (استغفر اللہ)

"کربلائیست سیر ہر آنم　　صد حسین است در گریبانم"

(درثمین صفحہ ۲۸۷ مجموعہ کلام غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) کھیت کا غم

قادیانی صاحبان کے واویلا کا اصلی راز کیا ہے۔ خود ہی فرماتے ہیں: "ہم کو

خوف ہے تو صرف یہ کہ ہمارا کھیت تباہ نہ ہو جائے" اور مسلمانوں کا عام خیال ہے کہ خدا اچپل سیین (ناگ پھنی) سے نجات دلائے۔ قادیانی صاحبان کے کھیت میں جو فصل کاشت ہوتی ہے اس کی حقیقت خود ان ہی کی زبانی سنئے کیسی زہریلی پیداوار ہے۔ خدا محفوظ رکھے۔

اوّل میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد ملاحظہ ہو :۔

"یہ وہ امور ہیں جن پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہیئے ان میں فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مولوی سید محمد احسن صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول) بھی آپ کا ادب فرماتے تھے اور وہ اپنے علم وفضل اور اسلام کی خدمات کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں اور وہ اس جلسہ شوریٰ کے پریسیڈنٹ ہوں . . . . .

. . . . . پھر میں کہتا ہوں کہ مولوی (سید محمد احسن) صاحب کا جو درجہ ان کے علم اور رتبہ کے لحاظ سے ہے وہ تم جانتے ہو حضرت (مرزا صاحب) بھی ان کا ادب کرتے تھے۔"

(منصب خلافت صفحہ ۵۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

ذیل میں مولوی سید محمد احسن صاحب کا فتویٰ ملاحظہ ہو جس کا صاحب موصوف نے لاہوری جماعت کے سلسلہ میں اعلان کیا :۔

"صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اور اسی لئے میں اس خلافت سے جو محض ارادی ہے سیاسی نہیں صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کے عند اللہ اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں جو میرے سر پر تھی اور حسب ارشاد الٰہی قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین اپنی بریت کا اعلان کرتا ہوں

اور جماعت احمدیہ کو اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاحبزادے صاحب کے یہ عقائد۔
(۱) سب اہل قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ (۲) حضرت مسیح موعود کامل حقیقی نبی ہیں جزوی نبی یعنی محدث نہیں (۳) اسمہ احمد کی پیش گوئی جناب مرزا صاحب ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہیں اور اس کو ایمانیات سے قرار دینا ایسے عقائد اسلام ہیں موجب ایک خطرناک فتنہ کے ہیں جن کے دفع کے لیے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی کا فرض اولین ہے یہ اختلاف عقائد معمولی اختلافات نہیں بلکہ اسلام کے پاک اصول پر حملہ ہے۔"

اس اعلان سے بھی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہیں بچے۔ بلکہ اقرار کر لیا کہ:-

"یہ تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی) صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں اول یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیتہ اسمہ احمد کی پیش گوئی مذکورہ قرآن مجید کے مصداق ہیں سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کیے۔"

(آئینہ صداقت ص۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

یہ ہے قادیانی کھیتی جس کو حیدرآباد میں سرسبز دیکھنا چاہتے ہیں اور جس کے تباہ ہو جانے کا انہیں از حد خوف ہے۔

(۷) اصلاح واتحاد

یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ احمدی جماعت باوجود سختیوں کے اصلاح

اتحاد المسلمین کی مبارک سعی کو نہ چھوڑے گی۔ اس مبارک سعی کے اصول بھی ذیل میں ملاحظہ ہوں:۔

"حضرت مسیح موعود کا حکم ہے بلکہ سخت حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔"

(برکات خلافت ص۷۵، مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے ان لوگوں (غیر احمدیوں) کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی ہو کر کافر (غیر احمدی) کو دیتے ہو۔"

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"لکھنؤ میں ہم (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے وہ بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے میں نے انکو کہا کہ آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔"

(انوار خلافت ص۹۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں

کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہی ہوا اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے"

(انوار خلافت صد ۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ ہیں وہ اصول جن کی بنا پر قادیانی صاحبان نے حیدر آباد میں اصلاح و اتحاد کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

(۸) چندہ کا پھندا

قادیانی صاحبان نے چندہ کا بھی رونا رو دیا ہے۔ بلکہ سچ پوچھیئے تو یہی اصل رونا ہے سو اس کی کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان مسلمانوں سے میل بڑھاتے ہیں پھر ان سے چندہ اُگھاتے ہیں اپنے کام بناتے ہیں اسلامی کام بتاتے ہیں۔ جب مسلمان سمجھ جاتے ہیں تو چندہ سے پچھتاتے ہیں۔ اس پر قادیانی صاحبان جھنجلاتے ہیں جان کھاتے ہیں۔ واویلا مچاتے ہیں۔

اگر زمانہ سازی چھوڑ کر قادیانی صاحبان اپنے مذہب کی پابندی کریں تو مرزا صاحب کے نزدیک مسلمانوں میں ایسے کیڑے پڑ گئے ہیں کہ ان سے الگ اور بے تعلق رہنے کی ہدایت ہے۔ پھر مسلمانوں کے رفاہی کاموں میں شریک ہونے کی ممانعت ہے پھر مسلمانوں کے مقابلہ پر تیار رہنے کی اشاعت ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۱) یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریاپرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت

کے ساتھ ملانا یا اُن سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں"
(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۶)

(۲) "کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہے۔ آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیر احمدیوں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو اپنی انجمن کا ممبر بنایا۔ اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا" (ابتدا میں تو مدت تک مرزا صاحب نے اسلام کے نام پر مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا۔ خود کتابوں میں اعتراف موجود ہے چنانچہ اسی چندہ سے بنیاد جمی۔ اور آج کے دن تک مسلمانوں کو بہلا بہلا کر چندہ وصول کیا جاتا ہے۔ البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کے رفاہ میں مرزا صاحب نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا اور آج بھی رفاہ کا نام ہے قادیان کا کام ہے۔ للمولف)

"حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڈھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی۔ اور وہاں کے جناب سکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہیں۔ لہذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی کوشش کے حضور (مرزا صاحب) نے انکار ہی فرمایا۔ پھر سر سید صاحب (مرحوم) کے چندہ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے۔ لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا۔ حالانکہ اپنا خود مدرسہ جاری کیا ہوا تھا"
(کشف الاختلاف صفحہ ۱۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۳۰) قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرے تو ایک مومن دس پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہؓ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے۔ ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں چھپن (۵۶) ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے، صرف اسی ضلع گورداسپور میں تیس ہزار احمدی ہیں۔ مگر فرض کرلو یہ تعداد درست ہے اور فرض کرلو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد ہیں تب بھی یہ ۷۵-۷۶ ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی سو کے مقابل میں رکھا جائے۔ تو ہم ۷۵ لاکھ کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر ہمارا ایک آدمی ہو۔ تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے۔ (کیسے صحیح اور وسیع معلومات ہیں۔ للمؤلف) پس سارے مسلمان مل کر بھی جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۳۴ء)

(۹) گالیوں کی شکایت

جناب مرزا صاحب کی تحریرات دیکھئے تو خود بھی دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ دوسروں سے جو گالیاں سنتے ہیں ان کو اپنی تحریرات میں نقل کرتے ہیں اور لطف یہ کہ اکثر شرط لگا لگا کر خود بھی اپنے آپ کو گالیاں دے لیتے ہیں کہ اگر یوں ہو تو میں ایسا۔ یوں نہ ہو تو میں ویسا۔ ان تحریرات سے اقتباسات میں اکثر تینوں قسم کی گالیاں آجاتی ہیں تو قادیانی صاحبان

بگڑتے ہیں اور گالیوں کی فہرستیں بنا کر تہمت لگاتے ہیں کہ فلاں صاحب نے اتنی گالیاں لکھیں اور فلاں نے اتنی۔ حالانکہ ان کا قصور نقل کے سوا کچھ بھی نہیں اور دنیا جانتی ہے کہ نقل کفر کفر نباشد۔ وہ بھی بدرجۂ مجبوری کرہاً نقل کرنا پڑتا ہے کہ اخلاق و تہذیب کا صحیح اندازہ ہو جائے۔

قادیانی صاحبان بلکہ خود جناب مرزا صاحب کی جوابی کتابوں سے مقابلہ کیجئے تو "تصدیق احمدیت" نسبتاً غنیمت ہے بدزبانی معمول سے کم ہے بریں ہم بدمذاقی اس جماعت کی سرشت میں داخل ہے اس کے بغیر اچھے اچھوں کا دل نہیں بھرتا۔ ملاحظہ ہو:۔

"جناب برنی صاحب نے . . . . . بذریعہ ایک دوسرے رسالہ موسومہ "قادیانی جماعت" کے اپنے موجودہ رسالہ "قادیانی مذہب" سے زیادہ تیز مواد باقی رہنے کی دھمکی دی ہے۔ گویا بنگلوری ٹرمکیٹ نے حضرت کے لئے منضج کا کام کیا۔ بہتر ہے ہم بھی منتظر رہیں گے کہ برنی صاحب اپنا یہ مواد فاسد خارج کریں تاکہ معقول تبرید کا انتظام کیا جائے۔"

(تصدیق احمدیت صفحہ)

کس مواد کے وعدہ پر قادیانی صاحبان کس مواد کے انتظار میں مبتلا ہو گئے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ اس ضرورت کے واسطے ان کو اپنے مرکز کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ آئندہ اس بارہ میں مفصل ہدایت درج ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ بدزبانی اور دل آزاری قادیانی صاحبان کی طبیعت ثانی بن گئی ہے۔ دوسروں کا تو ذکر کیا۔ آپس میں بھی کچھ کسر اٹھا نہیں رکھتے اور اس پہ یہ دیدہ دلیری کہ دوسروں کو الزام دیتے ہیں۔ دوسروں کی شکایت کرتے ہیں خود قادیانی اکابر کی تہذیب قابل ملاحظہ ہے:۔

"خود جناب میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) نے مسجد میں جمعہ کے دن خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی جلتی بھڑکتی آگ - دنیا کی بدترین قوم اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے"

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ پیغام صلح لاہور ۲۳ جون ۱۹۳۴ء)

(۱۰) تیز مواد

رسالہ احمدی جماعت کے بعد اب "تصدیق احمدیت" کو لیجئے شروع دیباچہ ہی میں صفحہ ۴ پر سکریٹری صاحب فرماتے ہیں :-

"گویا بنگلوری ٹریکٹ نے حضرت کے لیے منضج کا کام کیا - بہتر ہے - ہم بھی منتظر رہیں گے کہ برنی صاحب اپنا یہ مواد فاسد خارج کرلیں .تاکہ معقول تبرید کا انتظام کیا جائے"

اگر سکریٹری صاحب اور ان کے رفیقوں کو جناب مرزا صاحب کی مصاحبت کا شرف نصیب ہوتا تو یہ اپنے اس شعبہ کی خدمات سے بہت ثواب کماتے جناب مرزا صاحب کو اس شعبہ سے فطرتاً بہت سابقہ پڑتا تھا بلکہ شب و روز کا یہ خاص مشغلہ تھا - چنانچہ خود فرماتے ہیں :-

"باوجودیکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں - مگر جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے - تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی"

(کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۹ مجموعہ ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"میں ایک دائم المرض آدمی ہوں ...... بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے۔ اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔ اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"دوسری مرض ذیابیطس تقریباً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے ......

اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عالم سے رخصت ہوتے وقت بھی یہ شعبہ خصوصیت سے مصروف کار تھا۔ چنانچہ جناب مرزا صاحب کے انتقال کی تفصیل میں صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اپنی والدہ صاحبہ کا چشم دید بیان تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا ....

لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے .... اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہو گئے .... اس کے بعد ایک اور دست آیا۔ اور پھر آپ کو قے آئی .... اور حالت دگرگوں ہو گئی۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

جناب مرزا صاحب کے انتقال کا جو اعلان شایع ہوا۔ اس میں بھی یہ اسہالی خصوصیت بطور یادگار درج کی گئی چنانچہ یوں شروع ہوتا ہے:۔

"برادران جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے حضرت امامنا مولانا حضرت مسیح موعود مہدی معہود مرزا صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری

بہت دیر سے تھی۔ اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی۔ حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کی تھی ......

...... اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو .... پھر اسی بیماری کا دورہ شروع ہو گیا .... اور قریباً گیارہ بجے ایک دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی ....

...... دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا جس سے نبض بالکل بند ہو گئی .... ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی تھر ت طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی اس لیے ہم پاس ہی ٹھیرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔ مگر پھر نبض واپس نہ آئی "۔

(ضمیمہ اخبار الحکم قادیان غیر معمولی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

بہر حال منضج کی تو ضرورت نہ تھی البتہ اگر سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کچھ تبرید کا مستقل انتظام کر دیتے تو کیسا کار ثواب تھا۔ مگر یہ خدمت قسمت میں نہ تھی تو آج ادھر ادھر توقع لگاتے ہیں انتظار کی زحمت اٹھاتے ہیں۔

(۱۱) ذریتہ البغایا

یوں تو جناب مرزا صاحب کی تحریرات میں گالیاں کچھ کم یاب نہیں۔ جا بجا موجود ہیں لیکن اکثر گالیاں انفرادی ہیں یا مولوی جماعت کے نام کی ہیں ان کا جواب بھی مل چکا ہے اس لیے قادیانی صاحبان کو ان کی چنداں فکر نہیں بلکہ اُلٹا ان کی صحت

اور اُن کے جواز پر اصرار ہے البتہ عادت کی رو میں بعض مقامات پر گالی اس طرح بھی قلم سے نکل گئی کہ اس کی زد بالعموم تمام مسلمانوں پر پڑے اس گالی کی البتہ قادیانی صاحبان کو ازحد فکر ہے کہ کہیں مسلمانوں کے دل میں بیٹھ گئی تو بڑی مشکل ہوگی اس لیے وہ بڑی کوشش میں ہیں کہ اول تو یہ گالی گالی ہی نہ رہے حالانکہ مرزا صاحب کی دوسری گالیوں سے قادیانی صاحبان کو ذرا بھی انکار نہیں دوسرے یہ کہ اگر گالی نہ ٹل سکے تو کم از کم مسلمان اُس کے مخاطب نہ سمجھے جائیں بلکہ دوسروں کو جا لگے کہ کچھ نہ کچھ تو ذمہ داری ٹلے قول الکل صاف ہے اس میں کسی موشگافی کی کیا ضرورت اور گنجائش ہے ملاحظہ ہو :-

تلک کتب ینظر الیہا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفہا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبہم فہم لا یقبلون۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)	ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور مجھے قبول کرتے ہیں اور میری دعوت کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر بدکار رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

قادیانی صاحبان نے اپنی متعدد کتب اور نیز تصدیق احمدیت صفحہ ۱۳۵-۱۳۶ میں کھینچ تان کر کے اس کی یہ تاویل پیش کی ہے کہ یہاں ذریۃ البغایا کے مخاطب مسلمان نہیں بلکہ ہندو اور عیسائی ہیں گویا الا کے استثناء سے مسلمان مستثنیٰ ہیں تو پھر اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ گویا جس قدر مسلمان ہیں سب نے مرزا صاحب کو قبول کیا اور ان کی دعوت کی تصدیق کی ان کی کتابوں کو محبت کی آنکھ سے دیکھا اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھایا۔ گویا کہ قادیانی بن گئے البتہ ہندوؤں اور عیسائیوں نے مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا۔ گالی سے بچا کر یہ تو مسلمانوں پر بڑا احسان کیا لیکن قلم سب کو

قادیانی بنا دیا نعوذ باللہ۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔ بے بنیاد تاویلات کا یہی انجام ہوتا ہے عبارت صاف ہے اور قادیانی صاحبان کی تاویل بھی موجود ہے۔ لوگ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ذریۃ البغایا سے مرزا صاحب کی مراد کون ہیں۔

اب رہی دوسری بحث کہ ذریۃ البغایا کے کیا معنی ہیں۔ قادیانی صاحبان کی تحقیق ہے کہ اس کے معنی ہیں "ہدایت سے دور لوگ" تاج العروس کا حوالہ دیا ہے ممکن ہے کسی عبارت کی کتر بیونت سے یہ معنی پیدا کئے گئے ہوں لیکن بغایا کے معنی اس درجہ معروف و مسلم ہیں کہ اس میں سخن سازی کے سوا اختلاف کی گنجائش نہیں۔ تاہم قادیانی صاحبان نے من مانے معنی لکھ دئے۔ ذیل میں بغایا کے اصلی معنی ملاحظہ ہوں۔

عربی لغات میں لسان العرب کا جو رتبہ ہے اہل علم پر بخوبی روشن ہے مشہور امام نعت ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے۔

"البغایا الاماء لانھن کن یفجرن"	بغایا باندیوں کو کہتے ہیں کیونکہ بدچلنی ان کا شیوہ تھا۔

پھر ابن خالویہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ثم کثر فی کلامھم	پھر کثرت استعمال سے بالآخر اس کا اطلاق بالعموم
حتی عموا بہ الفواجر	فاجرہ یعنے بدچلن عورتوں پر ہونے لگا خواہ باندیاں
اماءً کن او حرائر"	ہوں خواہ آزاد۔

اس سے بھی بڑھ کر علامہ راغب اصفہانی کی مشہور لغت قرآن المفردات ملاحظہ ہو۔

"بغت المرءۃ بغاءً اذا	بغت المرءۃ بغاء اس وقت بولتے ہیں
فجرت وذلک لتجاوزھا	جب عورت بدچلن ہو جائے اور یہ اس لئے
الی ما لیس لھا قال	کہتے ہیں کہ وہ اپنی حد سے جو اس کے لئے ہے
عز وجل ولا تکرھوا	نکل جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ باندیوں کو
فتیاتکم علی البغاء"	بدکاری پر مجبور نہ کرو۔

اب قرآن مجید میں اس لفظ کے دیگر محل ملاحظہ ہوں۔ اُردو میں سب سے اول مستند ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ملاحظہ ہو۔

قالت انّٰی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیاً۔ (سورہ مریم رکوع ۲)۔	(مریم) بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور مجھ کو نہیں لگا آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں بدکار۔
یا اخت ھٰرون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیاً (سورہ مریم رکوع ۲)	اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ بُرا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار۔

اس کے سوا ملاحظہ ہو قرآن مجید مترجم مترجمہ فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؒ (قادیانی) شاہ صاحب قادیان میں مفتی اعظم بھی ہیں اور جناب مرزا صاحب کے خاص صحابی بھی ہیں۔ مندرجۂ بالا آیات قرآنی کا ترجمہ شاہ صاحب یوں فرماتے ہیں۔

آیۃ اول:۔ اس نے کہا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی انسان نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار تھی۔

آیۃ دوم:۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ بُرا مرد تھا اور نہ ہی تیری والدہ فاحشہ تھی۔

خدا کی قدرت کہ مرزا صاحب نے بھی حسب عادت بغیۃ کی گالی دوسرے موقع پر اپنے ایک حریف مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کو دی اور خود ہی اس کا ترجمہ بھی لکھ دیا۔ شاید قادیانی صاحبان کی اب تک اس پر نظر نہیں پڑی یا اس کو مصلحتاً نظر انداز کر دیا گیا کہ دوسروں کو کیا علم ہوگا۔ بہرحال ملاحظہ ہو:۔

"رقصت کرقص بغیۃ فی مجالس | تونے بدکار عورت کی طرح رقص کیا"

(حجۃ اللہ صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے سوا ملاحظہ ہو:۔

(۱) "و یتزوجون البغایا۔	در نکاح خود می آرند زنان بازاری
(۲) فلاشك ان البغایا قد خربن بلد اننا۔	پس ہیچ شک نیست کہ زنان فاحشہ ملک ما را خراب کردہ اند
(۳) ان البغایا حزب نجس فی الحقیقۃ۔	زنان فاحشہ در حقیقت پلید اند
(۴) ان نساء دار ان کن بغایا فیکون رجالہا دیوثین دجالین۔	اگر زنان آن قوم فاحشہ شدند پس مردان آن قوم دیوث و دجال می باشند

(نجم الہدیٰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) غلط حوالے

قادیانی صاحبان نے غلط حوالوں کی بھی بہت دھوم مچائی۔ یہ ان صاحبان کا پرانا داؤ ہے۔ چند غلطیاں کتابت کی یا طبع زاد کتاب بھر میں سے ڈھونڈ نکالیں اور بانس پر چڑھا دیں۔ گویا ایسی چند غلطیوں سے تمام کتاب غلط ہوگئی۔ قادیانی صاحبان کو فراغت ہوگئی لیکن آجکل یہ ترکیبیں نہیں چلتیں۔ لوگ ان کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوچکے ہیں کہ غلطیاں نکالنے میں کس درجہ غلط بیانی شریک کی جاتی ہے۔ مثلاً چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

(۱) "تیسرا اور چوتھا حوالہ حمامۃ البشریٰ ص ۹۷ کا ہے لیکن ہمیں حمامۃ البشریٰ مطبوعہ ۱۳۱۱ھ میں یہ عبارت کہیں نہیں ملی۔" (تصدیق احمدیت ص ۴۶)

گویا محولہ بالا عبارت ہم نے اپنی طرف سے یوں ہی حوالہ دے کر شریک کر دی۔ یہ عبارت حسب حوالہ حمامۃ البشریٰ میں پہلے اڈیشن کے صفحہ (۹۷) پر موجود ہے اور نیز اسی صفحہ ۹۷ کے حوالے سے دوسرے اڈیشن کے صفحہ (۹۶) پر درج ہے لیکن اس پر بھی قادیانی صاحبان کو نظر نہ آسکے تو اس کا کیا علاج ہے۔ غلط بیانی کی بھی حد ہونی چاہئے۔

(۲) "حضرت اقدس مسیح موعود کی کتابوں کے حوالے سے پہلا حوالہ الوصیۃ کے ص۸ کا ہے۔ صفحہ کا حوالہ غلط ہے۔ بلکہ یہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے ص۱۱ پر موجود ہے۔"

(تصدیق احمدیت ص۸)

بہرحال مقصود یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح غلطی ثابت ہو اور واقعہ کیا ہے۔ محولہ بالا عبارت طبع اول کے ص۱۱ پر درج ہے البتہ کاتب نے اس کو ص۸ بنا دیا ہے۔ چنانچہ تازہ ترین ۱۹۳۲ء کے نویں اڈیشن میں بھی یہ عبارت اسی صفحہ کے حوالے سے ص۹ پر درج ہے لیکن قادیانی صاحبان کا اعلان ہے کہ یہ عبارت ص۱۳ پر درج ہے۔ حالانکہ ص۱۳ پر اس کا ذکر بھی نہیں نہ پہلے اڈیشن میں نہ آخری اڈیشن میں۔ یہ غلط بیانیاں جو قادیانی صاحبان کا ہتھیار ہیں۔

(۳) "یہ دونوں ایک ہی کتاب کے حوالے ہیں لیکن اس مقام پر کتاب کا نام کشتی نوح لکھا ہے اور ص۱۲ کا حوالہ دیا ہے اور تتمہ میں کتاب کا نام تقویۃ الایمان اور ص۱۶ کا حوالہ دیا ہے۔ تقویۃ الایمان اور کشتی نوح ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں اور دونوں جگہ کے اقتباسات ایک ہی عبارت سے لئے گئے ہیں۔ جو ص۱۶ مذکور پر حسب ذیل ہے۔"

(تصدیق احمدیت ص۱۹)

جب قادیانی صاحبان کو تسلیم ہے کہ ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں۔ اگر دونوں نام ایک ایک حوالہ میں لکھ دئے تو کیا برا کیا۔ اگر صرف ایک ہی نام دونوں حوالوں میں لکھ دیا جاتا تو پھر دوسرا قادیانی اعتراض کا کیا جواب تھا کہ دوسرا نام کیوں ترک کیا گیا۔ شاید اس کا علم نہ ہوگا رہا ص۱۲ کا اعتراض اگر ص۱۶ کو ص۱۲ پڑھ لیا جائے تو اس کا کیا علاج۔ ذرا اپنے مسئلے سے ملا دیکھیں کہ ص۱۲ چھپا ہے یا ص۱۶ ایسی ترکیبوں سے کیا کام بن سکتا ہے۔

(۴) "چوتھا حوالہ سراج منیر ص۴۲ کا ہے مگر سراج منیر میں اتنے صفحات ہی نہیں۔"

کل ۹۰ صفحات پر ہندسے ہیں اور باقی کے صفحات پر حروف ابجد از ج تا ن درج ہیں اس طرح جملہ سو صفحات کی کتاب ہے۔ لیکن وہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے۔ کتاب مذکور کے صلہ پر ملتی ہے"۔

(تصدیق احمدیت صلا)

بظاہر کیسی بڑی غلطی پکڑی ہے کہ حوالے میں کئی سو صفحوں کا فرق نکل آیا۔ لیکن واقعہ کیا ہے۔ جو اقتباس اول لیا گیا وہ سراج منیر کے ص۲ و ۳ پر درج ہے۔ چنانچہ یہی حوالہ لکھا گیا کہ ص۲ و ۳۔ کاتب نے د کو ۵ بنا دیا۔ اس طرح اصلی حوالہ ص۲ و ۳ کتابت میں ص۳۵ جیسا بن گیا۔ لیکن مسودہ کی نظر ثانی میں سابقہ اقتباس مختصر کر دیا گیا۔ صفحہ ۲ کی عبارت ترک ہو گئی۔ البتہ حوالہ میں صفحہ ۲ کا اندراج ہو رہ گیا۔ تاہم بقیہ اقتباس ص۳ پر موجود ہے۔ خود قادیانی صاحبان کو بھی تسلیم ہے۔ کتابت کے معمولی سہو پر بات کہاں سے کہاں پہنچا دی۔

غرض کہ قادیانی صاحبان نے اس قسم کی چند غلطیاں جا و بے جا جواب میں دہرا کر اپنے نزدیک بڑا کام کیا۔ یہ کتاب تو نہایت ناموافق حالات میں تیار ہوئی جو کتابیں پورے سامان و اطمینان سے تیار ہوتی ہیں ان میں بھی غلط نامے شریک کرنے پڑتے ہیں۔ قادیانی صاحبان کو تو اپنے جوابوں کی صحت پر بڑا ناز ہے ملاحظہ ہو۔ تصدیق احمدیت کے ص۳۰۔ پر کیسے دعوے سے لکھتے ہیں کہ برنی صاحب نے الوصیۃ میں جس عبارت کا حوالہ صفحہ (۱۰) پر دیا ہے وہ غلط ہے بلکہ یہ عبارت صفحہ ۱۳ پر درج ہے"۔ حالانکہ صفحہ ۱۳ پر اس عبارت کا پتہ بھی نہیں۔ حوالہ وہی صحیح ہے جو ہم نے لکھا۔ چنانچہ اس کی تفصیل اوپر درج ہے۔ قادیانی صاحبان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس قسم کے اعتراضات اور غلط بیانات سے علمی طبقوں میں خود ان ہی کا اعتبار گھٹ رہا ہے کہ اصل مباحث چھوڑ کر فضولیات کو طول دیتے ہیں خفیف باتوں کی

آڑ لیتے ہیں۔

غلط حوالوں کی طرح اور بھی ملتے جلتے اعتراض کیئے ہیں مثلاً تصدیق احمدیت کے ص۲۱۸ پر یہ کہ "اسمع ولدی۔ سن بیٹا" مرزا صاحب کا یہ کوئی الہام نہیں ہے" اور ترجمہ گویا ہم نے درج کر دیا۔ قادیانی صاحبان کے نزدیک نہ ہوگا۔ لیکن البشریٰ جو جناب مرزا صاحب کے الہامات کا سب سے جامع اور معتبر مجموعہ ہے اس میں نہ صرف یہ الہام بلکہ اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے چاہیں تو ملاحظہ فرمالیں۔ البشریٰ جلد اول ص۴۹۔ اگر ترجمہ نہ ہوتا تو بھی شک کی گنجائش تھی کہ شاید سہو کتابت ہو بلکہ جس دوسری کتاب کے حوالے سے اس الہام کو قادیانی صاحبان نے بدل کر اسمع وادی لکھا ہے۔ وہاں ترجمہ نہیں ہے کتابت کی خامی یا سنگ سازی کی خرابی سے ولدی کا وادی بن جانا کچھ عجب نہیں ولدی میں اس لیے کلام نہیں ہو سکتا کہ اس کی تائید میں اسی رنگ کے اور الہام بھی موجود ہیں جن سے قادیانی صاحبان بھی کسی طرح انکار نہیں کر سکتے۔ مثلاً ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی ص۸۶۔ جو خود مرزا صاحب کی خاص تصنیف ہے اس میں یہ الہام مع ترجمہ درج ہے "انت منی بمنزلۃ ولدی۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے"۔ اور مرزا صاحب کے مدارج بہت ترقی پذیر تھے بمنزلۃ ولدی سے بڑھ کر ٹھیٹ ولدی ہو گئے تو کیا تعجب ہے۔

ان غلطیوں سے اندازہ ہو سکے گا کہ قادیانی صاحبان جو دوسروں کی غلطیوں کا بڑے شد ومد سے اعلان کرتے ہیں ان میں کس قدر غلط بینی ہوتی ہے اور کتنی غلط بیانی۔

(۱۳) کثرت بیونت

جناب مرزا صاحب کی کتابیں علمی نظر سے دیکھیے تو مباحث میں ابہام اور

التباس کی کثرت ہے طول کلام و تکرار بیان نے اور یہ پیچیدگی بڑھا دی ہے نتیجہ یہ ہے
کہ بحیثیت مجموعی قادیانی لٹریچر ایک بھول بھلیاں بن گیا۔ اسی وقت کے مدنظر جناب
مرزا صاحب اور ان کے خلفا اور صحابہ کی اور تابعین کی کتابوں کا بغور مطالعہ کر کے
اور ان ہی کے اقوال کو اقتباسات کی شکل میں یکجا ترتیب دے کر اُن کے اعتقادات
و اجتہادات ان کے اصول و مسائل کو علمی محاسبے کے طور پر قادیانی مذہب کے نام سے شائع کر دیا۔
علمی طبقوں میں تو اس تالیف کی بہت قدر ہوئی اور ہو رہی ہے لیکن قادیانی
صاحبان بہت بیزار ہیں۔ وجہ ظاہر ہے لوگوں کو بطور خود قادیانی تحریک پر غور و فکر
کرنے کا موقع مل گیا۔ اور یہ طریق قادیانی صاحبان کے اغراض کے منافی ہے۔ اصل
کتابوں کا مطالعہ تو کون کرتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مصالح وقتی کے تحت وہ جس طرح
اپنے اخبارات و رسائل اور جدید تالیفات میں مذہب پیش کریں لوگ بلاتحقیق اس کو
اسی طرح مان لیں تو اسی میں کامیابی ہے۔
چنانچہ ناخوش ہو کر غلط حوالوں کی طرح کتر بیونت کا بھی قادیانی صاحبان نے
الزام دیا ہے۔ مدافعت اور معذرت کا یہ بھی ایک عام طریق ہے کہ اقتباس نامکمل ہیں۔
ناقص ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے اول جامع مباحث قرار دیے۔ ہر بحث کے ذیلی عنوانات
قرار دیے۔ ہر عنوان کے تحت متعلقہ اقتباسات درج کیے اور پھر سب کو مناسب ترتیب دے کر
یکجا پیش کیا۔ یہی تالیف کا علمی طریق ہے تعلق کی حد تک پورے پورے اقتباسات پیش کیے
گئے کئی کئی اقتباسات جمع کیے گئے تاکہ شک و شبہ کی گنجایش نہ رہے بخوبی تصدیق و
توثیق ہو جائے اس پر بھی قادیانی صاحبان کتر بیونت کا الزام دیتے ہیں شاید وہ چاہتے
ہیں کہ بلا امتیاز متعلق و غیر متعلق لمبی لمبی عبارتیں بھر دی جائیں۔ چنانچہ انہوں نے تصدیق
احمدیت میں ایسا ہی کیا بھی ہے تاکہ خلط مبحث برقرار رہے اور کوئی صحیح نتیجہ نہ نکلے۔
قادیانی لٹریچر بالخصوص مرزا صاحب کی تصانیف میں چونکہ ابہام التباس

اور انتشار بہت زیادہ ہے۔ اس لیے جو کوئی مضمون وار اقتباسات انتخاب کرکے نکالے اس کو کتر بیونت کا الزام دینا کچھ دشوار نہیں ہے لیکن نظر انصاف سے دیکھئے تو کتر بیونت جس فن کا نام ہے اس میں خود جناب مرزا صاحب اور ان کی امت نے جس درجہ کمال دکھایا ہے اسلامی لٹریچر میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ قرآن میں۔ حدیث میں۔ تفسیر میں۔ اکابر امت کی تصانیف میں کس خوبی و کس بے باکی سے کتر بیونت کی گئی تب کہیں اس مذہب کی صورت پیدا ہو سکی۔ یہ ایک مستقل بحث ہے جو انشاء اللہ آئندہ ایک جداگانہ کتاب کی شکل میں پیش ہوگی۔ اس سے واضح ہوگا کہ قادیانی تحریک اس درجہ کتر بیونت کی رہین منت ہے کہ اگر اس کا نام ہی کتر بیونت رکھ دیا جائے تو اسم بامسمیٰ ہو جائے۔

(۱۴) ترتیب پر اعتراض

قادیانی صاحبان نے اپنے جوابات میں یا تو کم فہمی سے یا عمداً ایک اور غلط فہمی پیدا کرنی چاہی ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے اقتباسات کی ترتیب میں کتابوں کی صفحاتی ترتیب یا کتابوں کی زمانی ترتیب کی پابندی لازم نہیں رکھی مثلاً یہ کہ بعض اقتباسات جو کتابوں کے شروع سے لیے گئے۔ وہ ہم نے اپنی تالیف میں محل مناسب کے لحاظ سے بعد کو رکھے اور بعض جو کتابوں کے آخر سے لئے گئے وہ ہماری تالیف کے شروع میں اپنے محل پر درج ہوئے علیٰ ہذا جو کتابیں پہلے شایع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنے مضمون کے لحاظ سے ہماری تالیف کے آخر میں آئے جو آخر میں شایع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنی نوعیت کے سبب تالیف کے شروع میں بیٹھ گئے۔ لیکن یہ تو تالیف کی خصوصیت اور خوبی ہے کہ جو مباحث بیسیوں کتابوں میں بلا کسی معنوی اور زمانی ترتیب کے متفرق اور منتشر تھے ان کو مضمون وار ترتیب دے کر ایک علمی شکل میں

یکجا کر دیا کہ پورا خاکہ پیش نظر ہو جائے۔ دراصل قادیانی صاحبان کی یہی دلی خواہش ہے کہ ان کے مباحث میں اصلی ابہام و التباس اور انتشار برقرار رہے۔ اسی میں ان کی جیت ہے کہ مذہب کی پردہ داری اور قول و فعل میں آزادی رہے۔ اس تالیف نے ترتیب کی ذریعے راہ نکال کر راز داری اور آزادی کا خاتمہ کر دیا تو قادیانی صاحبان اس ترتیب سے جس قدر بھی بیزار ہوں معذور ہیں۔

(۱۵) جواب دہی کے قادیانی اصول

قادیانی صاحبان نے ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے متعلق جس حد تک جواب دہی کی ذمہ داری لی ہے۔ اس کے اصول قابل ملاحظہ ہیں:-

(۱) "حضرت اقدس اور آپ کے خلفاء کے سوا دیگر اقوال ناقابل توجہ ہیں۔"

(تصدیق احمدیت ص...)

گویا جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول و میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے سوا باقی دوسرے قادیانی صاحبان کی کتابیں ناقابل توجہ ہیں۔ ان کی سند نہیں۔ اس لیے جواب دہی کی ضرورت نہیں خاص قانونی نکتہ ہے۔ چنانچہ اس اصول کی مزید صراحت بھی کر دی گئی۔ ملاحظہ ہو:-

"لیکن یہ بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تتمہ کتاب ص۷۹ پر جو مزید حوالہ جات برنی صاحب نے دیئے ہیں وہ نہ تو حضرت مرزا صاحب کی کتب کے نہ آپ کے خلفاء کی کسی کتاب کے ہیں اس لیے ان پر توجہ کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ بحث نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے متبعین ان کو کیا کہتے ہیں بلکہ بحث یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو کیا کہتے ہیں۔ اس لئے تتمہ کے حوالہ جات مطلقاً ناقابل توجہ ہیں۔"

(تصدیق احمدیت ص۲۰)

اس شرح کے آخر میں ضمناً اور کنایۃً دونوں خلیفہ صاحبان بھی بحث سے خارج ہو گئے صرف مرزا صاحب کی حد تک جواب دہی باقی رہ گئی۔ یہ ضمنی کنایہ آگے چل کر خود بھی ایک اصول کی صورت میں واضح ہو گیا ہے۔ فی الحال اصول اول زیر بحث ہے۔

ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے تمہ ص۲۰ پر جو مزید حوالہ جات درج ہیں۔ اور قادیانی صاحبان کے نزدیک مطلقاً ناقابل توجہ ہیں معلوم ہے وہ حوالے کس کے ہیں۔ قادیانی صاحبان تو کیوں اس کو ظاہر کرنے لگے۔ وہ حوالے جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے صاحب زادے میاں بشیر احمد صاحب ایم اے کے ہیں۔ مگر چونکہ وہ نہ خود مرزا صاحب ہیں اور نہ مرزا صاحب کے کوئی خلیفہ۔ لہذا از روئے قانون قادیان ان کے حوالے "مطلقاً ناقابل توجہ ہیں"۔ یہ سچ ہے کہ وہ خلیفہ نہیں اور قادیانی ضابطہ میں ان کا قول قابل توجہ نہیں لیکن انصاف بھی تو کوئی چیز ہے۔ اول تو صاحب زادے دوسرے ایم۔ اے۔ آج کل کی تعلیم کچھ ہنسی کھیل نہیں ہے اس کی تصدیق تو خود خلیفہ صاحب بھی فرما سکتے ہیں۔

"جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا اس وقت میں طالب علم تھا اور طالب علم بھی ایسا جو بہت فیل ہوتا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی ورنہ اگر کچھ پاس کر لیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ میں یہ ہوں وہ ہوں ...... اور واقعی یہ امر واقعہ ہے کہ میں ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا میری صحت کم زور تھی اور اطبا نے کہا تھا اس کی تعلیم پر زور نہ دیا جائے ورنہ اسے سل ہو جائے گی"۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر لائل پور مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۔ ۲۳ مئی ۱۹۳۴ء)

بہرحال جناب مرزا صاحب کے ایک صاحبزادے کے اقوال کی تائید کرنا اد

محض قانونی عذر پر دوسرے صاحبزادے کے اقوال مطلقاً ناقابل توجہ قرار دینا سراسر انصاف کے خلاف ہے۔ البتہ جواب دہی نہ ہوسکے تو یہ دوسری بات ہے۔

خیر مرزا صاحب کے ساتھ خلفاء کو شریک کر لیا یہ بھی غنیمت تھا لیکن جیسا کہ پہلے اصول کی شرح میں ضمنی اشارہ کیا گیا تھا۔ دوسرے اصول کے تحت خلفاء کے حوالہ جات بھی ناقابل توجہ قرار دے دیئے گئے صرف مرزا صاحب کا ذمہ باقی رہ گیا کیسی بااصول کنٹربیونشن ہے۔ قانونی دماغ ان اصولوں سے خوب واقف ہیں۔ مقدمات کی جواب دہی میں ان سے بہت پناہ ملتی ہے۔ بہرحال دوسرا اصول بھی ملاحظہ ہو۔

(۲) "جناب برقی صاحب نے اپنی کتاب کے تتمہ صفحہ ۹ میں اس عنوان کے تحت کلمۃ الفصل اور حقیقۃ النبوۃ کے چند حوالے مزید دیئے ہیں ان میں کوئی حوالہ حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا نہیں حضرت مرزا صاحب کی کتاب کے بس بھی حوالے تھے اور ہمارے لئے ضروری نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب کے علاوہ بقیہ تمام احمدیہ لٹریچر کے حوالہ جات پر کوئی بحث کریں۔"

(تصدیق احمدیت صفحہ ۱۳۱)

اصول تو واقعی بہت خوب ہے۔ اس میں بڑی عافیت ہے لیکن صاحبزادوں کا معاملہ ہے۔ دبی زبان سے اقرار کرنا پڑا کہ کلمۃ الفصل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے قلم سے ہے اور حقیقۃ النبوۃ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تصنیف ہے لامحالہ اصول دوم کے خلاف حقیقۃ النبوۃ کی برائے گفتن تائید بھی کرنی پڑی مثلاً یہ کہ حقیقۃ النبوۃ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے نہ کچھ اور (گویا جواب ہوگیا)۔

لیکن سب سے بہتر تیسرا اصول ہے کہ مرزا صاحب کے حوالہ جات پر بھی بحث کو غیر ضروری سمجھا جائے۔ خاص کر جہاں معاملہ نازک ہو جائے۔ اس اصول کے بعد جواب دہی

بہت سہل اور معقول ہو جاتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷

(۳) "اُس کے بعد فصل چہارم میں برنی صاحب نے مرزا صاحب کے ارشادات کے اقتباسات دیئے ہیں۔ جن پر ہم کوئی بحث ضروری نہیں سمجھتے ہیں ہم نے کافی طور پر برنی صاحب کی خیانت اور تحریف کو فصل اول تا سوم کی تنقید میں ثابت کر دیا ہے اب اس فصل کے ذیلی عنوانات جو کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے اُن پر تنقید غیر ضروری اور موجب طوالت ہوگی اس لئے ان تمام حوالہ جات سے جو اس فصل کے عنوان ۱ کے تحت حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کے دیئے ہیں کوئی قابل اعتراض بات پیدا نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ آپ اپنے نیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ظاہر کرتے ہیں گویا ظہور خود ذات پاک آں حضرت صلعم ہی کا ہے"۔ (اور قادیانی صاحبان کے نزدیک یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں اور اس کا کوئی جواب بھی نہیں)۔

"حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہم فصل دوم کے عنوان ۵ کی تنقید میں تفصیل سے بیان کر آئے ہیں"۔ (حالانکہ فصل دوم میں ۵ کا عنوان ہے "تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت"۔ اور فصل چہارم میں ۱ کا عنوان ہے "حلول اور اتحاد کی حقیقت"۔ ان دونوں مباحث میں کیا ربط ہو سکتا ہے اس کے سوا فصل دوم کے عنوان ۵ کی تنقید میں اس امر کا ذکر تک نہیں تاہم پیچھا چھڑانے کے لئے لکھ دینے میں کیا مضائقہ ہے۔ اصل مقامات کا کون مقابلہ کرتا ہے۔ اسی طرح کام چلتا ہے)۔

بہرحال تینوں اصول قابل داد ہیں۔ اول تو یہ کہ صرف مرزا صاحب اور خلفاء صاحبان کے حوالہ جات کا جواب دیں گے۔ دیگر قادیانی تصانیف قابل توجہ نہیں۔ دوم یہ کہ صرف مرزا صاحب کے حوالہ جات کا جواب دیں گے خلفاء کی کتابیں

بھی قابل توجہ نہیں۔ سوم یہ کہ مرزا صاحب کے حوالہ جات کا بھی جواب ضروری نہیں اس میں بھی طوالت کا خوف ہے۔ اور پھر ہمارے نزدیک کوئی بات قابل اعتراض نہیں جس کے جواب کی ضرورت ہو۔ دوسروں کو اعتراض ہو تو ہوا کرے ہم پر کیا ذمہ ہے۔

یہ تین زریں اصول ہیں جن سے حسب مواقع جواب دہی میں کام لیا گیا ہے۔ قانون میں بھی امور متعاقدہ اور غیر متعلقہ کی بحث بہت نازک مانی جاتی ہے اور ہوشیار وکلاء اس سے بہت کام نکالتے ہیں۔

ان اصول کے ہوتے ہوئے اگر کسی قادیانی صاحب کی کتاب کا باریک حوالہ پیش کیجئے تو اس کو گالی سنوائیے مثلاً ملاحظہ ہو۔

"الہامی حل کے عنوان میں قاضی یار محمد (صاحب قادیانی) کے ایک رسالہ اسلامی قربانی کا حوالہ ہے جو ہم پر قابل پابندی نہیں وہ ایک مجنون شخص تھا جو چاہے لکھ دے اس کی کوئی اصلیت نہیں"۔ (اللہ رے عتاب)۔

(تصدیق احمدیت ص۱۴۳)

جب اچھے اچھے قادیانی صاحبان کی کتابیں جن میں جناب مرزا صاحب ہی کے مذہب کی تائید اور تشریح پیش کی گئی ہے "مطلقاً ناقابل توجہ" ہوں تو قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب سید بشارت احمد صاحب کی یہ کتاب "تصدیق احمدیت" کس نظر سے دیکھی جائے۔ جو حیثیت ہے ظاہر ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس کتاب کی تالیف میں چند بہتر دماغ بھی شریک ہیں لیکن اظہار مناسب نہیں تو کم از کم اپنے نام کے ساتھ وغیرہ لکھنا ضرور تھا کہ دیانت کا کچھ تو حق ادا ہو جاتا اور لوگوں کو بھی اعتبار ہوتا۔ بہرحال جواب دہی کے یہ خاص اصول ہیں ان کے علاوہ جو مزید تاویلات کی جاتی ہیں اور ان کی جو نوعیت ہوتی ہے ان کے چند نمونے خود تصدیق احمدیت میں

درج ہیں ناظرین خود ان کی قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

(۱۶) قادیانی تحریک کی ترکیب

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے اپنے مدارج اور اپنی فضیلت کے جو دعوے کئے ہیں اور اپنی شان کو جس حد تک بڑھایا ہے اس کے متعلق کافی اقتباسات قادیانی مذہب کے دوسرے اڈیشن میں درج ہیں یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں لیکن مرزا صاحب نے ایک بڑی دور اندیشی کی۔ وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کو اپنی شان کے واسطے اس طرح پردہ بنایا کہ اس کی آڑ میں جہاں تک جی چاہے بڑھیں کوئی روک ٹوک نہ کر سکے۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کی تعظیم میں لوگ مرزا صاحب کی محققہ شان کو بھی لامحالہ تسلیم کریں اس کے سوا جداگانہ طور پر بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور نظم اور نثر میں کافی عقیدت اور نیاز کا اظہار کر دیتے ہیں چنانچہ قادیانی صاحبان اس کلام سے خوب کام لیتے ہیں جہاں مرزا صاحب کے بے جا دعووں پر کسی نے گرفت کی فوراً جواب میں کوئی نعت سنادی یا کوئی عقیدت نامہ پڑھ دیا کہ جس کے دل میں رسول اللہ کی ایسی محبت ہو، ایسا ادب ہو اس کے دعووں پر اعتراض کرنا کہاں تک قرین انصاف ہو سکتا ہے۔ واقعی کیسا معقول عذر ہے۔ کچھ ایسا نتوی معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ اگر شراب میں زمزم شریف ملا دیا جائے یا شراب کی بوتلوں کے ساتھ زمزم شریف کے شیشے بھی رکھ دے جائیں تو پھر شراب پر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

علی ہذا اہل بیت اطہار اور بالخصوص حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں تھوڑی سی مدح اور ہمدردی لکھ دی۔ اس کے بعد جس قدر بھی گستاخی کی جائے بجا ہے۔ بے ادبی کی جائے روا ہے۔ عذر یہ کہ شیعوں کا جواب ہے۔ اسی طرح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دبی زبان میں اعتراف کر لیا۔ اس کے بعد یہودیوں کے پرنٹے میں جو کچھ سو کہا۔ حضرت مریم علیہا السلام تک کو نہ چھوڑا۔ عذر یہ کہ پادریوں کا جواب ہے اور نظر غور سے دیکھئے تو اپنی فضیلت کا حساب ہے اور کچھ نہیں۔

اگر مرزا صاحب کو صحیح رد کئے اور غلطیوں پر ٹوکئے تو پھر انبیاء کی بھی خیر نہیں۔ ملاحظہ کیجئے سب پر ہاتھ صاف ہوتا ہے زبان بندی کی آسان ترکیب ہے۔

(۱) "پس کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے بد وہ اعتراض کرتے ہیں جن کی وجہ سے ان کو اسلام سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر ان میں ذرا بھی تقویٰ ہوتا تو ایسا اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں"

(اعجاز احمدی صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) "میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گزشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سب سے بڑا دعویٰ اشاعت اسلام کا ہے دین میں جو تفرقہ اور فساد پیدا کیا جا رہا ہے ظاہر ہے لیکن شکایت کیجئے تو یہی جواب ملتا ہے کہ اشاعتِ اسلام کون کر رہا ہے اشاعت کا ماحصل دیکھئے تو یہی کہ اسلام میں شدید اختلاف نمودار ہو مسلمانوں میں فساد پھیلے اور اس کے معاوضہ میں کچھ دور افتادہ نومسلموں کی فہرستیں شایع ہو جائیں جن کے دین و ایمان سے وہ خود ہی خوب واقف ہیں۔

غرض کہ خوش عقیدگی کی رشوت دے کر یا بے ادبی کی دھمکی دے کر مسلمانوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ یا تو مروتاً اس میں ہاں ملا دیں یا سکوت اختیار کریں تاکہ قادیانی تحریک کی تبلیغ بلا روک ٹوک جاری رہے۔

(۱۷) امتِ محمدی پر فضیلت

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب جب قادیانی صاحبان کے نزدیک مسیح موعود اور مہدی معہود بن گئے تو گویا امت محمدی میں سب سے افضل ہو گئے کھلی منطق ہے۔

"جیسا کہ ہم اوپر ظاہر کر چکے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدؐ یہ میں سب سے افضل ہوں گے اس لیے ہم کو ان دونوں (یعنی حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ) رضوان اللہ علیہما کے مرتبہ اور ان پر مسیح موعود کی فضیلت کی نسبت لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل سنت والجماعت کے خطبات جمعہ میں علانیہ اس عقیدہ کا اعلان کیا جاتا ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق تو جب مسیح موعود مہدی معہود ابو بکر سے افضل ہوں گے تو ظاہر ہے کہ بقیہ تمامی امت سے بھی افضل ہوں گے۔ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت علی و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ ہے اور اس کی وجہ سے کوئی ہتک ان حضرات اہل بیت کی نہیں ہوتی تو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی فضیلت تو بدرجۂ اولیٰ قابل تسلیم ہے اور نا قابل اعتراض ہے اور جب ان تمام حضرات پر فضیلت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی عقیدۃً مسلم ہو گئی تو دیگر اولیاء اور حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہم کے ذکر کی کیا ضرورت ہے۔"

(تصدیق احمدیت ص۱۴۴)

(۱۸) حضرت آدمؑ پر فضیلت

جناب مرزا صاحب نے حسب عادت منجملہ دیگر انبیاء کے حضرت آدمؑ پر بھی اپنی فضیلت ظاہر کی ہے۔ غنیمت ہے کہ قادیانی صاحبان اس کو ایک سنگین الزام سمجھتے ہیں مگر مرزا صاحب کو اس الزام سے بری قرار دیتے ہیں۔ ان کی تاویل ہے کہ جو اقتباس کتاب ہٰذا قادیانی مذہب میں درج ہے اس سے مرزا صاحب کی فضیلت ظاہر نہیں ہوتی حالانکہ اظہر ہے۔ لیکن آخر وکالت بھی تو کوئی چیز ہے۔ بہرحال مضائقہ نہیں۔ دوسرا اقتباس ملاحظہ ہو شاید اس کا مطلب عقل میں آجائے۔ تاہم مرزا صاحب کے حق میں سنگین الزام تسلیم کرنا قادیانی صاحبان کے واسطے سخت دشوار ہے۔

"آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے" (ترجمہ)

"آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف کھینچے اور اس پر اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے۔ اور مسیح ثم اس لئے آیا کہ ان کو وارثنا کی طرف واپس لوٹائے اور ان میں سے اختلاف ومخاصمت تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے اور انہیں اتحاد و محبت نفی غیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے۔ اور مسیح اللہ کے اس اسم کا مظہر ہے جو خاتم سلسلہ مخلوقات ہے۔ یعنی آخر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول ہو الآخر میں اشارہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ کائنات سے آخر ہونے کی علامت ہے۔"

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۹) بروز کی تشریح

جناب مرزا صاحب نے بروز سے جو مطلب نکالا ہے قادیانی صاحبان سے

تصدیق احمدیت میں یا تو کم علمی یا مصلحت سے اسے ٹالنے کی کوشش کی ہے لیکن اس مسئلہ میں تاویل کی گنجائش نہیں ہماری کتاب قادیانی مذہب میں صاف صریح اقتباسات موجود ہیں۔ ذیل میں اہم مزید تشریح خود قادیانی صاحبان اور جناب مرزا صاحب کی طرف سے پیش کرتے ہیں۔

"بعض دوستوں نے بروز کے معنی صرف ادنیٰ مشابہت کے سمجھے ہیں چونکہ اس خیال سے حضرت مسیح موعود کی اصلی شان دنیا پر ظاہر نہیں ہوتی حالانکہ اسی شان فہمی پر آپ کے ماننے نہ ماننے کا مسئلہ موقوف ہے اس لئے میں آپ ہی کی تحریروں سے دکھانا چاہتا ہوں کہ آپ کن معنوں میں بروزِ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کے مدعی تھے۔

. . . . اس مسئلہ کو حضور نے خطبہ الہامیہ میں خوب واضح کیا ہے جو لفظ بہ لفظ یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ برادران طریقت کے اطمینان قلب کا موجب ہو اور دوسروں پر اپنے مسیح کی شان واضح کر سکیں۔"

"اسی طرح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقی کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی یعنی جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کمال کے لئے اور اپنے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس میں (غلام احمد قادیانی) وہی مظہر ہوں پس ایمان لاؤ اور کافروں میں سے مت ہو . . . . . .

پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

بجیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے . . . .

. . . . . بلکہ حق یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے"۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اس تشریح نے کالشمس فی النہار ظاہر کر دیا کہ مسیح موعود کی بعثت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے اور صرف فنا فی الرسول کا درجہ مراد نہیں جو اولیائے محمدیہ میں سے بہتوں کو نصیب ہوا اور نہ تمثیل کا جس میں تھوڑی سی مشابہت بھی کافی ہوتی ہے بلکہ یہاں تو معاملہ ہی جدا ہے"۔

(تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۸ ع۱۲ ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء)

قادیانی صاحبان اکثر دوسروں کو یاد دلاتے ہیں۔ مرنا ہے۔ خدا کو منہ دکھانا ہے۔ کبھی کبھی تاویل کرتے وقت خود بھی اگر عاقبت کو یاد کر لیں تو شاید ان کے حق میں بہتر ہو۔

(۲۰) مرزا صاحب کی نبوّت

قادیانی صاحبان نے مرزا صاحب کی نبوت کی جو ضرورت بیان فرمائی ہے اس کے مدنظر وہ اپنی مصلحت سے مجبور معلوم ہوتے ہیں۔ اگر نبوت سے دست برداری دیتے ہیں تو مسیحیت بھی جاتی ہے اور بقول قادیانی صاحبان "اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پائے تو سارا قصہ ہی تمام ہو جائے"۔ اس لئے مسیحیت منوانے کے واسطے نبوت کا دعویٰ لابد ہو گیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود ہونے کا مدعی ہو اس کا نبی ہونا ضروری ہے۔

اگر حضرت مرزا صاحب کہہ دیتے کہ میں نبی نہیں ہوں تو ان کا دعوے مسیح موعود اس طرح بآسانی رد کیا جا سکتا تھا کہ ہم کسی ایسے مسیح کے منتظر نہیں کئے گئے جو نبی نہ ہو۔ اس لیئے اصل بحث طلب دعویٰ حضرت کا دعوئے مسیحیت ہے اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پاجائے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا ہے "۔

(تصدیق احمدیت ص۴۹)

اب نبوت کی تشریح ملاحظہ ہو۔

"اس لیئے احمدیوں میں سے کوئی شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب امت محمدیہ میں سے الگ ہو کر کوئی ایسے نبی تھے جو براہ راست خدا سے ہدایت پا کر اپنا علیحدہ مذہب اور شریعت لے کر آتا ہے"۔

(تصدیق احمدیت ص۴۹)

"میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریق میں فرق ہے۔ پہلے انبیا نے بلا واسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ"۔

(القول الفصل ص۳۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں"۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان۔ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

"اور یہ اس لیئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت اٰخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیئے دوبارہ دنیا میں

تشریف لائے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں　　　اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰)

(۲۱) حمل کی بحث

جناب مرزا صاحب کے حمل کا ماجرا بظاہر عجیب سا معلوم ہوتا ہے لیکن قادیانی صاحبان کا بیان ہے کہ تصوف میں یہ بھی ایک مقام ہے چنانچہ اسی رعایت سے ہم نے بھی عنوان الہامی حمل رکھا ہے۔ خالی حمل میں مغالطہ کا اندیشہ تھا۔ بہرحال قادیانی تصوف کے نکات ملاحظہ ہوں:۔

"اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر (۴) ۱۹ء میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے۔ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا"

(اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد صاحب قادیانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے

حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعۂ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھیرا۔"

(کشتی نوح ص۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قادیانی صاحبان مرزا صاحب کی تصدیق کرتے ہیں لیکن قاضی صاحب کو مجنون بتاتے ہیں۔ لرزہ بر عضو ضعیف می ریزد۔ قادیانی صاحبان نے مرزا صاحب کے حمل کی ایک نظم بھی درج کی ہے اور فرمایش کی ہے کہ جس کو ذوق تصوف ہے سُنے اور سر دُھنے۔ یہ تصوف اُن ہی صاحبان کو مبارک ہو۔ انہیں اختیار ہے سر دھنیں یا سر پٹکیں۔

(۲۲) حضرت مسیح کی شان

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عیسائیوں سے بھی خوب چلی۔ مناظرے ہوئے۔ اشتہار بازی ہوئی۔ گالی گلوج تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ فوجداری تک نوبت پہنچی۔ مقدمے چلے۔ ان تمام معرکوں میں سب سے زیادہ مشہور عبداللہ آتھم کا قصہ ہے کہ اول مرزا صاحب نے اُس سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کی کہ اتنے عرصے کے اندر فلاں تاریخ تک وہ مر جائے گا۔ ضعیف اور سن رسیدہ ہونے کے باوجود وہ پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا۔ بلکہ کافی عرصہ تک بعد کو زندہ رہا چنانچہ ایک چشم دید یادگار مولوی رحیم بخش صاحب قادیانی ام۔اے نے اپنے والد صاحب (مرزا صاحب کے ایک صحابی یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب قادیانی) کے حالات میں لکھی ہے جو ذیل میں پیش کرتے ہیں بہت سبق آموز ہے

"۵ رستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا۔ آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) قادیان میں تھے فرمایا کرتے تھے

کہ حضرت (مرزا) صاحب اس دن یہ فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مر جائے گا۔ مگر جب سورج غروب ہوگیا۔ تو لوگوں کے دل ڈولنے لگے۔ آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں تھی ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی لیکن جس وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت بتلائی تو طبیعت بشاش اور انشراح صدر پیدا ہوگیا اور ایمان تازہ ہوگیا۔ (ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ میں نے امرت سر جاکر عبد اللہ آتھم کو خود دیکھا عیسائی اسے ایک گاڑی میں بٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے لیکن اسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ واقعہ میں یہ مرگیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں آج نہیں تو کل مرجائے گا"

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۷، ستمبر ۱۹۲۳ء)

بعد کو اس پیشین گوئی پر بڑا ہنگامہ مچا۔ لوگوں نے مرزا صاحب کو بہت چھیڑا اور خوب گالیاں کھائیں۔

دوسری غلط پیش گوئیوں کی طرح اس کی تاویل کو بھی بہت کچھ طول دیا گیا اور سخن پروری کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ بہرحال ان قصوں میں لامحالہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں لپیٹ میں آگئے۔ عیسائیوں کی طرف سے دل جلا ہوا تھا مرزا صاحب نے خوب دل کا بخار نکالا اور دل کو یوں سمجھا لیا کہ عیسائیوں کے مسیح اور مریم کو برا کہتا ہوں۔ اور عیسائیوں سے بدزبانی کا بدلہ لیتا ہوں اس روداد کو جاننے کے بعد سمجھ میں آسکے گا کہ یہودیوں کے پردہ میں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام کی شان میں اس درجہ گستاخی کیوں اختیار کی۔ مثلاً ملاحظہ ہو:-

"ایک مردہ پرست فتح مسیح نام نے فتح گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداس پور سے پھر اپنی پہلی بے حیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بدزبانی سے بھرا ہوا خط لکھا ہے جس میں وہ پھر اپنی بے شرمی سے کام لے کر یہ ذکر بھی درمیان میں لاتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ سو ہم اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے بارہ میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں..... یسوع کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے۔ اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیش گوئی کے برابر اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔"

"عیسائیوں نے بہت سے آپ (حضرت عیسیٰ) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا..... ممکن ہے آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانے میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے...... اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا۔ تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ تھا۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہ تھا، پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔"

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہو گی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار

انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے ؟

"بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کوئی غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۳ تا ۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب تک تو یہ عذر تھا کہ ہم عیسائیوں کے یسوع کو برا کہتے ہیں۔ اب اسلام کے عیسیٰؑ پر کیا عنایت ہوتی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

"اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملے میں اور ان کی پیش گوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہیں کیونکہ قرآن نے ان کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا ہے۔"

"غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو رفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں۔ مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں"۔

(ضمیمہ کتاب نزول المسیح صـ۱۳ ملحقہ اعجاز احمدی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مندرجہ بالا اقتباسات پڑھنے سے واضح ہوگا کہ در پردہ مرزا صاحب کو اپنی پیش گوئیوں بالخصوص آتھم والی پیش گوئی کے غلط ہونے کی خفت سے لوگوں کے طعن وتشنیع کا ملال ہے اور وہ کس طرح باتوں باتوں میں عیسائیوں کے دل جلانے کو حضرت عیسٰی علیہ السلام پر اپنا غصہ نکالتے ہیں۔

مگر مرزا صاحب کی ستم ظریفی کا سلسلہ ابھی جاری ہے :۔

"اور مفسد ومفتری ہے وہ شخص کہ جو مجھے کہتاہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح ہیں میں تو ان کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیوں کہ پانچوں ایک ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت کے عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا؟ اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض"۔

(کشتی نوح صـ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اللہ رے بے باکی کیسے طنز آمیز کنایات ہیں کہ ایمان لرز جائے لیکن

قادیانی صاحبان کے نزدیک سب بجا اور درست ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔ قادیانی اخلاق میں بہت وسعت ہے۔ لیکن مرزا صاحب بات کو اس حد تک بڑھاتے ہیں کہ ان کا دلی منشا سمجھنے میں کسی شک کی گنجایش نہ رہے۔ استغفر اللہ۔

"پانچواں قرینہ اُن کے (یعنی افغانیوں کے) وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے جلتے ہیں مثلاً اُن کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کوئی چنداں فرق نہیں سمجھتے۔ اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اسی اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔"

(ایام الصلح ص۶۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریمؑ کا اس (یوسف نجار) سے نکاح کرا دیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کرا دیا۔ تاکہ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں۔ کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہو گیا جس کا نام یسوع رکھا گیا۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۲۴ر جولائی ۱۹۰۲ء)

"یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔"

(کشتی نوح ص۱۶ حاشیہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کیا قادیانی صاحبان سے توقع ہو سکتی ہے کہ مطلب سمجھیں اور استغفار کریں۔

(۲۳) کنوئیں میں پچنے

مرزا قادیانی صاحب کو پیش گوئی کا بڑا دعویٰ تھا۔ اور اس کو اپنی نبوت کا بڑا کمال

سمجھتے تھے۔ سحر کی پیش گوئیوں میں آتھم کی پیش گوئی بھی بہت مشہور ہے۔ چنانچہ اس کا مختصر ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس پیش گوئی کی خاطر مرزا صاحب نے کیا کیا کوششیں کیں۔ ذیل کے ایک واقعہ سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اسی سے مرزا صاحب کی ذہنیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یوں بھی ایک لطیفہ ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے فرمائے تھے) لے لو۔ اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل ہے اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے۔ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے۔ اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈالے جائیں گے۔ اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوئیں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیے۔ اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے۔ اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۵۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۴) حق ایجاد

جناب مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور کی بحث پر قادیانی صاحبان نے ہم کو مسیحی پادریوں سے تشبیہ دی ہے۔ حالانکہ وہ واقف ہیں کہ دو دور کی بحث خود اُن کے خلیفۂ قادیان میاں محمود احمد صاحب کی ایجاد ہے خلیفہ صاحب اسی ایجاد پر جناب مرزا صاحب کی نبوت کی بنیاد جماتے ہیں۔ اپنے مذہب کی ساری عمارت بناتے ہیں جس کو دیکھ کر غیر تو غیر خود آل اندیش قادیانی بہت واویلا مچاتے ہیں کہ اے میاں صاحب کیا غضب ڈھاتے ہیں۔

بہر حال مسیحی پادریوں سے مشابہت کا جو کمال ہے وہ خود خلیفہ صاحب کا حصہ ہے اور کوئی اس میں کیونکر شریک ہو سکتا ہے۔ اول تو دو دور کا حق ایجاد ان ہی کو حاصل ہے۔ دوم خود ان کے والد صاحب مسیح موعود تھے اور پہلے مسیح سے افضل تھے لہذا افضل مسیح کا بیٹا اور خلیفہ تو بڑے بڑے مسیحی پادریوں سے بڑھ کر ہوا۔ چہ جائے کہ قادیانی صاحبان اپنی بے توفیقی سے اُن کو مسیحی پادری بنا کر مشابہ انہیں بن کر کریں۔

جناب مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور خود میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کی خاص تحقیق ہے۔ اگرچہ لاہوری جماعت کو تو اب بھی اس دورنگی سے انکار ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

> "اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی۔ اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔ پس ۔ ۔ ۔ ۔ یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے (مرزا صاحب نے) نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"۔
>
> (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

(۲۵) قادیانی لام

تصدیق احمدیت کے بعض حصے تو اپنی یبوست اور سخن سازی کے لحاظ سے سراسر قانونی جواب دعوے معلوم ہوتے ہیں جس میں حق ناحق سے بڑھ کر مقدمہ کی ہارجیت کا جذبہ غالب ہے۔ وکالت میں پختہ کاری کا حق ادا کیا گیا ہے۔ باقی حصے مضمون نگاری کے ادنیٰ نمونے ہیں تاہم کہیں کہیں انشاپردازی کی بھی کوشش نظر آتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ہم پر خوب لام باندھا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

"یہ ہے برنی صاحب کے تصرف کا حال اس کی ایک اور مثال۔ اُن کا باطل خیال غریب کم علم لوگوں کے لئے جال۔ اور حق کو دبانے کی ایک چال۔ جو ان شاء اللہ ایک دن ضرور لائے گی اُن پر وبال"۔

(تصدیق احمدیت ص۱۳۵)

جن صاحب نے بھی ہمت کی۔ داد کے مستحق ہیں لیکن اگر محض قیاس آرائی کرنے کے بجائے واقعات پر طبع آزمائی کرتے تو عبارت اور مضمون میں بہت اصلاح ممکن تھی مثلاً:۔

ملتے ملتے رہ گیا مال۔ اگلی باتیں خواب و خیال۔ روز و شب ہے یہی ملال۔ کیسا آگیا زوال۔ سنبھلنا ہو گیا محال۔ حواس نہیں رہے بحال۔ کہ نظر آگیا مآل۔ انفعال انفعال انفعال انفعال!

(۲۶) قرآنی احکام

قادیانی صاحبان جو صاف صاف قرآن کریم کی گرفت میں آئے تو بہت گھبرائے لیکن سورۂ توبہ میں اپنا حال پڑھ کر بھی توبہ کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ حسب عادت گریز اختیار کیا۔ کچھ ہماری تضحیک سے کچھ قرآن کریم کی تاویل مگر اس درجہ بے اختیار

دبے محل کر حرکت مذبوحی معلوم ہوتی ہے۔ آخر یہ فرار کب تک۔ آج نہیں تو کل حقیقت کھل جائے گی۔ زبان درازی کام نہ کرے گی۔ بلکہ انجام بد دکھائے گی۔

کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان اپنی کارگزاریاں دکھاتے ہیں۔ کارنامے سناتے ہیں۔ کاموں پر اتراتے ہیں ان میں دو جماعتیں ہیں۔ لاہوری اپنے عقائد میں نسبتاً نرم ہیں اور قادیانی سخت۔ حتّٰی کہ وہ اسلام کو صرف اپنا حق بتاتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ رشتے ناتے۔ غمی۔ شادی کے تعلقات چھڑاتے ہیں۔ خوب تفرقہ پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی امت کہلاتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے کو مسیح موعود اور مہدی معہود بتاتے ہیں۔ نبوت اور رسالت تک جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں جن سے ایمان لرز جاتے ہیں۔ یہ لوگ اُن کے مذہب کی تبلیغ کراتے ہیں۔ مگر ٹوکئے تو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو اسلام کی خیر مناتے ہیں۔ گویا اُلٹی خیر خواہی جتاتے ہیں۔

معروضہ یہ تھا کہ قادیانی دعووں کا قرآن شریف سے ایسا جواب ملے کہ ان کی اصل حقیقت عیاں ہو جائے سو بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں جو ایما ہوا وہ سراسر قرآن شریف کا معجزہ ہے۔ گویا کہ قادیانی تحریک کا نقشہ کھینچ دیا۔ اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں تو مایوسی ہے۔ ومن کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضل سبیلاً (پ۱۵) نعوذ باللہ من ذالک۔

قرآنی احکام ملاحظہ ہوں۔ سبحان اللہ کیا اعجاز ہے۔

آیات	ترجمہ
وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ	کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ پھر آگے دیکھے گا
عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ	اللہ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول
وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ	اور مسلمان اور جلد لوٹائے جاؤ گے ایسے کی جانب

وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ — جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ

تَعْمَلُونَ ۝ وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ — تم کو جتادے گا جو تم کر رہے تھے اور کچھ

لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ — وہ لوگ ہیں جن کا معاملہ ملتوی ہے اللہ

وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ — کے حکم پر۔ یا ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ — قبول فرمائے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا — اور دوسرے وہ لوگ جنھوں نے بنا کھڑی کی ہے

ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا — ایک جدا مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور

بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا — پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو

لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ — اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اس کے

مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا — رسول سے پہلے سے۔ اور اب قسم کھائیں گے

إِلَّا الْحُسْنَى وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ — کہ بجز بھلائی کے ہمیں کچھ مقصود نہ تھا اور اللہ

لَكَاذِبُونَ ۝ (سورۃ توبہ رکوع ۱۳) — گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب و جھوٹے ہیں (۱۲)

کاذبین کی حقیقت قرآن کریم سے بخوبی واضح ہو گئی لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ جو قادیانی صاحبان ہمیشہ ورد کرتے ہیں یہ تو صریح خود کشی ہے اس کے بجائے توبہ اور استغفار کریں تو ممکن ہے کہ فتنہ سے خلاصی ہو کر پھر ہدایت نصیب ہو۔

بہرحال اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتنہ سے محفوظ رکھے۔ اور صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

ضمیمہ سوم

قادیانی کتاب

الیاس برنی
حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

(۱) تمہید،

(۲) تالیفات کا سلسلہ،

(۳) قادیانی رنگ،

(۴) قادیانی کتاب،

(۵) تنقیح،

(۶) قادیانی خطاب،

(۷) قادیانی مذہب،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی کتاب

اس ستمگر کو ستمگر نہیں کہتے بنتا
سعی تاویل خیالات چلی جاتی ہے

تمہید ۔ قادیانی صاحبان کی طرف سے حال میں پھر ایک کتاب شائع ہوئی ہے ۔ "ہمارا مذہب"۔ گویا قادیانی نقطۂ نظر سے اس میں قادیانی مذہب کی تشریح ہے ۔ اس کے مؤلف مولوی فاضل علی محمد صاحب اجمیری قادیانی ہیں۔ سرورق پر لکھا ہے اور نیز اخبارات میں اعلان کیا ہے کہ "اس میں پروفیسر الیاس برنی صاحب کے رسائل اربعہ "قادیانی مذہب" ایڈیشن اول و ایڈیشن دوم "قادیانی جماعت" اور "قادیانی حساب" کا مکمل و مدلل جواب دیا گیا ہے"۔

(۲) تالیفات کا سلسلہ

مذکورۂ بالا کتاب میں ہماری جن تالیفات کا حوالہ دیا ہے ان کی کیفیت یہ ہے کہ سب سے اول قادیانی صاحبان نے حیدرآباد سے ایک رسالہ شائع کیا تھا "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" اس کے بعد ہماری پہلی

مختصر کتاب "قادیانی مذہب" شائع ہوئی۔ پانچ فصلوں کے تحت پچاس عنوان۔ ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے چند اقتباسات۔ تقطیع چھوٹی۔ حجم صرف ایک سو بیس صفحے اس کے بعد قادیانی صاحبان نے منگلور سے دوسرا رسالہ شائع کیا "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس کے جواب میں ہمارا ایک رسالہ "قادیانی جماعت" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کے بعد قادیانی صاحبان نے تیسرا رسالہ "احمدی جماعت" اور ایک کتاب "تصدیق احمدیت" قادیان سے شائع کی۔ ان دونوں کے جواب میں ہم نے ایک رسالہ "قادیانی حساب" شائع کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کا دوسرا ایڈیشن بھی نکل آیا۔ گیارہ فصلوں کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات اور ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے مختصر متعدد اقتباسات۔ اس طرح یہ دوسرا ایڈیشن متوسط تقطیع کے ۲۴۲ صفحات پر شائع ہوا۔ چنانچہ جدید قادیانی کتاب (ہمارا مذہب) کے سرورق پر ہمارے جن رسائل اربعہ کا ذکر ہے ان میں سے ایک رسالہ گویا یہ کتاب بھی ہے۔

خدا کے فضل سے اس دوران میں دو سال کے اندر ہی ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کا تیسرا ایڈیشن بھی نکل آیا۔ تیرہ فصلوں کے تحت چار سو عنوانات اور ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے متعدد اقتباسات۔ اس طرح یہ کتاب تقریباً ایک سو قادیانی کتب پر حاوی ہو گئی۔ جن میں سے نصف خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیفات ہیں۔ اور باقی نصف قادیانی خلفاء اور اکابر کی تالیفات اور اس کے ساتھ یہ رسالہ "قادیانی کتاب" بھی شائع ہو گیا۔ اس سے جدید قادیانی کتاب (ہمارا مذہب) کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

(۳) قادیانی رنگ

قادیانی صاحبان کے جن رسائل کا اوپر ذکر ہوا ان میں سے ہر ایک کی روش جدا تھی۔ سب سے پہلے رسالہ میں تاویل اور تضحیک کا پہلو اختیار کیا کہ شاید ہماری ہوا خیزی ہو جائے اور ان کی بات رہ جائے۔ لیکن اس میں ناکامی ہوئی تو دوسرے رسالہ میں ہم پر دل کھول کر سیاسی، الزام لگائے کہ شاید حکومت مغالطہ میں پڑ جائے۔ ہم کو دبائے یا نقصان پہنچائے تو ان کو امن چین ہو جائے۔ اس میں بھی مایوسی ہوئی تو تیسرے رسالہ میں ہمارے مظالم اور اپنی مظلومیت کا فسانہ سنایا کہ شاید یہ فسوں چل جائے لوگوں کی ہمدردی ادھر سے اُدھر پھر جائے۔ غرض کہ قادیانی قرابادین کے سب مجرب نسخے استعمال ہوئے لیکن۔

ع- الٹی پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

بلکہ　ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حقیقت بخوبی عیاں ہو چکی تھی قادیانی صاحبان کی سعی بے جا نے اور بھی قلعی کھول دی۔ بالآخر نوبت پہنچی کہ ؎

بس ہجوم ناامیدی خاک میں مل جائے گی　وہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل میں ہے،

(۴) قادیانی کتاب

ان تین رسالوں کے سوا چوتھے نمبر پر قادیانی صاحبان نے ایک کتاب شائع کی "تصدیق احمدیت" یہ گویا ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے پہلے ایڈیشن کا جواب ہے جیسا کچھ بھی جواب ہے اس کی اصولی تنقید ہم نے اپنے رسالہ

"قادیانی حساب" میں وضاحت سے پیش کردی۔ خود قادیانی صاحبان نے بھی غالباً جلد محسوس کر لیا کہ۔ ع۔

جو چال بھی چلے وہ نہایت بری چلے

بالآخر پانچویں نمبر پر موجودہ کتاب (ہمارا مذہب) قادیانی صاحبان کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے سرورق پر اعلان درج ہے کہ "اس میں پروفیسر الیاس برنی صاحب کے رسائل اربعہ "قادیانی مذہب" ایڈیشن اول و ایڈیشن دوم "قادیانی جماعت" اور "قادیانی حساب" کا مکمل اور مدلل جواب دیا گیا ہے"۔ لیکن کتاب دیکھئے تو اعلان سے کوئی مطابقت نہیں۔ ع۔

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

ایسے بے اصل اعلان میں نہ معلوم کیا مصلحت سمجھی گئی۔ شاید یہ کہ ناواقف اور ناداں لوگ مطلع اور مطمئن ہو جائیں کہ قادیانی صاحبان نے جواب کا حق ادا کر دیا لیکن جب تحقیق پسند لوگ اس مکمل اور مدلل جواب کا ہمارے رسائل اور کتب سے مقابلہ کریں گے تو قادیانی غلط بیانی کس درجہ واضح اور دل نشین ہو جائے گی۔ ع

چہ اکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اعلان جو کچھ بھی ہو واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب میں بھی "تصدیق احمدیت" کی طرح ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے صرف پہلے ایڈیشن سے مفصل بحث کی گئی ہے۔ برائے گفتن دوسرے ایڈیشن کا بھی کہیں کہیں سرسری طور پر ذکر آگیا ہے۔ حالانکہ دوسرے ایڈیشن کے بعد پہلے کی حیثیت ایک جزو سے زیادہ نہیں رہی۔ اور وہ بھی اس میں ضم ہو گیا۔ جدا نہیں رہا۔ ایسی صورت میں دوسرے ایڈیشن کے ہوتے ہوئے پہلے ایڈیشن کو جواب کا مدار بنانا بظاہر عبث

معلوم ہوتا ہے۔ لیکن راز یہ ہے کہ موجودہ کتاب فی الحقیقت "تصدیق احمدیت" کا اصلاح شدہ ایڈیشن ہے۔ اکثر و بیشتر وہی اعتراضات ہیں وہی عذرات وہی تاویلات وہی مغالطات ہیں۔ البتہ زبان و بیان کی خامیاں اور خرابیاں بہت کچھ رفع کر دی ہیں تاہم کتاب کا نام بھی بدل دیا کہ شمار میں ایک جواب کا اضافہ ہو جائے اور "تصدیق احمدیت" سے جو برنمائی ہوئی تھی اس پر بھی پردہ پڑ جائے۔ یک کرشمہ و دو کار۔

تنقیح (۵)

"تصدیق احمدیت" اور موجودہ کتاب (ہمارا مذہب) میں جو اعتراضات اور عذرات مشترک ہیں ان کی تنقید ہمارے رسالہ "قادیانی حساب" میں موجود ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہ رسالہ بطور ضمیمہ "قادیانی مذہب" طبع سوم کے آخر میں شریک ہے۔ قادیانی صاحبان کن امور پر ساکت ہیں اور کن امور کی تاویلات پیش کرتے ہیں اور کس رنگ کی تاویلات پیش کرتے ہیں۔ ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ قارئین اس کا خود فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ اور یہی فیصلہ قابل وثوق ہوگا۔ علیٰ ہذا البطور جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزامات لگانا قادیانی صاحبان کا قدیم مسلک ہے۔ اس میں وہ جس جرأت بیباکی سے کام لیتے ہیں محتاج بیان نہیں۔ چنانچہ اس جدید کتاب میں بھی قادیانی صاحبان نے اپنا یہ مسلک بے ادبی بہت واضح طور پر پیش کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان میں لا کر مسلمانوں کے مقابل قادیانی صاحبان جو جو چالیں چلتے ہیں اس کی مختصر کیفیت ہمارے رسالہ "قادیانی حساب" میں درج ہو چکی ہے۔ ذیل میں ہم صرف دو ایک خاص امور کی تشریح پیش کرتے ہیں جو موجودہ کتاب

(ہمارا مذہب) میں بطور جدید درج ہیں۔

(۶) قادیانی خطاب

لوگ خیال کرتے ہیں کہ "قادیانی" ایک معمولی اور سرسری خطاب ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب قادیان میں پیدا ہوئے اس لئے لوگ ان کو قادیانی کہنے لگے۔ حالانکہ قادیانی مرزا صاحب کے نزدیک ایک الہامی حقیقت ہے۔ اور وہ ان کی نبوت کا ایک جزو لاینفک ہے۔ حتیٰ کہ لفظ قادیانی مرزا صاحب کے نام سے خارج کر دیجئے تو ان کی نبوت کا ایک ثبوت غائب ہو جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر لفظ قادیانی مرزا صاحب کی نبوت کا ایک الہامی ثبوت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے "غلام احمد قادیانی" اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔ اور قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں "غلام احمد قادیانی" کسی کا بھی نام نہیں"

(ازالہ اوہام ص۱۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بہر حال مرزا صاحب کو کشف ہوا کہ ان کے سوا تمام دنیا میں "غلام احمد قادیانی" کسی کا بھی نام نہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ضلع گورداسپور میں تین قادیان ہیں۔ جن میں سے ایک قادیان میں مرزا صاحب رہتے تھے اور ایک قادیان میں دوسرے صاحب اسی نام کے غلام احمد رہتے تھے۔ جو مرزا صاحب کے ہم عصر تھے

لیکن جب غلام احمد قادیانی کے نام سے مرزا صاحب کے مقابل ان کو پیش کیا گیا تو قادیانی صاحبان نے لفظ "قادیانی" کو تمام و کمال مرزا صاحب کے واسطے پیٹنٹ کرا لیا۔ اور اس کو مرزا صاحب کے نام کا جز و لاینفک قرار دیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"پس آپ کا (یعنی مرزا صاحب کا) منشاء اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے (یعنی مرزا صاحب کے) سوا کوئی دوسرا شخص "غلام احمد قادیانی" کے مرکب نام سے موسوم نہیں۔ اس لئے اگر ضلع گورداسپور میں قادیان نام کے کوئی اور گاؤں بھی ہیں اور وہاں غلام احمد کے نام سے کوئی اور شخص بھی رہتا ہے۔ تو اس سے آپ کے دعوی کی تغلیط نہیں ہوتی۔ کیوں کہ آپ نے نہ قادیان نام کے کسی اور گاؤں کی نفی کی ہے اور نہ وہاں غلام احمد کے نام سے کسی شخص کی موجودگی کا انکار کیا ہے انکار اگر ہے تو غلام احمد قادیانی کے مرکب نام رکھنے والے شخص کا ہے۔

(کتاب آئینہ احمدیت ص۴ مصنفہ دوست محمد صاحب قادیانی جس کو ۱۹۳۲ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا)

غالباً مرزا صاحب نے اپنی ہی نسبت کی برکت سے بحالت کشف لفظ "قادیان" کو قرآن شریف میں لکھا دیکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ

"تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ۔ مدینہ۔ قادیان۔ یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا"

(ازالہ اوہام ص۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مزید برآں مرزا صاحب فرماتے ہیں اور قادیانی صاحبان وجد کرتے ہیں کہ:۔

"زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے"

(درثمین ص۵۲ مجموعہ کلام مرزا صاحب)

غرض کہ ہر طرح لفظ "قادیانی" مرزا صاحب کی خاص الخاص نشانی ہے جبکہ ہم نے مرزا صاحب کے مذہب پر کتاب لکھی تو اس کا پورا نام ہوتا۔ "غلام احمد قادیانی صاحب کا مذہب" لیکن طویل عنوان علمی ذوق کے منافی تھا۔ اس لئے مختصر عنوان "قادیانی مذہب" قرار پایا۔ اور سمجھدار لوگوں نے اس کو بہت پسند فرمایا۔ اور اب تک قادیانی صاحبان نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔ لیکن حال میں جو کتاب (ہمارا مذہب) قادیانی صاحبان کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں "قادیانی مذہب" کی ترکیب ومعنی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ حالانکہ خود قادیانی عنوان "ہمارا مذہب" بلحاظ ترکیب "قادیانی مذہب" کے مساوی اور بلحاظ معنی قادیانی مذہب کے مرادف ہے۔ لفظ قادیانی مرزا صاحب کا اور ان کے مذہب کا۔ اور ان کی جماعت کا۔ سب کا علم ہے۔ البتہ مطالعہ مشاہدہ اور تجربہ سے اس لفظ کا جو مفہوم ذہنوں میں پیدا ہو چلا ہے اس کے مدنظر قادیانی صاحبان کو لفظ "قادیانی" سے شرم و عار محسوس ہو تو دوسری بات ہے۔

(۷) قادیانی مذہب

رہا یہ سوال کہ قادیانی مذہب کیا ہے۔ اس کی تفصیل ہا ں ی

کتاب "رد قادیانی مذہب" طبع سوم میں قابل ملاحظہ ہے۔ مختصر اور نہایت مختصر خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

"مسئلہ تکفیر۔ قادیانی (جماعت قادیان) تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی۔ کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح محمد رسول اللہ صلعم کے کلمہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں کیونکہ اس کو پڑھ کر اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر اور اسلام سے خارج کر کے تیرہ سو برس کی آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ اور تمام اُمت کی محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں"

(۲) "مسئلہ نبوت۔ قادیانی (جماعت قادیان) خاتم النبیین کے معنیٰ نبیوں کے ختم کرنے والے نہیں کرتے بلکہ اس سے اجرائے نبوت نکال کر حضرت مسیح موعود کو زمانہ کا نبی قرار دیتے ہیں اور خاتم النبیین اور ظلی نبوت کے الفاظ استعمال کر کے اسلامی دنیا کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم برخلاف اُمت کے ان کے ہاں اپنی مہر سے نبوت کو جاری کرنے والے کے ہیں۔ اور ظلی نبوت سے مراد اصلی نبی ہے ظلی کا لفظ فقط طریق حصول نبوت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لئے یا لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ ان کا ظلی نبی نبی ہوتا ہے غرض کہ

مسئلہ نبوت میں نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول کر وہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا بیڑا غرق کر کے دم لیتے ہیں "

(۳) " مسئلہ خلافت - جب حضرت مسیح موعود کو نبی بنایا تو ان کی خلافت بھی قادیانیوں نے چلائی اور انہی اصولوں پر چلائی جن پر مسیحیت کا پوپ اپنی خلافت منواتا ہے۔ خلیفہ مطاع الکل ہے۔ وہ غلطی نہیں کر سکتا اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے، وہ ہر ایک مرید کی جان مال، عزت، ایمان سب کا مالک ہے۔ بہشت کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں "

(۴) " سیاسیات - قادیانی (جماعت قادیان) لوگ مذہب کے نام پر سیاست میں حصّہ لینا ضروری سمجھتے ہیں وہ گورنمنٹ میں رسوخ بڑھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس طریق سے بہت سے دنیوی عز و جاہ کے طالب اور ملازمت کے خواہاں خود بخود ہماری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ اس طرح ہمارا جتھا بھی زبردست ہوتا جائے گا۔ جس سے گورنمنٹ پر بھی مزید اثر پڑے گا اور ہماری آمدنی بھی بڑھے گی اور ریاست کی بنیاد بھی پڑ جائے گی۔ اس لئے وہ گورنمنٹ کے مرکزی دفاتر کا طواف کرنا اور سیاسی کاموں میں ظاہر اور خفیہ طور پر گورنمنٹ کے

دست و بازو بنا اپنا شعار بناتے اور اس کے بدلہ میں گورنمنٹ میں رسوخ بڑھانا اور نفع اٹھانا ضروری سمجھتے ہیں اور اس لئے مذہب کے نام پر لاکھوں روپیہ قوم سے لے کر سیاسی خفیہ کارروائیوں میں صرف کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ ان کے عقائد ہی ایسے باطل ہیں کہ کسی عقلمند کو اپیل نہیں کر سکتے اس لئے سیاسی رنگ میں جتھے بندی کے سوا ان کا مقصد کسی اور طریق سے حاصل ہونا انہیں مشکل نظر آتا ہے۔ بریں وجہ وہ سیاسی میدان میں کارنمایاں دکھا دکھا کر اپنا جتھا بڑھانے کا کام کرتے رہتے ہیں۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۵ر جنوری ۱۹۳۵ء)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب قادیانی) فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام و توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو اب میں مولوی (نورالدین) صاحب کو مرزا (غلام احمد قادیانی صاحب) سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب۔ کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

اس نے کہا۔ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟
میں نے کہا۔ تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر وہ صادق ہے تو بہرحال اس کی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا۔ واہ مولوی صاحب آپ قابو نہیں آئے یہ قصہ سنا کر مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔
کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور من جانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا۔ اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیۃ خاتم النبیین کے کوئی اور معنیٰ ہونگے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہوجائے تو اس کے کسی دعویٰ میں چون وچرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صلاہ مولفہ صاحبزادہ مرزا بشیراحمد صاحب قادیانی)

قصہ مختصر مرزا قادیانی صاحب کی تائید میں قادیانی صاحبان

کی تاویلات کی کوئی حد نہیں۔ عجیب مغالطوں میں مبتلا ہیں۔ ؎

اس ستمگر کو ستمگر نہیں کہتے بنتا
سعی تاویل خیالات چلی جاتی ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

ضمیمۂ چہارم
قادیانی کتابیں

قادیانی مذہب کا پہلا اڈیشن تیار ہوا تو اس وقت مطلوبہ کتابیں بہت کم مل سکیں۔ فرمائشوں کا جواب تک نہ ملا۔ چنانچہ اس بارہ میں شکایت شایع کرنی پڑی لیکن "قادیانی جماعت" کے نام سے جو دوسرا رسالہ شایع ہوا۔ جو ضمیمۂ اول میں درج ہے اس کے بعد سبیل پیدا ہو گئی۔ چنانچہ مقامی کتاب گھر کی معرفت قادیان سے کتابیں آنے لگیں اور اس کے ذریعے بہت سی کتابیں خرید میں آگئیں۔ اسی زمانہ میں قادیان کے ایک تاجر کتب بھی حیدرآباد آنکلے ان سے بھی کچھ کتابیں مل گئیں۔ کچھ کتابیں راست قادیان سے آگئیں۔ غرض کہ خاصا ذخیرہ فراہم ہو گیا قادیانی صاحبان کا بہت بہت شکریہ۔

تاہم فرمائش کی متعدد کتابیں مہیا ہونی باقی ہیں۔ مقامی کتاب گھر نے امروز فردا میں بہت زمانہ گزار دیا تو بالآخر راست قادیان فرمائش بھیجنی پڑی۔ امید کہ وہاں سے کتابیں آجائیں گی۔ ان میں سے بعض کے متعلق یہ عذر ہے کہ وہ نایاب یا کمیاب ہیں۔ حال آں کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے وہ کافی اہم ہیں۔ جب کہ وسیع پیمانہ پر قادیانی تبلیغی لٹریچر شایع کیا جائے بعض اصلی کتابوں کا اشاعت سے غائب ہوجانا بہت عجیب اور مایوس کن ہے مریدین و معتقدین محققین و مناظرین سب متعلقہ جماعتوں کو ان کی ضرورت ہے یہ شبہ قبل از وقت ہے کہ شاید کسی مصلحت سے ان کی اشاعت ختم کر دی گئی یا کچھ وقفہ کے بعد وہ حسب مصلحت ترمیم ہو کر شایع ہوں گی۔ بہر حال ہماری طرف سے بھی ان کتابوں کی تلاش جاری ہے ان کے بغیر سلسلہ نامکمل ہے یہ امر قابل ستایش ہے کہ فی الجملہ قادیانی جماعت جناب مرزا صاحب کی اصلی کتابیں شایع کرنے میں زیادہ مستعد بنی ہوئی ہے تو ایں سے بیش تر کتابیں دستیاب ہو تی ہیں

لاہوری جماعت نے بھی مرزا صاحب کی کتابیں شایع کی ہیں لیکن کم - ان میں بالخصوصیت سے عربی کتابیں شامل ہیں - تاکہ عربی ممالک میں کام آئیں - ان کو اپنا تبلیغی لٹریچر شایع کرنے کی زیادہ فکر معلوم ہوتی ہے - تحقیق کے واسطے ان کے ہاں سے اصلی مواد کم ملتا ہے تاہم وہاں سے بھی کتابیں آئیں کچھ معلومات حاصل ہوئے - دونوں جماعتوں کا شکریہ واجب ہے -

قادیانی مذہب میں جو اقتباسات درج ہیں ان میں سب نہیں تو اکثر و بیشتر اصلی کتابوں سے اخذ کئے گئے بعض اصل کتابیں نہ ملنے کی صورت میں دیگر کتب سے نقل کرنے پڑے لیکن یہ کتابیں بھی بجائے خود کافی معروف و مروّج ہیں - مسلّم ہیں - صفحوں کے حوالے میں بھی کافی اہتمام کیا گیا - لیکن ایک پیچیدگی رہ گئی وہ یہ کہ مختلف اڈیشنوں کے صفحوں میں بھی اختلاف نکلا - اور بعض اڈیشنوں پر سن طباعت بھی درج نہیں ملا - اس لئے بعض صورتوں میں ایک اڈیشن کے صفحات کا حوالہ دوسرے اڈیشن میں بعینہ ملنا ممکن نہیں لیکن ایسی صورتیں معدودے چند ہیں - زیادہ نہیں - حاصل کلام یہ ہے کہ جہاں تک موقع ملا - پوری چھان بین کی گئی - یوں سہوِ انسانی یا کتابت کی غلطی دوسری بات ہے -

بہرحال جن کتابوں کے اقتباسات و حوالہ جات تیسرے اڈیشن میں درج ہیں ان کی فہرست ذیل میں پیش ہے جس سے واضح ہو گا کہ کل ایک سو بیس کتابوں سے مواد لیا گیا جن میں سے ایک سو پانچ قادیانی ہیں اور صرف پندرہ غیر قادیانی - ان پندرہ میں بھی صرف چار قادیانی مذہب کی تنقید میں ہیں اور باقی پانچ فن طب سے متعلق ہیں - چند اخبارات اور رسالے ہیں جن سے بعض واقعات نقل کئے گئے ہیں - پھر ایک سو پانچ کتب قادیانی ان میں سے نصف خاص مرزا صاحب کی تصانیف ہیں اور باقی نصف دیگر قادیانی صاحبان کی کتابیں ہیں چند اخبارات و رسالے ہیں - چنانچہ ذیل میں مفصل فہرست درج کرتے ہیں -

(الف) جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصانیف

(۱) اربعین
(۲) آریہ دھرم
(۳) ازالۂ اوہام
(۴) استفتاء
(۵) آسمانی فیصلہ
(۶) اعجاز احمدی
(۷) اعجاز المسیح
(۸) الوصیت
(۹) انجام آتھم
(۱۰) انوار الاسلام
(۱۱) آئینۂ کمالات اسلام
(۱۲) ایام الصلح
(۱۳) ایک غلطی کا ازالہ
(۱۴) براہین احمدیہ
(۱۵) پیغام صلح
(۱۶) تجلیات الہیہ
(۱۷) تحفۃ الندوہ
(۱۸) تحفۂ قیصریہ
(۱۹) تحفہ گولڑویہ
(۲۰) تذکرۃ الشہادتین
(۲۱) تریاق القلوب
(۲۲) توضیح مرام
(۲۳) جنگ مقدس
(۲۴) چشمۂ مسیحی
(۲۵) چشمۂ معرفت
(۲۶) حجۃ اللہ
(۲۷) حقیقۃ الوحی
(۲۸) حمامۃ البشریٰ
(۲۹) خطبۂ الہامیہ
(۳۰) دافع البلاء
(۳۱) دُرِ ثمین
(۳۲) رسالۂ جہاد
(۳۳) ستارۂ قیصریہ
(۳۴) ست بچن
(۳۵) سراج منیر
(۳۶) سیرۃ الابدال
(۳۷) شہادۃ القرآن
(۳۸) ضرورۃ الامام

(۳۹) کتاب البریہ
(۴۰) کشتی نوح
(۴۱) کشف الغطاء
(۴۲) گورنمنٹ کی توجہ کے لائق (رسالہ)
(۴۳) لجۃ النور
(۴۴) لکچر اسلام
(۴۵) لوح الہدیٰ
(۴۶) نجم الہدیٰ
(۴۷) نزول المسیح
(۴۸) نسیم دعوت
(۴۹) نشان آسمانی
(۵۰) نور الحق
(۵۱) نور القرآن
(۵۲) مواہب الرحمٰن

(ب) میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تصانیف

(۵۳) القول الفصل
(۵۴) انوار خلافت
(۵۵) آئینہ صداقت
(۵۶) برکات خلافت
(۵۷) تحفۃ الملوک
(۵۸) تحفہ لارڈ ارون
(۵۹) تحفہ شہزادہ ویلز
(۶۰) تحفہ ولنگڈن
(۶۱) حق الیقین
(۶۲) حقیقۃ الامر
(۶۳) حقیقۃ النبوۃ
(۶۴) ذکر الٰہی
(۶۵) ملائکۃ اللہ
(۶۶) منصب خلافت
(۶۷) مسیح موعود کے کارنامے

(ج) صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی کی تصانیف

(۶۸) سیرۃ المہدی
(۶۹) کلمۃ الفصل

(د) حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفۂ اول کی تصانیف

(۷۰) نورالدین

(ھ) مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور

(۷۱) النبوۃ فی الاسلام
(۷۲) بیان القرآن
(۷۳) تحریک احمدیت
(۷۴) حقیقت اختلاف
(۷۵) نکات القرآن

(و) دیگر قادیانی صاحبان کی تصانیف

(۷۶) ازالۃ الباطل	مؤلفہ	میر قاسم علی صاحب قادیانی
(۷۷) اسلامی قربانی	مصنفہ	قاضی یار محمد صاحب قادیانی
(۷۸) البشریٰ	مؤلفہ	محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی
(۷۹) المہدی	مؤلفہ	حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری
(۸۰) آئینۂ احمدیت	مؤلفہ	دوست محمد صاحب قادیانی
(۸۱) اتمام العرفان	مصنفہ	عبداللہ تماپوری صاحب قادیانی
(۸۲) تبلیغ رسالت	مؤلفہ	میر قاسم علی صاحب قادیانی
(۸۳) تفسیر آسمانی	مصنفہ	عبداللہ تماپوری صاحب قادیانی
(۸۴) حیات احمد	مؤلفہ	یعقوب علی صاحب قادیانی
(۸۵) حیات النبی	مؤلفہ	" " "
(۸۶) خادم خاتم النبیین	مصنفہ	صدیق دیندار صاحب قادیانی

(۸۷) خطوط امام بنام غلام	مؤلفہ	محمد حسین قریشی صاحب قادیانی
(۸۸) رسالہ درود شریف	مؤلفہ	محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی
(۸۹) رسالہ نمبر ہشتم	مصنفہ	شیخ غلام محمد صاحب قادیانی
(۹۰) رسالہ	مؤلفہ	فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی
(۹۱) فتاوئے احمدیہ	مؤلفہ	محمد فضل خان صاحب قادیانی
(۹۲) کتاب منظور الٰہی	مؤلفہ	محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی
(۹۳) کشف الاختلاف	مؤلفہ	سید سرور شاہ صاحب قادیانی
(۹۴) لکل امۃ اجل	مصنفہ	احمد نور کابلی صاحب قادیانی
(۹۵) مکاشفات	مؤلفہ	محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی
(۹۶) مکتوبات احمدیہ	مؤلفہ	شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی

(۹۷) ملفوظات احمدیہ من جانب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(۹۸) نہج المصلّی	مؤلفہ	محمد فضل خان صاحب قادیانی

(ذ) قادیانی اخبار و رسائل

(۹۹) اخبار الحکم۔ قادیان

(۱۰۰) اخبار الفضل۔ قادیان

(۱۰۱) اخبار بدر۔ قادیان

(۱۰۲) اخبار پیغام صلح۔ لاہور

(۱۰۳) اخبار فاروق۔ قادیان

(۱۰۴) رسالہ تشحیذ الاذہان۔ قادیان

(۱۰۵) رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان

(ح) غیر قادیانی کتب

(۱۰۶) اکسیر اعظم (طب) مصنفہ حکیم محمد اعظم خاں۔
(۱۰۷) آئینۂ کمالاتِ مرزا (صاحب) تنقید منجانب جناب ناظم صاحب دارالاشاعۃ رحمانی مونگیر شریف۔
(۱۰۸) تذکرۃ الوفاق فی علاج المراق (طب) مصنفہ حکیم صفر حسین خاں فرخ آبادی
(۱۰۹) دجال کا سربستہ راز۔ تنقید از ملک نظیر احسن صاحب بہاری۔
(۱۱۰) سودائے مرزا (صاحب)۔ تنقید از حکیم محمد علی صاحب امرتسر۔
(۱۱۱) شرح اسباب وعلامات (طب) مصنفہ علامہ برہان الدین نفیس بن عوض المتطبب الکرمانی۔
(۱۱۲) مخزنِ حکمت (طب) مصنفہ شمس الاطبا حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب۔
(۱۱۳) قادیانی جماعت۔ مؤلفہٗ پروفیسر الیاس برنی۔
(۱۱۴) قانون (طب) شیخ الرئیس حکیم بو علی سینا۔

(ط) غیر قادیانی اخبار و رسائل

(۱۱۵) اخبار النجم۔ لکھنؤ۔
(۱۱۶) اخبار مباہلہ۔ قادیان و امرتسر۔
(۱۱۷) اخبار مدینہ۔ بجنور۔
(۱۱۸) رسالہ حقیقت اسلام۔ لاہور
(۱۱۹) رسالہ دلگداز۔ لکھنؤ۔
(۱۲۰) رسالہ شمس الاسلام۔ بھیرہ۔ (پنجاب)

ضمیمۂ پنجم
پروفیسر الیاس برنی
کی
تالیفات و تراجم
(۱) سلسلۂ دعوت صدق

(۱) **اسرار حق** اسلامی حقائق و معارف کا مرتب مجموعہ۔ پہلا اڈیشن ختم۔ دوسرا اڈیشن طبع شدنی ہے۔ قیمت

(۲) **تسہیل الترتیل** فن قرارت و تجوید پر عام فہم اور جامع کتاب ایک عجیب اصول پر ترتیب دی ہے۔ عنقریب شائع ہوگی انشاء اللہ۔

(۳) **مشکوٰۃ الصلوٰۃ** ۔۔ عربی صلوٰۃ و سلام اور درود شریف کا نہایت منتخب مجموعہ۔ خاندان رسول کے واسطے بڑی نعمت ہے۔ تمام اسلامی ممالک سے قبول ہو رہا ہے قیمت ۸ آنے

(۴) **ہدایت الاسلام**۔ جدید تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کے واسطے اسلامی فرائض و عبادات کی مرتب تفصیل بطرز جدید۔ .. .. (طبع شدنی)۔

(۵) **فتوح الحکم**۔ سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے علمی، ادبی اور دینی مضامین کا مجموعہ۔ بالکل جدید تالیف ہے۔ عربی میں ایک بیش بہا اضافہ ہے عنقریب شائع ہوگی انشاء اللہ

(۶) **فتوحات قادریہ**۔ سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اوراد و اذکار کا مستند مجموعہ .. .. (زیر تالیف)

(۷) **سلطان مبین**۔ سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات شریف۔ ایک خاص رنگ میں عنقریب شائع ہوگی۔ انشاء اللہ۔

(۸) مکاتیب المعارف۔ مرشدی و مولائی حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب قبلہ کے مکتوبات شریف کا مجموعہ۔ (زیر تالیف)

(۹) صراط الحمید۔ بابتہ ۱۳۴۵ھ جلد اول سفرنامہ مقامات مقدسہ واقع عراق۔ شام فلسطین و حجاز (قیمت ۱عہ)

(۱۰) صراط الحمید۔ بابتہ ۱۳۵۲ھ جلد دوم۔ خاص حجاز کا مفصل سفرنامہ حرمین شریفین کے تفصیلی حالات (زیر طبع)

(۱۱) تحفۂ محمدیؐ۔ اردو فارسی نعتوں کا نہایت دلکش انتخاب۔ چار جلد قیمت کل مجموعہ (۸ر)

(۱۲) قادیانی مذہب۔ قیمت فی جلد دو روپیہ (تیسرا اڈیشن)

(۲) سلسلۂ منتخبات نظم اردو

(۱) معارف ملت (۴) جلد قیمت فی جلد ۔ر

(۲) مناظر قدرت (۴) جلد قیمت فی جلد عہ ر

(۳) جذبات فطرت (۴) جلد قیمت فی جلد عہ ر

(۳) سلسلۂ معاشیات

(۱) علم المعیشت۔ نہایت جامع تالیف۔ حجم تقریباً (۸۰۰) صفحہ۔ مطبوعہ انجمن ترقی اردو اورنگ آباد۔ قیمت ۔ ؎ ر

(۲) اصول معاشیات۔ نصابی تالیف حجم (۶۰۰) صفحہ۔ مطبوعہ دارالترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن۔

(۳) معیشت الہند۔ نہایت جامع تالیف حجم (۸۰۰) صفحہ۔ مطبوعہ دارالترجمہ سرکار عالی۔

(۴) مالیات۔ پبلک فائننس پر جامع کتاب۔ (زیر تالیف)

(۵) مقدمۃ المعاشیات۔ مورلینڈ صاحب کی کتاب کا ترجمہ۔ مطبوعہ دارالترجمہ سرکار عالی۔

(۶) معاشیات ہند۔ برجی صاحب کی کتاب کا ترجمہ۔ مطبوعہ دارالترجمہ سرکار عالی۔

(۷) برطانوی حکومت ہند۔ انڈرسن صاحب کی کتاب کا ترجمہ۔ مطبوعہ دارالترجمہ سرکار عالی۔